

ایلن جی وائٹ

یسوع مسیح کے معجزات



ایلن جی وائٹ اسٹیٹ

یسوع مسیح کے معجزات

ایلن جی وائٹ

1877

کتاب کا نام: یسوع مسیح کے معجزات

مصنفہ: ایلن جی وائٹ

پروجیکٹ مینیجر: سنیل جوزف

مترجم: تنویر صدیق

نظر ثانی: سنیل جوزف

لے آؤٹ کمپوزنگ: تنویر صدیق

ELLEN G. WHITE

Redemption: Or the Miracles of Christ, the Mighty One

- URDU -

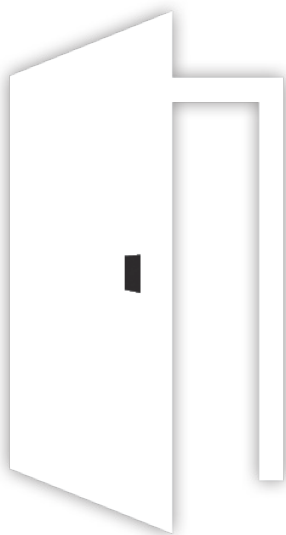
Project Manager: Sunil Joseph
Translation: Tanveer Sadiq
Proofread: Sunil Joseph

Publisher: ADVEDIA VISION e.V.
Finkenstraße 13
84367 Tann
Germany
advedia-vision.org (German)
god-is-life.org (English, Urdu)

Pictures by: unsplash.com

Scripture taken from the Holy Bible in Urdu Revised Version.
Copyright © 2011, by The Pakistan Bible Society.
Used by permission of the Pakistan Bible Society.
All rights reserved.

Copyright © 2021 by ADVEDIA VISION e.V. - All rights reserved



GOD
is life

www.god-is-life.org

فہرست

7	قارئین کے نام.....
8	مسیح کے معجزات.....
8	قانا کی گلیل کی شادی.....
17	صوبے دار کا بیٹا.....
22	بیتِ حسد احوض کے کنارے یسوع.....
35	یسوع کفرِ مخوم میں.....
43	کوڑھی.....
49	پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں.....
56	پانی پر چلنا.....
62	مفلوج شخص.....
70	کنعانی عورت.....
74	یسوع طوفان کو تھمادیتا ہے.....
79	قبروں میں رہنے والے لوگ.....
86	یائیر کی بیٹی.....
91	لعزر کو زندہ کرنا.....
102	یسوع کی صورت بدل جانا.....

قارئین کے نام

مسیح کے معجزات اتنی اہم، الہی قوت کا منہ بولتا ثبوت اور لوگوں کے ذہنوں پر اُس کی طرف سے بیان کردہ اخلاقی اسباق نقش کرنے والی کتاب ہے، اسی وجہ سے یہ چھوٹی سی کتاب پبلشرز کی طرف سے بڑے اعزاز کے ساتھ اپنے قارئین کے لیے پیش خدمت ہے تاکہ وہ قادرِ مطلق مسیح کے معجزات کا اس انداز میں مطالعہ کر سکیں جیسے ان کا اندراج انا جیل میں ہوا ہے۔ ایلن جی وائٹ کی تحریر کردہ دیگر کتب کی طرح اس کتاب ”یسوع مسیح کے معجزات“ کا مطالعہ کرنا بھی آپ کے لیے نہایت مفید اور بابرکت ہوگا۔

پبلشرز

مسیح کے معجزات

قانا گلیل کی شادی

اپنی زمینی زندگی کے عظیم کام کا آغاز کرتے ہوئے یسوع نے اپنے پانچ شاگردوں یعنی یوحنا، اندریاس، شمعون، فلپس اور نثن ایل کا چناؤ کیا۔ نجات دہندہ کی خدمت میں مدد کرنے، الہی تعلیمات کے حصول اور اُس کے عظیم معجزات کی گواہی دینے یعنی دُنیا کے سامنے اُن کی منادی کرنے کے لیے ان معمولی گھرانوں کے لوگوں کا انتخاب کیا گیا۔

قانا گلیل میں ایک شادی تھی۔ شادی والے گھرانے یوسف اور مریم کے رشتہ دار تھے۔ یسوع اس خاندانی اجتماع کے متعلق جانتا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ بہت سے بااثر لوگ اس شادی میں شرکت کریں گے لہذا اپنے نئے شاگردوں سمیت یسوع بھی قانا گلیل کی جانب روانہ ہوا۔ جب یہ پتہ چلا کہ یسوع اُس علاقے میں آچکا ہے تو اُسے اور اُس کے دوستوں کو خصوصی طور پر دعوت دی گئی۔ اس کی ایک خاص وجہ تھی اور یوں اُس نے اُس دعوت میں شرکت کر کے اُس دعوت کی رونق کو دوبالا کر دیا۔

وہ کافی عرصے سے اپنی ماں سے نہیں ملا تھا۔ اس دوران اُس نے یوحنا سے ہتسمہ لیا اور بیابان میں آزمائشیں برداشت کیں۔ اپنے بیٹے اور اُس کے مصائب کی خبریں مریم تک بھی پہنچی تھیں۔ اُس کے نئے شاگرد یوحنا نے مسیح کو ڈھونڈ لیا اور اُسے بڑا پریشان، بڑا کمزور اور جسمانی اور ذہنی دباؤ کا شکار محسوس کیا۔ یسوع یہ نہیں چاہتا تھا کہ یوحنا اُس کی پریشانی کو دوسروں سے بیان کرے اس لیے اُس نے اُسے بڑے آرام کے ساتھ کہا کہ وہ وہاں سے چلا جائے۔ وہ اکیلا رہنا چاہتا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی بھی انسان اُس کی پریشانی کو دیکھ نہ سکے، کوئی بھی انسانی دل اُس کی پریشانی میں اُس پر ترس نہ کھائے۔

وہ شاگرد مریم کے گھر جا کر اُسے ملا اور یسوع کے ساتھ اپنی ملاقات کا حال احوال اُسے کہہ سُنایا، اس کے ساتھ اُس نے اُس کے ہتھمے کا واقعہ بھی اُسے سُنایا جب خدا کی آواز نے اپنے بیٹے کو تسلیم کیا اور یوحنا نبی نے مسیح کی طرف یوں کہتے ہوئے اشارہ کیا کہ، ”دیکھو یہ خدا کا بڑا ہے جو دُنیا کا گناہ اُٹھالے جاتا ہے“۔ گزشتہ تیس سالوں سے یہ عورت ایسے شواہد اکٹھے کر رہی تھی جن سے یہ ثابت ہو کہ یسوع ہی خدا کا بیٹا یعنی دُنیا کا موعودہ نجات دہندہ ہے۔ یوسف مرچکا تھا اور وہ اپنے دل کے خیالات کا اظہار کسی اور کے سامنے نہیں کر سکتی تھی۔ وہ اُمید اور مشکوک خیالات کے درمیان ڈگمگ رہی تھی مگر اُسے ہمیشہ اس بات کی اُمید یا یقین دہانی ضرور تھی کہ اُس کا بیٹا ہی موعودہ ہے۔

وہ گزشتہ دو ماہ سے کافی پریشان تھی کیونکہ وہ اپنے بیٹے سے جدا تھی جو ہر وقت اُس کی مرضی کے مطابق فرمانبردار اور ایماندار تھا۔ یہ بیوہ ماں یسوع کی اُن تکلیفوں پر رنجیدہ تھی جو اُس کے بیٹے کو بیابان میں برداشت کرنی پڑیں۔ یسوع کے موعودہ ہونے کی وجہ سے اُسے خوشی کے ساتھ ساتھ غم کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ تاہم یسوع کے ساتھ اُس کی ملاقات شادی کی اس ضیافت میں ہوتی ہے، یہ وہی فرمانبردار اور وفادار بیٹا تھا مگر اب یہ وہ نہیں تھا کیونکہ اب اُس کی شخصیت میں کافی تبدیل آچکی تھی؛ بیابان کی آزمائش کے بُرے اثرات اُس کے چہرے سے عیاں تھے اور اُس کے عظیم مشن کے مقدس آثار اور اُس کی پُر وقار موجودگی واضح طور پر ظاہر ہو رہی تھی۔ وہ دیکھتی ہے کہ اب اُس کے ساتھ کچھ نوجوان ساتھی بھی ہیں جو اُسے بڑے احترام اور عزت کے ساتھ مالک پکارتے ہیں۔ یہ ساتھی مریم کو اُس کے متعلق عجیب و غریب باتوں کی گواہی دیتے ہیں جو نہ صرف ہتھمے کے موقع پر بلکہ بے شمار دیگر مواقع پر بھی واقع ہوئیں، انہوں نے یوں کہا ”جس کا ذکر موسیٰ نے توریت میں اور نبیوں نے کیا ہے وہ ہم کو مل گیا ہے۔ وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے“۔

مریم کا دل اس یقین دہانی سے بڑا خوش ہوا کہ جس بات کی وہ کافی سالوں سے اُمید کر رہی تھی وہ واقعی حقیقت ہے۔ یہ بات بڑی حیران کن تھی کہ اس گہری اور پاکیزہ خوشی کے باوجود بھی اُس ماں میں فطری طور پر کسی قسم کا کوئی غرور پیدا نہ ہوا۔ مہمان وہاں جمع تھے اور وقت گزرتا جا رہا تھا۔ پھر کچھ وقت کے بعد ایک واقعہ رونما ہوا جس کی وجہ سے عجیب سی کشمکش اور پریشانی پیدا ہو گئی۔ یہ معلوم ہوا کہ کسی وجہ سے مئے ختم ہو چکی

ہے۔ اُس وقت جو مئے استعمال کی جاتی تھی وہ انگور کا خالص شیرہ ہوتی تھی اور اس تقریب کے اختتامی حصے میں یوں مئے کی فراہمی ناممکن تھی۔ اُس وقت ان مواقعوں پر مئے کی فراہمی بڑی اہم بات سمجھی جاتی تھی؛ لہذا مسیح کی ماں نے اس تقریب میں اپنا اہم کردار ادا کیا اور اپنے بیٹے سے یوں کہا ”ان کے پاس مئے نہیں رہی“۔ اس بات چیت میں ایک پوشیدہ سی درخواست یا پھر تجویز موجود تھی کہ جو سب کچھ کر سکتا ہے وہ یہاں پر بھی اُن کی ضروریات پوری کرے گا۔ مگر یسوع نے یوں جواب دیا ”اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام ہے؟ ابھی میرا وقت نہیں آیا۔“

اُس کا اندازِ بیان مہذب اور اہم تھا؛ اُس نے مریم کو یہ سکھانے کی کوشش کی کہ بطورِ ماں اب یسوع پر اُس کا اختیار ختم ہو چکا ہے۔ اب اُسے اپنا اہم کام سرانجام دینا ہے اور کوئی بھی اُسے اپنی الہی قدرت استعمال کرنے کا حکم نہیں دے سکتا۔ اس میں ایک خطرہ تھا کہ مریم مسیح کے ساتھ اپنے رشتے پر گمان کرے گی اور یہ بھی محسوس کرے گی کہ اُسے یسوع پر خصوصی حق اور دسترس حاصل ہے۔ کیونکہ قادرِ مطلق کے بیٹے اور دُنیا کے نجات دہندہ کو کوئی بھی زمینی بندھن اپنا الہی مشن پورا کرنے سے روک نہیں سکتا، نہ ہی اُس پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ یہ بات اشد ضروری تھی کہ وہ ہر قسم کے شخصی مفاد سے دُور رہے اور اپنے آسمانی باپ کی مرضی کو پورا کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہے۔

یسوع اپنی والدہ سے بڑا پیار کرتا تھا؛ کیونکہ تیس سالوں تک وہ اپنے والدین کے ماتحت ہی رہا تھا مگر اب وہ وقت آ پہنچا تھا جب اُسے اپنے آسمانی باپ کا کام کرنا تھا۔ اپنی والدہ کی سرزنش کرتے ہوئے یسوع نے اُن بے شمار لوگوں کو بھی ملامت کیا جو اپنے خاندانوں کو پوجتے ہیں اور اپنے ان رشتوں کی وجہ سے خدا کی خدمت کرنے سے ہٹ جاتے ہیں۔ انسانی محبت ایک مقدس صفت ہے مگر اس کا ہماری رُوحانی زندگی پر اثر نہیں پڑنا چاہیے یا اس کی وجہ سے ہمارے دل خدا سے دُور نہیں ہٹنے چاہیے۔

مسیح کے سامنے اُس کا نقشہ حیات واضح تھا۔ اُس کی الہی قدرت پوشیدہ تھی اور وہ گزشتہ تیس برسوں سے بڑی بے تابی اور شدت کے ساتھ اس وقت کا انتظار کر رہا تھا مگر اُسے اس مناسب وقت سے پہلے کرنے کی بالکل بھی جلدی نہیں تھی۔ مگر اپنے دلی فخر کی وجہ سے مریم یہ چاہتی تھی کہ یسوع لوگوں کے سامنے اپنا معجزہ کرتے

ہوئے اپنی الہی قدرت کا اظہار کرے، یوں یسوع کو یہودیوں کے سامنے ایک اعلیٰ مقام حاصل ہو جائے گا۔ مگر یسوع نے یوں جواب دیا کہ ابھی اُس کا وقت نہیں ہے۔ بطور بادشاہ اُسے عزت و جلال ملنے کا وقت نہیں ہے؛ ابھی اُسے مردِ غمناک اور رنج سے آشنا ہونا تھا۔

مسیح کا اپنی ماں کے ساتھ ابتدائی رشتہ ختم ہو چکا تھا۔ جو اُس کا فرما میر دار بیٹا تھا اب وہ اُس کا خداوند بن چکا تھا۔ باقی انسانوں کی مانند اُس کی واحد اُمید صرف یہی تھی کہ وہ اُسے دُنیا کا نجات دہندہ تسلیم کرے اور اُسکی تابعداری کرے۔ رومن چرچ کی خام خیالی نے مسیح کی والدہ کو خدا کے ابدی بیٹے کے برابر کا درجہ دے دیا مگر نجات دہندہ اس مسئلے کو بالکل مختلف انداز سے دیکھتا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کے ساتھ مریم کا رشتہ ہونے سے مریم کو کوئی اعلیٰ مقام حاصل نہیں ہوتا یا اس وجہ سے اُس کا مستقبل محفوظ نہیں ہو جاتا۔ انسانی ہمدردیوں سے وہ اعلیٰ ہستی متاثر نہیں ہوتی جس کا اہم کام دُنیا میں اپنا مشن پورا کرنا ہے۔

مسیح کی والدہ اپنے بیٹے کے کردار کو جان گئی اور اُس کی مرضی کے تابع ہو گئی۔ وہ جانتی تھی کہ اگر ایسا کرنا درست ہے تو وہ اس کی درخواست کو ضرور قبول کرے گا۔ مریم کا انداز بیان یسوع کی حکمت اور قدرت پر مریم کے کامل ایمان کا ثبوت تھا اور اسی ایمان کی وجہ سے بعد میں یسوع نے معجزہ سرانجام دیا۔ مریم کا یہ ایمان تھا کہ جو وہ یسوع سے چاہتی ہے وہ اُسے کرنے کے قابل ہے اور وہ بڑی پریشان تھی کہ ضیافت کا انتظام با ترتیب انداز میں ہونا چاہیے اور کسی طرح سے عزت و مجروح نہ ہو۔ وہاں پر خدمت کرنے والوں کو مریم نے یوں کہا ”جو کچھ یہ تم سے کہے وہ کرو“۔ یوں اُس نے اپنی طرف سے راہ تیار کر دی۔

وہاں پر پتھر کے چھ مٹکے رکھے ہوئے تھے۔ یسوع نے خادموں کو کہا کہ ان کو پانی سے بھر دو۔ انہیں جلدی سے اُس کے حکم کی تعمیل کی۔ وہاں پر فوری طور پر مے کی ضرورت تھی اور یسوع نے انہیں حکم دیا کہ ”اب نکال کر میرے مجلس کے پاس لے جاؤ۔“ وہ خادم حیرانگی سے دنگ رہ گئے کہ جن مٹکوں میں انہوں نے ابھی ابھی صاف شفاف پانی بھرا تھا اُن سے اب مے نکل رہی ہے۔ میرے مجلس اور مہمانوں کو بالکل خبر نہیں تھی کہ وہاں پر مے ختم ہو گئی ہے؛ اس لیے میرے مجلس اس بات پر حیران ہوا کیونکہ یہ اُس کے لیے بہترین مے تھی اور یہ مے دعوت کے آغاز میں پیش کی جانے والی مے سے قدرے بہتر تھی۔

اُس نے دُلہا سے یوں کہا ”ہر شخص پہلے اچھی مے پیش کرتا ہے اور ناقص اُس وقت جب پی کر چھک گئے مگر تُو نے اچھی مے اب تک رکھ چھوڑی ہے“۔ اس معجزے میں یسوع اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ اگرچہ دُنیا سب سے پہلے اپنی اچھی چیزیں پیش کرتی ہے جو دیکھنے میں اچھی اور مسرور کن لگتی ہیں مگر وہ اپنی نعمتیں آخر میں بھی بالکل تازہ اور بہتر حالت میں پیش کرتا ہے۔ اُن کا ذائقہ خراب نہیں ہوتا، اُن سے جی نہیں بھرتا۔ دُنیاوی آسائشوں سے اطمینان حاصل نہیں ہوتا، اس کی مے خراب ہو جاتی ہے، اس کا ذائقہ خراب ہو جاتا ہے۔ یہاں جس کا آغاز گانوں اور خوشی کے ساتھ ہوتا ہے اُس کا اختتام دُکھ اور پریشانی سے ہوتا ہے۔ مگر یسوع ایسی رُوحانی ضیافت کا اہتمام کرتا ہے جس سے بے اطمینانی اور پریشانی کا احساس نہیں ہوتا۔ ہر نئے تحفے سے اسے حاصل کرنے والے کی صلاحیت کو مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اس کی قدر کرتا ہے اور خداوند کی برکات سے حظ اُٹھاتا ہے۔ وہ کم پیمانے سے ناپ کر مہیا نہیں کرتا بلکہ وہ ہماری مرضی اور خواہش سے بھی بڑھ کر عطا کرتا ہے۔

شادی کی ضیافت میں مسیح کی طرف سے ملنے والی یہ بخشش نجات کی علامت تھی۔ پانی اُس کی موت کے پتھمہ کی علامت ہے، مے دُنیا کے گناہوں کو مٹانے کے لیے اُس کی طرف سے خون بہانے کی علامت ہے۔ یہ بخشش شادی میں موجود مہمانوں کو عطا کی گئی تھی اور یہ بخشش انسانی گناہوں کو دھونے کے لیے ناکافی نہیں ہے۔

یسوع ابھی ابھی بیابان میں طویل دورانیے کا روزہ رکھنے کے بعد واپس آیا تھا، وہاں پر اُس نے انسانی خواہش کے اختیار کو ختم کرنے کے لیے وہ دُکھ سہا تھا جس کی وجہ سے لوگ دیگر بُرے کاموں سمیت، بلا روک ٹوک نشہ آور شراب پینا شروع کر دیتے ہیں: یسوع نے شادی کے مہمانوں کے لیے ایسی مہیا نہیں کی تھی جس میں خیر یا کسی قسم کی نشہ آور چیز کی ملاوٹ تھی بلکہ وہ تو انگور کا خالص اور صاف ستھرا شیرہ تھا۔ اس سے جسمانی صحت سمیت بہترین ذائقہ بھی حاصل ہوتا تھا۔

مہمانوں نے اس مے کے اچھے معیار کو سراہا اور انہوں نے خادموں سے اس کی بابت پوچھا تو انہیں معلوم ہوا کہ یہ تو ایک نوجوان گلیلی کے معجزے کا نتیجہ ہے جو اُس نے ابھی سرانجام دیا ہے۔ اُن سب نے

بڑی حیرانگی کے ساتھ یہ سارا واقعہ سنا اور دنگ ہو کر آپس میں باتیں کرنا شروع کر دیں۔ بالآخر انہوں نے یسوع کو ڈھونڈنا شروع کر دیا تاکہ وہ اُسے سراہیں اور اُس سے یہ جانیں کہ اُس نے پانی کوئے میں تبدیل کرنے والا معجزہ کیسے سرانجام دیا ہے مگر وہ انہیں وہاں نہ ملا۔ اُس نے وہاں پر بڑی سادگی کے ساتھ یہ معجزہ سرانجام دیا اور پھر وہ وہاں سے چلا گیا۔

جب یہ معلوم ہوا کہ یسوع وہاں سے جا چکا ہے تو لوگوں نے اُس کے شاگردوں پر توجہ کی جو ابھی تک وہیں تھے۔ انہیں پہلی مرتبہ یہ جاننے کا موقع ملا کہ وہ دُنیا کے نجات دہندہ یسوع ناصری پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ یوحنا نے جو کچھ یسوع کی تعلیمات سے سنا اور دیکھا تھا وہی کچھ بیان کیا۔ اُس نے یسوع کے پتسمے کے موقع پر رونما ہونے والے حیران کن مناظر کے متعلق بتایا، جب یسوع نے یوحنا اصطباغی سے دریائے یردن پر پتسمہ لیا تھا تو کیسے اُس پر آسمان سے آسمانی نُور اور جلالِ کبوتر کی صورت میں اُس پر چمکا تھا، اسی دورانِ قادرِ مطلق باپ کی جانب سے اسے بیٹا قرار دیا گیا تھا۔ یوحنا نے ان حقائق کو بڑے سادہ اور آسان الفاظ میں بیان کیا تھا۔ یہ سُن کر وہاں پر موجود تمام لوگوں کا تجسس مزید بڑھ گیا اور ایسے بے شمار لوگ جو مسیح کے انتظار میں تھے انہوں نے یہ سوچا کہ یہ ممکن ہے کہ یہی اسرائیل کا موعود نجات دہندہ ہو۔

یسوع کے اس معجزے کی خبر اُس تمام علاقے اور یروشلیم میں بھی پہنچ گئی۔ کانہوں اور بزرگوں نے یہ واقعہ بڑی حیرانگی سے سنا۔ انہوں نے مسیح کی آمد سے متعلقہ پیشگوئیوں کا دوبارہ سے جائزہ لینا شروع کر دیا۔ اس نئے اُستاد کے مقصد اور مشن کو جان کر اُن میں اور بھی پریشانی پیدا ہو گئی جو بالکل سادہ طبیعت تھا مگر اُس نے ایسا انوکھا کام سرانجام دیا جو پہلے کبھی کسی نہیں کیا تھا۔ تنہائی پسند فریسیوں اور بڑے رہنماؤں کے ساتھ ساتھ وہ عام لوگوں کو بھی ملا اور چونکہ دُنیاوی اثر نے کسی بھی طرح سے اُس کے رویے کو متاثر نہ کیا، مگر وہ جہاں بھی جاتا تو بہت سے لوگ اُس کے ارد گرد جمع ہو جاتے تھے۔

یہاں پر مسیح کے سبھی شاگردوں کے لیے ایک سبق ہے کہ وہ خود کو لوگوں سے جُدا نہ کریں بلکہ وہ اپنے معاشرے سے جُڑے رہیں اور دوسروں کو مل کر اُنہیں سکھائیں۔ تمام طبقہء فکر کے لوگوں تک رسائی کرنے کے لیے ہمیں اُن کو ملنا چاہیے کیونکہ وہ خود ہمیں بمشکل ہی مل سکیں گے۔ صرف مذبح (پلٹ) کے ذریعے ہی

مرد و خواتین کے دلوں کو الہی سچائی سے متاثر نہیں کیا جاسکتا۔ مسیح نے لوگوں کے خیر خواہ کی حیثیت سے اُن میں جا کر اُن کی توجہ حاصل کی۔ وہ اُنہیں اُن کے روزمرہ کاموں کی جگہوں پر جا کر ملا اور اُن کے عارضی امور میں دلچسپی کا اظہار کیا۔ یسوع، خدا کی ہدایت کو اُس کے لوگوں کی طرف لے کر گیا اور وہ خدا کی الہی حضوری کے زیر اثر تمام خاندانوں کو لایا۔ خدا کے مقصد کی خاطر اُس نے شخصی طور پر دلوں کو جیتنے میں کافی مدد کی۔

اُستادِ اعظم کی اس عظیم مثال کی پیروی اُس کے شاگردوں کو بھی کرنی چاہیے۔ اگرچہ اجتماعی طور پر بات چیت کرنا موزوں اور فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے مگر اُنہیں اس طریقہ کار کو بھی یاد رکھنا چاہیے جو کہ محض معمولی دکھائی دیتا ہے مگر اس کے بے شمار فوائد ہیں۔ اس کا تعلق عالیشان محلوں میں رہنے والے امیر لوگوں کے ساتھ ساتھ غریب لوگوں سے بھی ہے یعنی سماجی بہتری کے لیے دوسروں کی مہمان نوازی کرنا اور اُن کے ساتھ مل بیٹھنا۔

اس سلسلے میں یسوع کا طریقہ کار اُس وقت کے یہودی رہنماؤں سے بالکل مختلف تھا۔ وہ خود کو لوگوں سے دُور رکھتے تھے اور نہ اُن کے لیے کچھ کرتے اور نہ ہی اُن کے ساتھ دوستی رکھتے تھے۔ لیکن مسیح نے خود کو انسانی مفاد سے جوڑ لیا اور اُس کے کلام کی منادی کرنے والوں کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔ تاہم ایسا شخصی خوشی یا مرضی اور مُسرت کے تحت نہیں ہونا چاہیے بلکہ دوسروں کی بھلائی کرنے والے ہر موقع کا بھرپور فائدہ اُٹھانے کے تحت کیا جانا چاہیے اور معاشرے کی حماقتوں اور بُرائی سے محفوظ اور پاک رہتے ہوئے اس سے انسانی دلوں پر سچائی کی روشنی بھی پڑنی چاہیے۔

شادی کی اس ضیافت میں شرکت کرنے میں یسوع کا ایک خاص مقصد یہ بھی تھا کہ جو کام صرف یہودی لوگوں کے ذمے تھا اُس کا خاتمہ کیا جائے اور وہ (یہودی) دوسرے لوگوں میں کھل مل سکیں۔ وہ محض یہودیوں کے مسیحا کے طور پر نہیں بلکہ دُنیا کے نجات دہندہ کے طور پر آیا تھا۔ فریسی اور بزرگ اپنے ہم مرتبہ لوگوں کے سوا دوسروں کو ملنے سے گریز کرتے ہیں۔ وہ خود کو نہ صرف غیر قوموں سے الگ رکھتے تھے بلکہ وہ اپنے لوگوں سے بھی دُور ہی رہتے تھے اور اُن کی تعلیمات کی بدولت وہ باقی دُنیا سے کٹ کر رہ چکے تھے کیونکہ وہ خود کو راسخ و استباز، اعلیٰ مرتبہ اور ناقابلِ رسائی سمجھتے تھے۔ فریسیوں کی ایسی علیحدگی اور ہٹ دھرمی نے لوگوں میں اُن

کی عزت کو کم کر دیا تھا اور اس سے ایسا تعصب پیدا ہو گیا جسے مسیح نے ختم کرنا تھا تا کہ اُس کے مشن کا اثر سارے طبقات پر ہو سکے۔

جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ اپنے مذہب کو دنیا کی بُرائی سے محفوظ رکھنے کے لیے اس کے ارد گرد باڑ لگا کر اسے چھپا سکتے ہیں تو وہ لوگ اپنے مذہب کے ذریعے بنی نوع انسان کو منور کرنے اور فائدہ پہنچانے کے مواقع ضائع کر دیتے ہیں۔ نجات دہندہ لوگوں کو عوامی مقامات پر، لوگوں کے گھروں میں، کشتیوں پر، ہیکل مقدس میں، جھیل کے کناروں پر اور شادی کی ضیافتوں میں ملا۔ اُس نے پہاڑوں پر وقت گزارا، اُس نے مستعدی سے دُعا کی تا کہ وہ آنے والی پریشانیوں کے لیے تیار ہو سکے اور حقیقی طور پر انسانوں میں رہتے ہوئے دُکھ جھیلنے کا حوصلہ حاصل کرے، اُس نے غریبوں، بیماروں، جاہلوں اور شیطان کے پھندوں میں جھکڑے ہوؤں کو آزاد کیا اس کے ساتھ ساتھ اُس نے امیروں اور اثرافیہ کو بھی تعلیم دی۔

مسیح کی خدمت اُس وقت کے یہودی رہنماؤں کی خدمت کے برعکس تھی۔ وہ خود کو لوگوں سے الگ تھلگ رکھتے تھے اور یہ سوچتے تھے کہ وہ خدا کے زیادہ لاڈلے ہیں، انہیں راستبازی اور عزت کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ یہودی لوگ یہوواہ کی اس قدیم تعلیمات پر قائم تھے کہ اگر وہ موسیٰ کی شریعت پر بڑی سختی سے عمل کریں گے تو وہ خدا کی نگاہ میں راستباز ٹھہریں گے اور تب ہی خدا ان سے کئے ہوئے اپنے وعدے پورے کرے گا۔

جس جوش و جذبے کے ساتھ وہ بزرگوں کی تعلیمات کو مانتے تھے اس سے انہیں اپنی پاکیزگی کا احساس ہوتا تھا۔ جو خدمات خدا نے موسیٰ کے ذریعے عطا کیں تھیں انہیں پورا کرنے کی بجائے وہ مسلسل مزید سخت اور مشکل رسومات کو پورا کرنے میں ہی لگے ہوئے تھے۔ وہ اپنی پاکیزگی کا انداز اپنی طرف سے ادا کردہ رسومات کی تعداد سے لگاتے تھے، جب کہ اُن کے دل ریاکاری، غرور اور لالچ سے لبریز تھے۔ اگرچہ وہ زمانے میں صرف اپنے آپ کو ہی راستباز قوم کہتے تھے مگر اُن کی بدکاریوں کی وجہ سے اُن پر خدا کی لعنت تھی۔

وہ شریعت کی تفسیریں غلط اور مشکل طریقے سے کرتے تھے، انہوں نے زیادہ سے زیادہ رسومات کو اکٹھا کر لیا تھا، انہوں نے سوچنے اور عملی طور پر کرنے والی آزادی کو احکام، آئین اور خدا کی خدمت تک محدود

کر دیا تھا اور وہ بے معنی رسومات اور آئین میں گم ہو چکے تھے۔ اُن کا مذہب اُن کے لیے غلامی کا جوابن چکا تھا۔ وہ اس میں اس قدر پھنس چکے تھے کہ روزمرہ زندگی کے امور سرانجام دینا اُن کے لیے ممکن ہی نہ تھا اور ایسے کاموں کے لیے وہ غیر قوم والوں کو رکھتے تھے تاکہ وہ ان کے ایسے کاموں کو کریں جنہیں یہودیوں کو کرنا ممنوع تھا۔ وہ مسلسل اسی خوف میں رہتے تھے کہ کہیں وہ ناپاک نہ ہو جائیں۔ مسلسل انہی باتوں کے بارے میں سوچتے رہنے سے اُن کے خیالات محدود ہو کر رہ گئے تھے اور وہ اپنی زندگیوں کے حصار میں پھنس کر رہ چکے تھے۔

یسوع نے انسانوں میں گھل مل کر بیداری کے کام کا آغاز کیا۔ وہ بھی تو یہودی تھا اور اُس نے ہر ایک یہودی کے لیے ایک اعلیٰ مثال قائم کر دی۔ اگرچہ اُس نے فریسیوں کی ریاکاری پر انہیں ڈانٹا، اُس نے لوگوں کو بے معنی کاموں سے آزاد کرنے کی کوشش کی، اُس نے خدا کی شریعت کو سب سے زیادہ عزت بخشی اور اس کے ساتھ وفادار رہنے کے مقاصد بھی سکھائے۔

یسوع نے اُنکی بے راہ روی، خود غرضی اور حماقت کی سرزنش کی اس کے باوجود وہ فطری طور پر لوگوں سے میل جول رکھنے والا تھا۔ اُس نے غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ ساتھ امیروں اور اشرافیہ کے ساتھ بھی کھانے کی دعوتیں قبول کیں۔ ایسے موقعوں پر اُس کی بات چیت تربیتی اور اصلاحی ہوتی تھی اور لوگ اُس کی باتیں بڑی توجہ سے سنتے تھے۔ وہ اپنے بارے میں کسی قسم کی فضول خرچی اور عیش و عشرت کی اجازت نہیں دیتا تھا بلکہ وہ تو کسی معصوم کی خوشی میں بھی سکون محسوس کرتا تھا۔ یہودی شادی کا موقع ایک متبرک اور اہم موقع تھا، اس کی خوشی اور اطمینان سے ابنِ آدم ناخوش نہیں تھا۔ یہ معجزہ یہودیوں کے تعصبات کے خاتمے کی عکاسی کرتا ہے۔ یسوع کے شاگردوں نے اس سے ہمدردی اور انسانیت کا درس حاصل کیا۔ اُس کے رشتہ داروں نے اُس کے ساتھ بڑی چاہت کا اظہار کیا اور جب وہ کفرِ نجوم کی طرف روانہ ہوا تو وہ بھی اس کے ساتھ ہو لئے۔

شادی کی اس ضیافت میں شرکت کرنے سے یسوع نے شادی کو الہی قانون کے طور پر ثابت کیا اور اپنی خدمت کے دوران اُس نے شادی کے عہد کے ذریعے بہت سی اہم سچائیوں کو ظاہر کرتے ہوئے اسے بڑا مقدم قرار دیا۔

صوبے دار کا بیٹا

سامریوں میں دوروز خدمت کرنے کے بعد یسوع گلیل کی طرف روانہ ہوا۔ ناصرتہ میں جہاں اُس نے اپنا بچپن اور لڑکپن گزارا تھا وہاں زیادہ دیر نہ رُکا۔ جب اُس نے وہاں خود کو مسموح کے طور پر متعارف کروایا تھا تو وہ واقعہ اُس کے لیے اتنا ناخوشگوار تھا کہ اُس نے کھیتوں کی طرف جانے کا فیصلہ کیا تاکہ وہاں جا کر اپنی بات سُننے والوں میں منادی کرے اور ایسے دلوں کو اپنا پیغام سُنائے جو اسے قبول کرنے والے ہوں۔ اُس نے اپنے شاگردوں کو کہا کہ نبی اپنے وطن میں عزت نہیں پاتا۔ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ لوگ اپنے درمیان رہنے والے اور جسے وہ بچپن سے ہی جانتے ہوں جب وہ اُس شخص کا کوئی عجیب کام دیکھتے ہیں تو وہ اُسے قبول کرنے سے فطری طور پر ہچکچاتے ہیں۔ جبکہ یہی لوگ کسی اجنبی اور جانناز شخص کے کارناموں سے فوری طور پر متاثر ہو جاتے ہیں۔

قانا نے گلیل میں یسوع نے جو معجزہ کیا اُس کی وجہ سے اُسے وہاں بڑی گرمجوشی سے قبول کیا گیا۔ جو لوگ عیدِ فح سے واپس آئے تھے انہوں نے آکر لوگوں کو بتایا کہ یسوع نے ہیکل مقدس کو صاف کروایا، اس کے بعد بیماروں کو شفا دینے والے اور اندھوں کو بینائی اور بہروں کو سُننے والی قوت دینے والے معجزات بھی کیے۔ ہیکل کے عہدیداران نے اُس کے ان کاموں کے خلاف فیصلہ دیا اور وہ گلیل کی طرف روانہ ہو گیا؛ بہت سے لوگ ہیکل مقدس کی بے حرمتی اور کاہنوں کے غرور پر واویلا کرتے تھے اور اس بات کے اُمیدوار تھے کہ بے شک یہ شخص انہیں ایسے حاکموں سے نجات دلائے گا۔

یہودیہ سے قانا کی طرف یسوع کی آمد کی خبر بہت جلد گلیل اور اُس کے گرد و نواح میں پھیل گئی۔ یہ خبر کفرِ نوحم کے ایک معزز شخص تک پہنچی وہ بھی یہودی تھا۔ یسوع بیماروں کو شفا دینے کی قدرت رکھتا ہے یہ بات اُس کے لیے بڑی اہم تھی کیونکہ اُس کا بیٹا بھی بیمار تھا۔ وہ باپ اس سلسلے میں یہودیوں میں موجود ماہر معالکین سے رابطہ کر چکا تھا اور انہوں نے اس بیماری کو لاعلاج قرار دیتے ہوئے اُسے یہ بتایا تھا کہ اُس کا بیٹا بہت جلد

مر جائے گا۔

مگر جب اُس نے یہ سنا کہ یسوع گلیل میں ہے تو اُس کے دل میں ایک اُمید جاگ اُٹھی کیونکہ اُس کا یہ ایمان تھا کہ جو شخص پانی کو مے میں تبدیل کر سکتا ہے اور ہیکل کی بے حرمتی کرنے والوں کو نکال سکتا ہے وہ اُس کے بیٹے کو جو کہ قریب المرگ ہے اُسے بھی صحت یاب کر سکتا ہے۔ کفرخوم قانا سے کافی فاصلے پر تھا اور صوبہ دار اس بات سے پریشان تھا کہ اگر وہ یسوع کی تلاش کو وہاں چلا گیا تو اُس کا شدید بیمار بیٹا کہیں اُس کی عدم موجودگی میں وفات نہ پا جائے۔ تاہم وہ اتنا دُور ہوتے ہوئے بھی ایمان میں قائم تھا کیونکہ وہ پُر اُمید تھا کہ بے انتہا محبت کرنے والے باپ کی دُعاؤں کے اثر سے طبیب اعظم متاثر ہو کر رحم فرمائے گا اور اسے اپنے قریب المرگ بیٹے کے ساتھ ہی رہنے کا مشورہ دے گا۔

وہ کسی قسم کی دیر کیے بغیر جلدی سے قانا کو روانہ ہو گیا۔ یسوع کے ارد گرد جمع بھیڑ کو پیچھے ہٹاتے ہوئے وہ یسوع کے پاس جا پہنچا۔ لیکن جب اُس نے سادہ اور گرد آلود لباس پہنے ہوئے شخص کو دیکھا تو اُس کا ایمان لڑکھڑا گیا۔ وہ شک میں مبتلا ہو گیا کہ جو درخواست میں اس شخص کے پاس لے کر آیا ہوں کیا یہ اسے پورا کر سکے گا، پھر بھی اُس نے اسے آزمانے کا فیصلہ کیا۔ اُس نے یسوع کو اپنا منہ عاٹنا یا، اپنے لمبے سفر کے بارے میں بتایا اور نجات دہندہ سے التجا کی کہ میرے ساتھ چل کر میرے بیٹے کو تندرست کر دے۔ مگر یسوع تو اُس کا دُکھ پہلے ہی جانتا تھا۔ اس سے قبل کہ وہ صوبے دار اپنے گھر سے روانہ ہوتا اُس رحمدل نجات دہندہ نے اس باپ کا دُکھ جان لیا تھا اور اُس کے محبت بھرے دل میں اُس کے بیمار بچے کے بارے میں ہمدردی کا احساس پیدا ہو گیا تھا۔

مگر اُسے یہ بھی علم تھا کہ اس باپ کے ذہن میں نجات دہندہ کے حوالے سے کچھ شکوک و شبہات بھی پائے جاتے ہیں۔ جب تک وہ یہ ایمان نہیں رکھتا کہ یہی مسیح ہے تب تک اُس کی درخواست قبول نہیں ہو سکتی تھی۔ جب وہ غم اور شک میں مبتلا باپ یسوع کے جواب کا منتظر تھا تو یسوع نے اُسے مخاطب ہو کر یوں کہا ”جب تک تم نشان اور عجیب کام نہ دیکھو ہرگز ایمان نہ لاؤ گے“۔ یہاں پر یسوع نے اُسے صوبے دار کے لڑکھڑاتے ہوئے ایمان کو ظاہر کر دیا یعنی کیا یہ اُس کا مطلوبہ کام کر سکتا ہے یا نہیں کر سکتا اسی کی بنا پر وہ یسوع کو

قبول کرے گا یا اُسے رد کرے گا۔

یسوع محض اُس کے بچے کو شفا نہیں بلکہ وہ اُس باپ کی تاریک سوچ کو بھی منور کرنا چاہتا تھا۔ یسوع نے اُس کا لڑکھڑاتا ہوا ایمان دیکھا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس شخص کے پاس اب اور کوئی اُمید نہیں ہے۔ اُس نے دیکھا کہ اس صوبے دار کی حالت بھی اُس کی اپنی قوم کے بے شمار لوگوں جیسی ہے۔ وہ بھی اپنی خود غرضی پر مبنی ضروریات کی وجہ سے یسوع میں دلچسپی رکھتے تھے؛ وہ اُس کی قدرت کے ذریعے خاص فائدے حاصل کرنا چاہتے تھے مگر وہ اپنی روحانی بیماری سے لاعلم تھے اور اپنی اُس پریشانی کو نہیں دیکھتے تھے جسے الہی فضل درکار ہے؛ مگر اُن کا ایمان تو محض عارضی چیزوں کے حصول پر ہے۔ یسوع نے اس مسئلے کے ذریعے بہت سے یہودی لوگوں کی حالت کو ظاہر کیا۔ اُس نے اس قسم کے شکی ایمان کا موازنہ سامریوں کے ایمان کے ساتھ کیا جو یسوع کو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا اُستاد ماننے اور اُسے بغیر کوئی ایسا نشان یا معجزہ دکھائے قبول کرنے کے لیے تیار تھے جو اس کی قدرت کو ظاہر کرے۔

وہ باپ اس خیال میں کھو گیا کہ اپنے شک کی قیمت اُسے اپنے بیٹے کی زندگی کی صورت میں دینی پڑ سکتی ہے۔ یسوع کی باتوں سے تو یہی ظاہر ہو رہا تھا؛ اُس صوبے دار نے محسوس کیا کہ وہ بھی نجات دہندہ کی تلاش محض خود غرضی پر مبنی ہے؛ اُس کے لڑکھڑاتے ہوئے ایمان نے اُس پر سب کچھ ظاہر کر دیا تھا؛ اُس نے یہ محسوس کیا کہ بے شک وہ ایسی ہستی کے سامنے کھڑا ہے جو دلوں کے بھید جان سکتا ہے اور اُس کے لیے سب کچھ ممکن ہے۔ اس خیال کے بعد اُس کی توجہ اپنے بیمار بچے کی طرف چلی جاتی ہے، اُس میں اُمید کی ایک نئی کرن پیدا ہوتی ہے اور وہ بڑے دُکھ کے ساتھ یوں التجا کرتا ہے ”اے خداوند میرے بچے کے مرنے سے پہلے چل“۔

وہ اس بات سے خوفزدہ تھا کہ شک اور سوال جواب کے اس سلسلے کے دوران کہیں اُس کا بچہ مرنے جائے۔ یہ سلسلہ اتنا ہی کافی تھا۔ وہ ضرورت مند باپ نجات دہندہ یسوع کے کاموں کو تسلیم کرتا ہے۔ جب وہ یسوع سے یہ التجا کرتا ہے کہ اے خداوند میرے بچے کے مرنے سے پہلے چل، تو وہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ صرف یسوع ہی اُس کی واحد اُمید ہے۔ اُس کا ایمان اتنا مضبوط تھا جتنا فرشتے کے ساتھ کشتی لڑتے ہوئے یعقوب کا ایمان تھا جب اُس نے یوں کہا ”جب تک تُو مجھے برکت نہ دے میں تجھے جانے نہیں دوں گا“۔

یسوع نے صوبے دار کی درخواست کا جواب ان الفاظ میں دیا ”جائیرا بیٹا جیتا ہے“۔ ان مختصر اور سادہ الفاظ نے باپ کے دل کو ہلا کر رکھ دیا؛ وہ ہر طرف بولنے والے کی مقدس قدرت کو محسوس کرتا ہے۔ کفر و نوحم کی طرف جانے کی بجائے یسوع الہی ٹیلی گراف کے ذریعے فوری طور پر اُس کے بیمار بیٹے کو شفا کا پیغام بھیجتا ہے۔ وہ شخص ناقابلِ بیان شکرگزاری کے ساتھ واپس چلا جاتا ہے اور نجات دہندہ کی باتوں پر ایمان رکھتے ہوئے اب وہ پہلے کی نسبت زیادہ اطمینان اور خوشی کے ساتھ اپنے گھر کو روانہ ہو جاتا ہے۔

صوبے دار کے گھر میں کچھ لوگ قریب المرگ بیٹے کی تیمارداری کر رہے تھے۔ وہ بڑا جوان اور خوبصورت ہوا کرتا تھا لیکن اب کمزور اور دُلا پتلا ہو چکا تھا۔ اُس کا خوبصورت چہرہ اب بیماری سے چمک چکا تھا۔ اچانک سے اُس کا بخار اُتر جاتا ہے، وہ بہتر انداز سے دیکھنا شروع کر دیتا ہے، وہ مکمل طور پر ہوش میں آ جاتا ہے اور اُس جسم تندرست و توانا ہو جاتا ہے۔ اُس کا بخار اُسی دم اتر گیا۔ اُس کا خیال رکھنے والے اُسے دیکھ کر دنگ رہ گئے؛ خاندان کے دیگر افراد کو بلایا گیا اور وہ سب یہ دیکھ کر بے حد خوش ہوئے۔ اب اُسے بچے میں بیماری کی کسی قسم کی کوئی علامت نہیں تھی، اُس کا دھکتا ہوا بدن اب تندرست ہو چکا تھا اور اب وہ بڑے سکون کے ساتھ سو رہا تھا۔

اسی دوران اُس کا باپ پُر امید انداز میں جلدی جلدی واپس آ رہا تھا۔ وہ بڑے دُکھ اور پریشانی کے عالم میں یسوع کے پاس گیا تھا۔ مگر وہ وہاں سے بڑی خوشی اور اعتماد کے ساتھ واپس لوٹا۔ اُسے اس بات کا اطمینان ہو چکا تھا کہ وہ ایک قادرِ مطلق ہستی سے بات کر کے آیا ہے۔ اُس کے ذہن میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں تھا کہ کیا یسوع نے واقعی اُس کے بیٹے کو شفا دی ہے۔ جب وہ اپنے گھر سے ابھی کچھ دُور ہی تھا تو اُس کے نوکر اُسے یہ خوشخبری سنانے کے لیے آتے ہیں کہ اُس کا بیٹا شفا پا چکا ہے۔ اُس کے دل کا بوجھ ختم ہو جاتا ہے اور وہ مزید تیزی سے گھر کی طرف بڑھنا شروع کر دیتا ہے اور جب وہ اپنے گھر پہنچتا ہے تو اپنے بیٹے کو تندرست اور توانا دیکھتا ہے۔ وہ اُسے بڑی خوشی کے ساتھ گلے ملتا ہے کیونکہ اُسے دوبارہ نئی زندگی ملی تھی اور اس معجزانہ تندرستی مہیا کرنے کے لیے بار بار خدا کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

وہ صوبہ دار اور اُس کا سارا گھرانہ یسوع کا شاگرد بن جاتا ہے۔ یوں اپنی پریشانی کے بعد وہ پورا

گھرانہ یسوع پر ایمان لے آیا۔ اُنہوں نے پورے کفرِ نجوم میں اس معجزے کی گواہی دی اور یوں مسیح کے خادموں کے لیے وہاں خدمت کے دروازے کھول دیئے۔ یسوع کے زیادہ تر عجائب کام اسی جگہ ہوئے تھے۔ صوبہ دار کا یہ واقعہ مسیح کے تمام پیروکاروں کے لیے سبق آموز ہونا چاہیے۔ اُنہیں چاہیے کہ وہ یسوع پر کامل ایمان رکھیں کہ وہی ان کا نجات دہندہ ہے جو اپنے پاس آنے والوں کو بچانے کے لیے ہر وقت تیار اور راضی رہتا ہے۔ لیکن بعض اوقات وہ اپنی قیمتی نعمتیں دینے میں تاخیر کرتا ہے تاکہ ہمیں اس بات کا احساس ہو کہ ہمیں اُس کے فضل کی اشد ضرورت ہے اور جب ہم اُس سے مانگتے ہیں تو ہمیں ضرور مہیا کرے گا۔ ہمیں ایسی خود غرضی کو ترک کرنے کی ضرورت ہے جو ہمیں اُس کی تلاش کرنے کی راہ میں رکاوٹ کا سبب بنتی ہے اور ہمیں اپنی لاچاری اور اشد ضرورت کا اقرار کرتے ہوئے اُس کے وعدوں پر بھی بھروسہ رکھنا چاہیے۔ وہ سب کو یوں بلاتا ہے کہ اے تھکے ماندے اور بوجھ سے دبے ہوؤں تمام میرے پاس آؤ اور میں تمہیں آرام دوں گا۔

بیت حسد احوض کے کنارے یسوع

”ان باتوں کے بعد یہودیوں کی ایک عید ہوئی اور یسوع یروشلیم کو گیا۔ یروشلیم میں بیھڑ دروازہ کے پاس ایک حوض ہے جو عبرانی میں بیت حسد کہلاتا ہے اور اُس کے پانچ برآمدے ہیں۔ ان میں بہت سے بیمار اور اندھے اور لنگڑے اور پڑمردہ لوگ [جو پانی کے بہنے کے منتظر ہو کر] پڑے تھے۔ [کیونکہ وقت پر خداوند کا فرشتہ حوض پر اتر کر پانی ہلایا کرتا تھا۔ پانی بہتے ہی جو کوئی پہلے اترتا سو شفا پاتا اُس کی جو کچھ بیماری کیوں نہ ہو]۔“

یسوع نے خود کو غریبوں، بیماروں اور گنہگاروں سے دُور نہ رکھا۔ اُس کا محبت بھرا دل ضرورت مندوں کی مدد کرنے کا آرزو مند تھا۔ وہ اُن دکھی انسانوں سے ملا جو اُس مقام پر اس لیے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک خاص وقت پر خدا کا فرشتہ اتر کر پانی ہلائے گا اور وہ شفا پا جائیں گے۔ مختلف طرح کی بیماریوں میں جھکڑے ہوئے بے شمار لوگ وہاں پر بیٹھے ہوئے تھے لیکن اُس مقررہ وقت پر بے شمار لوگ وہاں پر جمع ہو جایا کرتے تھے اور وہ مرد، عورتیں اور بچے اتنی جلدی سے آگے بڑھتے تھے کہ اپنے سے کمزور لوگوں کو اپنے پاؤں میں کھینچتے ہوئے آگے نکل جاتے تھے۔

سینکڑوں کی تعداد میں لوگوں کو پیچھے دھکیل دیا جاتا تھا اور وہ پانی کے نزدیک پہنچ ہی نہیں پاتے تھے۔ بہت سے بیمار لوگ مایوس ہو کر وہیں مر چکے تھے جو حوض کے کنارے پر تو پہنچ گئے مگر وہ مقررہ وقت پر اُس کے پانی کو چھو نہیں سکے تھے۔ اُس حوض کے کنارے سائبان لگائے گئے تھے تاکہ بیمار لوگ سورج کی تیز دھوپ اور رات کی ٹھنڈک سے محفوظ رہ سکیں۔ بیچارے کچھ بیمار لوگ تو برآمدوں میں ہی پڑے رہتے اور مقررہ وقت پر اپنے بیمار بدنوں کو گھسیٹ کر شفا پانے کی فضول اُمید میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے۔

ایک شخص گزشتہ اڑتیس سالوں سے ایک موذی مرض کا شکار تھا اور وہ کئی بار حوض کے کنارے تک پہنچا تھا۔ اُس کے پاس کوئی ایسا شخص ہونا چاہیے تھا جو اس بیچارے کی حالت پر ترس کھاتا اور اُسے اٹھا کر مقررہ

وقت پر پانی میں اُتار دیتا۔ لیکن اس سے قبل کہ وہ خود آگے بڑھ کر پانی میں اُتر جائے اُس سے پہلے کوئی دوسرا شخص پانی میں اُتر جاتا اور اُس کے ہاتھ سے وہ موقع بھی چھوٹ جایا کرتا تھا۔ یوں وہ بیچارہ مفلوج شخص دن اور رات اسی اُمید کے ساتھ وہاں پڑا ہوا تھا کہ کبھی نہ کبھی اُسے وہ موقع ضرور ملے گا جب وہ مقررہ وقت پر اس حوض میں اُتر کر شفا پا جائے گا۔ اُس کی طرف سے بار بار ایسا ہی کرتے رہنے اور اُس کی سوچ میں شک اور پریشانی سے اب اُس کی باقی ماندہ اُمید بھی کم ہو کر رہ گئی تھی۔

یسوع بھی پریشانی کے اس عالم پر وہاں گیا اور اُس کی نظر اس بیچارے شخص پر پڑی۔ یہ بیچارہ کمزور اور مایوس تھا لیکن جب مقررہ وقت آتا تو پانی میں اُترنے کے لیے پھر سے حوصلہ کرتا لیکن حسبِ معمول کوئی دوسرا شخص اُس سے پہلے پانی میں اُتر جایا کرتا تھا۔ وہ دوبارہ سے اپنے گدے پر جا پڑا۔ لیکن ایک رحمدل شخص اُس کی طرف دیکھتے ہوئے اُسے یہ پوچھتا ہے ”کیا تُو تندرست ہونا چاہتا ہے؟“ لیکن یہ مایوس شخص یہ سوچتے ہوئے اُس کی طرف دیکھتا ہے کہ یہ کوئی ایسا شخص ہوگا جو حوض میں اُترنے میں اُسکی مدد کرنا چاہتا ہے مگر جب اُسے یاد آیا کہ اب تو کافی دیر ہو چکی ہے تو اُس کی اُمید جاتی رہی اور اپنی بیماری اور دُکھ کی اس حالت کو دیکھ کر اُسے خیال آیا کہ اب مشکل سے ہی اُسے اپنی زندگی میں دوبارہ حوض کے پانی میں اُترنے کا موقع ملے گا۔

اُس نے دُکھ بھرے الفاظ میں یوں جواب دیا ”اے خداوند میرے پاس کوئی آدمی نہیں کہ جب پانی ہلایا جائے تو مجھے حوض میں اُتار دے بلکہ میرے پیچھے پیچھے دوسرا مجھ سے پہلے اُتر پڑتا ہے۔“ بیچارہ وہ شخص! کیسے اس بات کی اُمید کر سکتا تھا کہ وہ اُس خود غرض اور جلدی سے آگے بڑھنے والے ہجوم پر کیسے غلبہ پاسکتا ہے! یسوع نے اس بیمار شخص کو ایمان رکھنے کا حکم نہ دیا بلکہ باختیار انداز میں اُسے یوں حکم دیا کہ ”اُٹھ اور اپنی چار پائی اُٹھا کر چل پھر۔“ اُس مفلوج شخص کے بدن میں فوری طور پر طاقت کی لہر چل پڑی۔ اُس کے پورے بدن میں تندرستی کی لہر جاری ہو گئی اور اُس کے بدن کے ہر عضو اور حصے میں نئے خون اور قوت کی لہر جاری و ساری ہو گئی۔ وہ نجات دہندہ کے حکم پر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا اور جلدی سے اپنی چار پائی اُٹھا کر چلنے پھرنے لگا، جو کہ ایک چٹائی اور کمبل پر مشتمل تھا۔ وہ بڑی خوشی کے ساتھ یہ سوچتے ہوئے اپنے پاؤں پر کھڑا ہوتا ہے کہ اب وہ کافی سالوں بعد اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے لگا ہے اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے بعد وہ اپنے نجات

دہندہ کی تلاش میں اپنے ارد گرد دیکھتا ہے مگر وہ اُسے وہاں دکھائی نہیں دیتا۔ یسوع اُس بڑی بھیڑ میں کھو چکا ہوتا ہے اور فالج سے شفا پانے والا شخص اس بات سے پریشان ہو جاتا ہے کہ اگر اُس کا نجات دہندہ اُسے دکھائی نہ دیا تو اُس کے بارے میں جان نہیں سکے گا۔ وہ مایوس ہو گیا کیونکہ وہ اُس اجنبی کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا۔ جب وہ تندرست و توانا ہو کر، خدا کی شکر گزاری کرتے ہوئے اور اپنی شفا یابی پر خوش ہوتے ہوئے جلدی سے یروشلیم کی طرف جا رہا تھا تو اُس کا سامنا فریسیوں سے ہوا اور اُس نے فوراً اُن کو اپنی معجزاتی شفا یابی کے بارے میں بتا دیا۔ وہ اُس بات پر حیران ہوا کہ اُنہوں نے اس کے واقعے کو بڑی سرد مہری کے ساتھ سنا۔

پھر اُنہوں نے اس کی بات کو کاٹتے ہوئے یہ اعتراض کیا کہ وہ سبت والے دن اپنی چار پائی کیوں اٹھائے ہوئے جا رہا ہے۔ اُنہوں نے بڑی سختی کے ساتھ اُسے یاد دلایا کہ خداوند کے روز اُس نے بوجھ اٹھا کر خلاف شریعت کام کیا ہے۔ اپنی خوشی میں وہ شخص اس بات کو بھول چکا تھا کہ آج سبت والا دن ہے؛ تاہم خدا کی قدرت سے معجزہ کرنے والی ہستی کے حکم پر عمل کرنے سے اُسے بالکل بُرا محسوس نہ ہوا۔ اُس نے بڑی دلیری کے ساتھ یوں جواب دیا ”جس نے مجھے تندرست کیا اُسی نے مجھے فرمایا کہ اپنی چار پائی اٹھا کر چل پھر۔“ فریسیوں کو اس بات پر خوشی نہ ہوئی کہ ایک پیچارہ شخص جو کہ اڑتیس برس سے بیمار تھا وہ اب شفا پا چکا ہے۔ اُنہوں نے اس شاندار معجزے کی اہمیت کو یکسر نظر انداز کر دیا اور اپنے مذہبی نقطہ نظر سے اُنہوں نے سبت سے متعلقہ شریعت کی حکم عدولی پر اپنے ذہن جمائے۔

اُنہوں نے شفا پانے والے شخص کو اس الزام سے آزاد قرار دے دیا مگر اُنہوں نے یہ ساری ذمہ داری اُسی شخص پر عائد کر دی جس نے اسے سبت والے دن اپنی چار پائی اٹھانے کا حکم دیا تھا۔ اُنہوں نے اُسے پوچھا کہ تمہیں کس نے ایسا کرنے کو کہا ہے مگر وہ اُنہیں اُس کے بارے میں نہ بتا سکا۔ یہ حکمران اس بات کو بخوبی جانتے تھے کہ صرف ایک ہی شخص ایسا شاندار کام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے مگر وہ اس سلسلے میں باقاعدہ ثبوت چاہتے تھے کہ وہ شخص واقعی یسوع ہے کیونکہ ثبوت کی بنا پر ہی وہ یسوع پر سبت کو توڑنے کا الزام لگا سکتے ہیں۔ اُنہوں نے اندازہ لگایا کہ اُس نے سبت والے دن بیمار شخص کو شفا دے کر نہ صرف شریعت کو توڑا ہے بلکہ اُس نے اس شخص کو اپنی چار پائی اٹھا کر چلے جانے کا حکم دیتے ہوئے مذہب کے خلاف بھی بات کی ہے۔

یسوع اس دُنیا میں شریعت کی اہمیت کو کم کرنے کے لیے نہیں بلکہ وہ اس کی اہمیت کو بڑھانے کو آیا تھا۔ یہودیوں نے اپنی روایات اور غلط فہمیوں کی وجہ سے شریعت کی غلط تشریح کی تھی۔ اُنہوں نے اسے لوگوں کے لیے غلامی کا جوا بنا دیا تھا۔ اُن کی فضول رسومات اور شرائط تمام اقوام میں برائے نام رائج تھیں۔ خصوصاً سبت کے حوالے سے اُن کی طرف سے بہت سی بلا جواز پابندیاں عائد کر دی گئی تھیں جن کی وجہ سے یہ مقدس دن لوگوں کے لیے ایک بوجھ بن چکا تھا۔ یہودی لوگ سبت والے دن نہ تو آگ جلاتے اور نہ ہی شمع جلاتے تھے۔ وہ لوگ اس قدر تنگ نظری کا شکار ہو چکے تھے کہ وہ اپنے ہی قائم کردہ قوانین کے غلام بن چکے تھے۔ نتیجتاً اُنہیں اپنے بہت سے ایسے کام غیر اقوام کے لوگوں سے کروانے پڑتے جن سے اُن کے قوانین اُنہیں روکتے تھے۔

وہ اس بات پر غور نہیں کرتے تھے کہ اگر زندگی کے ایسے اہم امور سرانجام دینا گناہ ہیں تو انہیں خود کرنے کی بجائے دوسروں سے کروانا بھی تو گناہ ہے۔ اُن کا خیال تھا کہ نجات صرف یہودیوں تک محدود ہے اور باقی تمام لوگوں کی حالت نہ تو بہتر ہو سکتی ہے اور نہ ہی بدتر ہو سکتی ہے۔ لیکن عدل و انصاف کرنے والے خدا نے ایسے احکام صادر نہیں فرمائے جنہیں سارے لوگ مستقل مزاجی سے مان ہی نہ سکیں۔ اُسکے قوانین نہ تو ناقابلِ دسترس ہیں اور نہ ہی محض پابندیاں ہیں۔

کچھ دیر بعد اُس شفا پانے والے شخص سے ہیکل مقدس میں یسوع کی ملاقات ہوئی۔ وہ شخص ہیکل مقدس میں خطا، گناہ اور اُس پر ہونے والے رحم کے لیے رحم کا نذرانہ پیش کرنے کو آیا تھا۔ یسوع نے اُسے عبادت کرنے والوں میں دیکھا اور اُسے اپنے متعلق بتایا۔ طیبِ اعظم نے اُسے بڑی اہم آگاہی دی ”دیکھو تُو تندرست ہو گیا ہے۔ پھر گناہ نہ کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ تجھ پر اس سے بھی زیادہ آفت آئے“۔ اُس شخص نے گزشتہ اڑیس برس تک جو دکھ سہا تھا وہ اُس کے اپنے ہی گناہوں کا نتیجہ تھا اس لیے اسے اب واضح طور پر خبردار کیا گیا کہ وہ آئندہ سے گناہوں سے باز رہے۔

شفا پانے والا یہ شخص اپنے نجات دہندہ کو دیکھ کر بے حد خوش ہوا اور وہ اس بات سے بالکل لاعلم تھا کہ یہودی لوگ یسوع سے بغض رکھتے ہیں لہذا اُس نے بڑی دلیری کے ساتھ اُن فریسیوں کو یسوع کے

بارے میں بتا دیا جنہوں نے اُس سے پہلے بھی پوچھا تھا، اُس نے بتا دیا کہ یہی وہ شخص ہے جس نے اُسے معجزاتی شفاعت کی ہے۔ یہودی رہنما تو اس حوالے سے یسوع کے خلاف ثبوت کی تلاش میں تھے اُنہیں تو پہلے دن سے ہی اس بات کا علم تھا کہ یسوع کے سوا اور کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا۔ اب ہیکل مقدس میں ایک ہلچل سی مچ گئی کیونکہ وہ یسوع کو مارنے کے لیے ڈھونڈنے لگے مگر وہ اُن لوگوں سے ڈرتے تھے کیونکہ وہاں پر بہت سے ایسے لوگ موجود تھے جنہیں اُس نے شفا دی اور اُن کے دُکھوں سے رہائی دلائی تھی۔

سبت کے حوالے سے حقیقی دعوؤں کے بارے میں ایک بحث چھڑ گئی۔ یسوع نے اراداً حوض پر شفا دینے کے لیے سبت والے دن کا انتخاب کیا تھا۔ وہ اس بیمار شخص کو ہفتے کے کسی اور دن بھی شفا دے سکتا تھا اور اُسے محض خاموشی سے بھی شفا دے سکتا تھا تا کہ اُس شخص کے چار پائی اٹھا کر چلے جانے سے یہودیوں میں واویلا نہ کھڑا ہو جائے۔ مگر یسوع کی اس زمینی زندگی کے ہر کام کا ایک خاص مقصد تھا جو کچھ بھی اُس نے کیا وہ اپنے آپ میں اور اُسکی تعلیم کے حوالے سے بڑا اہم تھا۔ وہ باپ کی شریعت کی توثیق کرنے اور اسے عزت بخشے کو آیا تھا۔ سبت والا دن جس کا مقصد لوگوں کے لیے بابرکت بننا تھا وہ دن یہودیوں کے اضافی قوانین کی وجہ سے لوگوں کے لیے ایک بوجھ بن چکا تھا۔ یسوع اُن کے بوجھوں کو ختم کرنا چاہتا تھا اور چاہتا تھا کہ لوگ اِس دن کو حقیقی طور پر مقدس مانیں۔

اس وجہ سے اُس نے اِس خاص کام کے لیے سبت والے دن کا انتخاب کیا تھا۔ اُس نے بیت حسدا کے حوض پر پڑے ہوئے سب سے پریشان حال شخص کا انتخاب کیا تا کہ اُسے معجزاتی شفاعت فرمائے اور اُسے کہے کہ وہ اپنی چار پائی اٹھا کر شہر میں سے چلتا ہوا جائے تا کہ اس عظیم کام کی منادی ہو سکے، تا کہ لوگ اسے دیکھیں اور غور کریں کہ یہ شخص کیسے شفا پا گیا ہے اور جس ہستی نے اسے شفاعت کی ہے اُس کے بارے میں جانیں۔ اس سے یہ سوال پیدا ہوگا کہ سبت والے دن کیا کچھ کرنا روا ہے اور یوں اُسے یہ بتانے کا موقع ملے گا کہ خداوند کے دن کے حوالے سے یہودیوں کی تنگ نظری اور پابندیاں کون کونسی ہیں اور یوں وہ اُن کے فضول مذہبی رسم و رواج کو بیان کرے گا۔

یسوع نے اُنہیں کہا کہ کسی دُکھی انسان کو اُسکی پریشانی سے رہائی دلانے کا تعلق سبت کی شریعت کے

ساتھ ہے، چاہے یہ رُوحوں کی نجات کا معاملہ ہو یا جسمانی دُکھ درد دُور کرنے کا معاملہ ہو۔ اس کام کا تعلق خدا کے فرشتوں کے ساتھ ہے جن کو دُکھی انسانیت کی مدد کے لیے آسمان سے زمین پر بھیجا جاتا ہے۔ یسوع نے اُن کے الزامات کا یوں جواب دیا ”جن کاموں کو وہ کرتا ہے انہیں بیٹا بھی اُسی طرح کرتا ہے“۔ سبھی دن خدا کے ہیں اور ان میں انسانیت کی بھلائی کی جانی چاہیے۔ شریعت کے حوالے سے اگر یہودیوں کی تشریح دُرست تھی تو پھر یہ وہ غلطی پر تھا، جس نے اسے بنای عالم سے پیشتر ہی خلق کیا اور اسے سنبھالا ہوا ہے، اس دن صبح کے ستارے مل کر گیت گاتے اور خدا کے سبھی فرزند خوشی کا نغمہ مارتے تھے۔ جو نیکی کا پرچار کرتا تھا اور جس نے سبت والے دن کو حتمی طور پر قائم کیا ہے اُسی کو اس کائنات کے ختم ہونے والے کاموں اور سرگرمیوں کو روکنا چاہیے۔

کیا خدا کو چاہیے کہ وہ سبت والے دن سورج کو اس کی ذمہ داری سے روک دے تاکہ سورج اپنی مفید روشنی زمین اور بڑھتی ہوئی سبزیات پر نہ ڈالے؟ کیا اس مقدس دن کو کائنات کا نظام رُک جانا چاہیے؟ کیا اُسے بہتے ہوئے چشموں کو رُکنے کا حکم دینا چاہیے تاکہ وہ کھیتوں اور جنگلوں کو سیراب نہ کریں اور چلتے ہوئے ہوا کے جھونکے رُک دینے چاہیے؟ کیا گندم اور مکئی کو بڑھنا رُک دینا چاہیے اور پکتی ہوئی فصل ایک دن کے لیے رُک دی جانی چاہیے؟ کیا سبت والے دن درختوں کو جھومنا اور خوبصورت پھولوں کو لہلہانا نہیں چاہیے؟

بے شک اگر ایسا ہو جائے تو انسان زمین کے ضروری پھل اور برکات سے محروم ہو جائے گا۔ فطرت کو اپنا کام بلا تعطل جاری رکھنا چاہیے؛ خدا کو ایک لمحہ بھی روکنا نہیں چاہیے ورنہ انسان تو کمزور ہو جائے گا یا مر جائے گا۔ اور انسان کو اس دن کسی حد تک محنت کرنی چاہیے۔ اس دن زندگی کی ضروریات بھی پوری کی جانی چاہیے، بیمار کی تیمارداری کی جانی چاہیے اور ضرورت مندوں کی ضرورت بھی پوری کی جانی چاہیے۔ جو شخص سبت والے دن کسی کی پریشانی کو دُور کرنے سے باز رہے خدا اُسے معاف نہیں کرے گا۔ پاک سبت انسان کے لیے بنایا گیا تھا اور یہ دن رحم کرنے اور مدد کرنے کے لیے ہے۔ خدایہ بالکل نہیں چاہتا کہ اُس کی مخلوق ایسی کسی بھی تکلیف میں ایک لمحے کے لیے بھی مبتلا رہے جسے سبت یا کسی اور دن ٹھیک کیا جاسکتا ہو۔

یسوع نے سبت کے حوالے سے یہودیوں کی تنگ سوچ کو عیاں کیا۔ اُس نے اُن پر یہ ظاہر کیا کہ خدا کا کام کبھی نہیں رُکتا۔ باقی دنوں کی نسبت اُس کا کام تو اور بھی زیادہ کیا جاتا ہے کیونکہ اس دن لوگ اپنے روزمرہ

کاموں کو ترک کرتے ہیں اور دُعا اور عبادت و ریاضت میں وقت گزارتے ہیں۔ وہ دیگر دُنوں کی نسبت سبت والے دن زیادہ برکات حاصل کرنے کے لیے دُعا نیک ماگتے ہیں، اِس دن وہ خدا کی خاص توجہ کے طلبگار ہوتے ہیں وہ اُس کی بہترین برکات کی تلاش کرتے ہیں اور اِس دن وہ خدا کی خاص مہربانی کے لیے دُعا نیک کرتے ہیں۔ ان دُعاؤں کا جواب دینے کے لیے خدا سبت والے دن کا انتظار نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے فہم کے مطابق دُعا مانگنے والے کے مفاد کے مطابق اِس کو جواب دیتا ہے۔

آسمانی نظام ایک لمحے کے لیے بھی رُکنا نہیں اور انسان کو بھی بھلائی کرنے سے رُکنا نہیں چاہیے۔ سبت کی شریعت کے مطابق خداوند کے مقدس اور آرام والے دن محنت مزدوری نہیں کرنی چاہیے۔ اِس دن روزمرہ محنت و مشقت سے پرہیز کرنا چاہیے؛ دُنیاوی خوشی اور مفاد کی خاطر کیا جانے والا ہر کام خلاف شریعت ہے، مگر یسوع کی طرف سے بیمار کو شفا دینے والے کام سے پاک سبت کی تعظیم ہوئی۔ یسوع نے یہ کام کرنے میں خدا کے برابر ہونے اور خدا جیسا کردار رکھنے کا دعویٰ کیا جو آسمانی باپ کا ہے۔ لیکن اس سے فریسی اور بھی طیش میں آگئے کیونکہ انکی نظر میں یسوع نے نہ صرف شریعت کو توڑا تھا بلکہ خود کو خدا کے برابر ٹھہرانے والا سنگین گناہ بھی کیا تھا۔ لوگوں کی مداخلت کی وجہ سے یسوع یہودیوں کے ہاتھوں سے بچ گیا۔ ”پس یسوع نے اُن سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بیٹا آپ سے کچھ نہیں کر سکتا سوا اُس کے جو باپ کو کرتے دیکھتا ہے کیونکہ جن کاموں کو وہ کرتا ہے اُنہیں بیٹا بھی اُسی طرح کرتا ہے۔ اس لئے کہ باپ بیٹے کو عزیٰر رکھتا ہے اور جتنے کام خود کرتا ہے اُسے دکھاتا ہے بلکہ ان سے بھی بڑے کام اُسے دکھائے گا تاکہ تم تعجب کرو۔ کیونکہ جس طرح باپ مُردوں کو اُٹھاتا اور زندہ کرتا ہے اُسی طرح بیٹا بھی جنہیں چاہتا ہے زندہ کرتا ہے۔“

یہاں پر یسوع یہودیوں کے سامنے اپنے اصل مرتبے کو بیان کرتا ہے اور خود کو خدا کا بیٹا بیان کرتا ہے۔ پھر وہ اُنہیں بڑے نرم اور اچھے انداز میں سبت سے متعلقہ تعلیم دیتا ہے۔ وہ اُنہیں بتاتا ہے کہ جس دن کو یہوواہ نے تخلیق کا کام مکمل کرنے کے بعد آرام کے لیے مقدس اور خاص مقصد کے تحت پاک ٹھہرایا ہے اور خود بھی اِس دن آرام کیا اور اسے برکت دی تھی لہذا اُس دن انسان کو بھی اپنے روزمرہ کاموں کو چھوڑ کر آرام کرنا، اُسکی عبادت کرنا اور نیک کام کرنے چاہیے۔

وقت کے حاکمین کے سامنے جو سچائی رکھی گئیں وہ ان اہم سچائیوں کے بارے میں کچھ بھی نہ کہہ سکے۔ اُن کے پاس اس حوالے سے بحث طلب کوئی بھی معقول بات نہ تھی وہ صرف اپنے رسم و رواج ہی بیان کر سکتے تھے اور یسوع کی طرف سے خدا کے کام اور اُس کی فطرت سے متعلقہ دلائل کے سامنے یہ باتیں بالکل بے بنیاد تھیں۔ اگر اُن میں سچائی جاننے کی ذرا سی بھی خواہش ہوتی تو وہ اس بات پر قائل ہو جاتے کہ یسوع بالکل سچ کہہ رہا ہے۔ مگر اُنہوں نے سبت کے حوالے سے بیان کردہ اہم باتوں کو نظر انداز کر دیا اور اُس کے خلاف اپنے غصے کا اظہار کیا کیونکہ یسوع نے خود کو خدا کے برابر ٹھہرایا تھا۔ اُن حکمرانوں کے غصے کی انتہا نہ رہی اور وہ یسوع کو قتل کرنے کے درپے تھے مگر لوگوں کی وجہ سے وہ بچ گیا۔

مگر لوگوں کو حکمرانوں کا غصہ اچھا نہ لگا اور اُنہوں نے یسوع کی باتوں کے ذریعے اُنہیں شرمسار کیا۔ لوگوں نے یسوع کے اس کام کو درست قرار دیا کہ اُس نے اڑتیس برس سے بیمار شخص کو شفا دی ہے۔ لہذا کاہن اور بزرگ اُس وقت اپنے غصے پر قابو پانے پر مجبور ہو گئے اور اپنے مذموم ارادوں کو پورا کرنے کے لیے کوئی اور مناسب موقع ملنے کا انتظار کرنے لگے۔

یسوع نے یہ کہا تھا کہ ”جن کاموں کو وہ کرتا ہے اُنہیں بیٹا بھی اُسی طرح کرتا ہے“۔ خدا کے ساتھ اُس کے تعلق کی وجہ سے وہ خود مختار حیثیت سے کام کر سکتا ہے اور وہ باپ کی مرضی کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اس میں لوگوں کے لیے خصوصاً اُن لوگوں کے لیے اہم تنبیہ پائی جاتی ہے جنہیں ابنِ خدا اپنے اہم کام کے لیے بلا رہا ہے جس کام کے لیے مسیح بھی اس زمین پر بھیجا گیا ہے۔ اپنے بُرے اعمال کی وجہ سے اُنہوں نے اپنے آپ کو خدا سے جدا کر لیا ہے اور اپنے غرور اور بدکاری کی وجہ سے وہ خدا کی حضوری سے دُور ہوتے جا رہے ہیں اور یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ اپنے طور پر ہی سب کچھ کر سکتے ہیں اور وہ یوں محسوس کرتے ہیں کہ اُنہیں اپنی عقل کے علاوہ اعلیٰ فہم کی بالکل ضرورت نہیں ہے اس سوچ کے ساتھ وہ اپنے سارے کاموں کو سرانجام دیتے ہیں۔

صرف تھوڑے سے لوگ مسیح کی باتوں کو باپ کے حوالے سے محسوس کرتے ہیں۔ وہ انسان کو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اُنہیں خود کو آسمانی باپ کے ماتحت سمجھنا چاہیے اور جو بھی ذمہ داری اُنہیں دی گئی ہے وہ اس کے

جواب دہ خدا کے ہیں کیونکہ وہی سب چیزوں پر مکمل اختیار رکھتا ہے۔ اُسی نے اپنے کاموں کے لیے انسان کو مقرر کیا ہوا ہے، اس سلسلے میں اُسی نے انسان کو صلاحیتیں اور وسائل مہیا کیے ہوئے ہیں اور جب تک انسان اپنی اعلیٰ مختاری کے ساتھ وفادار رہتا ہے تو اُسے اپنے آقا کی برکات اور وعدوں کی یقین دہانی حاصل رہے گی۔ لیکن اگر انہیں کوئی مقدس ذمہ داری مل جائے تو وہ اپنی عقلمندی اور قوت پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے معاملات کو اپنے انداز سے حل کرنے اور جس کی وہ خدمت کرتے ہیں اُسے اپنے معاملات سے دُور کر دیتے ہیں، اسی بنا پر خدا اُن سے غلط کاموں کا حساب لے گا کیونکہ انہوں نے اپنے کپتان کی مرضی کے مطابق کام نہیں کیا ہوتا۔

یسوع اب یہودیوں کے سامنے اپنے حقیقی کردار کی صورت میں کھڑا تھا۔ اُس نے بتایا کہ جو کچھ باپ کرتا ہے وہی کچھ بیٹا بھی اُسی قوت اور انہی نتائج کے ساتھ کر سکتا ہے۔ اُس نے یہ بھی وعدہ کیا کہ جو میری بات کو سنتے ہیں وہ بیماروں کے شفا پانے، لنگڑوں کے چلنے اور اندھوں کو بینائی ملنے والے کاموں سے بھی بڑھ کر ہونے والے کاموں کی گواہی دیں گے۔ مُردوں کے قیامت کے حوالے سے صدوقیوں کا نظریہ فریسیوں کے برعکس تھا۔ صدوقی یہ دعویٰ کرتے تھے کہ مُردوں کی قیامت نہیں ہوگی۔ مگر یسوع انہیں بتاتا ہے کہ باپ کا سب سے عظیم کام مُردوں کو زندہ کرنا ہے بلکہ بیٹا بھی مُردوں کو زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ اُس نے یوں کہا ”اس سے تعجب نہ کرو کیونکہ وہ وقت آتا ہے کہ جتنے قبروں میں ہیں اُس کی آواز سن کر نکلیں گے۔ جنہوں نے نیکی کی ہے زندگی کی قیامت کے واسطے اور جنہوں نے بدی کی ہے سزا کی قیامت کے واسطے۔“

ناصری لوگ اُس کی شرافت کا دعویٰ کرتے تھے۔ وہ ہر طرح کے گناہ اور خطا سے پاک اور وہ فرشتوں، خدا کے بیٹے اور خالق کائنات کی مانند تھا۔ یہودی حکمران اور وہاں پر موجود بھیڑان سچائیوں کو سن کر اور اُس کی شاندار عزت و قار کے خلاف کچھ بھی نہ کہہ سکی۔ آج تک کبھی کسی نے ایسی باتیں نہیں کیں تھیں، اتنا باختیار انسان کبھی کوئی نہیں آیا۔ اُس کی باتیں بالکل سادہ اور واضح تھیں اور اُن سے دُنیا کے لیے اُس کے مشن اور ذمہ داری کا اظہار ہوتا تھا۔ ”کیونکہ باپ کسی کی عدالت بھی نہیں کرتا بلکہ اُس نے عدالت کا سارا کام بیٹے کے سپرد کیا ہے۔ تاکہ سب لوگ بیٹے کی عزت کریں جس طرح باپ کی عزت کرتے ہیں۔ جو بیٹے کی عزت

نہیں کرتا وہ باپ کی جس نے اُسے بھیجا عزت نہیں کرتا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سُننا اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے اور اُس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا بلکہ وہ موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گیا ہے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ وقت آتا ہے بلکہ ابھی ہے کہ مُردے خدا کے بیٹے کی آواز سُنیں گے اور جو سُنیں گے وہ جِنیں گے۔ کیونکہ جس طرح باپ اپنے آپ میں زندگی رکھتا ہے اُسی طرح اُس نے بیٹے کو بھی بخشا ہے کہ اپنے آپ میں زندگی رکھے۔“

یہاں پر یسوع اپنے اوپر حکمرانوں کے لگائے گئے الزامات اور اُن کی طرف سے اُسکے کام کو محدود سوچ کے ساتھ بیان کرنے اور وہ کس طرح سے اُس کے رحم اور بخشش کے کاموں کو اپنی تنگ نظر سے پرکھتے ہیں، ان باتوں کو رد کرتا ہے۔ وہ خود کو مُنصف بلکہ تمام دُنیا کی عدالت کرنے والا کہتا ہے۔ جب وہ دُنیا میں بطور نجات دہندہ آیا تو اُسے یہ اختیار ملا اور سبھی انسان اُسی کے ماتحت ہیں۔ اُس نے انسانی بوجھ خود اٹھالیا تاکہ انسان کو گناہ کی سزا سے بچالے۔ وہ اُن کا وکیل اور مُنصف ہے۔ انسانی دُکھ اور مصیبت کی شدت کو خود برداشت کرتے ہوئے اُس نے انسان خطاؤں اور گناہوں کو سمجھا اور اُن کے حوالے سے اپنا فیصلہ صادر فرمایا۔ تاہم، باپ نے یہ جانتے ہوئے کہ شیطان کی طرف سے آنے والی آزمائشوں کے دوران بیٹا فتح مند رہا ہے اُس نے یہ کام بیٹے کے سپرد کر دیا کیونکہ وہی انسان کے ساتھ سمجھداری، انصاف اور مہربانی سے پیش آئے گا۔ یسوع کی یہ باتیں بڑی اہم تھیں کیونکہ اس حوالے سے بہت سی تکرار شروع ہو گئی۔ اُسے یہودی عہدیدارن کے سامنے بلایا گیا تاکہ وہ اپنی زندگی کا دفاع کر سکے۔ سبت کا مالک زمینی عدالت کے سامنے پیش ہوا تاکہ وہ سبت سے متعلقہ شریعت کو توڑنے والے الزام کا جواب دے سکے۔ جب اُس نے بڑی دلیری کے ساتھ اپنے مشن اور کام کو بیان کیا تو وہاں پر موجود منصفوں نے اُس کی طرف بڑی حیرانگی اور غصے کے ساتھ دیکھا لیکن وہ یسوع کی باتوں کا جواب نہ دے سکے اور اسی وجہ سے وہ یسوع پر سزا کا حکم صادر نہ کر سکے۔

اُس نے اس بات کو رد کر دیا کہ وہ فریسیوں کو جواب دہ ہے یا فریسی اُس کے کام میں کسی قسم کی مداخلت کر سکتے ہیں۔ یہودی نظام کے مطابق انہیں ایسا کوئی اختیار نہیں ملا تھا اُن کے دعوے محض اُن کے غرور اور گھمنڈ پر مبنی تھے۔ اُس نے اُن سے کسی قسم کی معافی مانگنے اور خود کو اُن کے ماتحت کرنے سے انکار کر دیا۔

اُن کے سامنے باپ سے متعلقہ اپنے کام کے بارے میں عظیم سچائیاں بیان کرنے کے بعد اُس نے اپنے متعلقہ گواہی کا بھی بیان کیا: ”میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا۔ جیسا سُنتا ہوں عدالت کرتا ہوں اور میری عدالت راست ہے کیونکہ میں اپنی مرضی نہیں بلکہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی چاہتا ہوں۔ اگر میں خود اپنی گواہی دوں تو میری گواہی سچی نہیں۔ ایک اور ہے جو میری گواہی دیتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ میری گواہی جو وہ دیتا ہے سچی ہے۔ تُم نے یوحنا کے پاس پیام بھیجا اور اُس نے سچائی کی گواہی دی ہے۔ لیکن میں اپنی نسبت انسان کی گواہی منظور نہیں کرتا تو بھی میں یہ باتیں اس لئے کہتا ہوں کہ تُم نجات پاؤ۔ وہ جلتا اور چمکتا ہوا چراغ تھا اور تُم کو کچھ عرصہ تک اُس کی روشنی میں خوش رہنا منظور ہوا۔“ وہ اپنے فہم سے اُن کے دل کے بھیدوں کو جان لیتا ہے اور انہیں اس بات کی یاد دہانی کرواتا ہے کہ کچھ وقت کے لیے تُم نے یوحنا کو خدا کا نبی مانا اور اُس کے پیغام سے خوشی محسوس کی۔ اُس نے اس بات کی تصدیق کی کہ یوحنا کا مشن حقیقت میں اس کی راہ تیار کرنا تھا، اسی کو نبی نے دُنیا کا نجات دہندہ اور مسیح قرار دیا۔

لیکن باپ کے ساتھ یسوع کے تعلق کے بارے میں کوئی بھی گواہی نہیں دے سکتا کیونکہ انسانی سوچ آسمانی حکمت تک رسائی نہیں کر سکتی۔ یسوع انہیں یقین دلاتا ہے کہ وہ اپنے دعوے کی صداقت کے لیے یوحنا کی گواہی کا حوالہ بیان نہیں کرتا بلکہ وہ ایسا اس لیے کر رہا ہے تاکہ اُسے ایذا پہنچانے والے لوگ اپنی جہالت اور کم علمی کو سمجھ سکیں جو یوحنا کی تعلیم کے بالکل برعکس ہے کیونکہ اُس نے یسوع کو خدا کا بیٹا قرار دیا تھا۔ وہ یوحنا کی طرف سے کی جانے والی تصدیق سے لاعلم نہ تھے کیونکہ انہوں نے یوحنا کے پاس ایک وفد بھیجا تھا جس نے واپس جا کر یسوع کے بپتسمے اور اُس دوران خدا کے شاندار ظہور کی رپورٹ دی تھی۔

یسوع، یوحنا کے بارے میں بات کرتا ہے تاکہ وہ اس بات کو جان سکیں کہ کیسے انہوں نے اُس نبی کو بھی رد کر دیا تھا جسے انہوں نے بڑی خوشی کے ساتھ قبول کیا تھا۔ وہ مزید یوں بیان کرتا ہے ”لیکن میرے پاس جو گواہی ہے وہ یوحنا کی گواہی سے بڑی ہے کیونکہ جو کام باپ نے مجھے پورے کرنے کو دئے یعنی یہی کام جو میں کرتا ہوں وہ میری گواہی ہیں کہ باپ نے مجھے بھیجا ہے۔“ کیا اُس وقت آسمان کھل نہیں گیا تھا اور آسمان سے نُور نہیں چمکا تھا اور اسی دوران یہ وہاں کے یوں نہیں فرمایا تھا کہ ”یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش

ہوں؟“ ان سب باتوں کے علاوہ اُس کے اپنے کام بھی اُس کی الوہیت کا بیان کرتے ہیں۔ جس کے اوپر سبت کا حکم توڑنے کا الزام لگایا تھا وہ اپنے الہی جلال میں ملمبس ہو کر اپنے الزام لگانے والوں کے سامنے کھڑا تھا اور ایسی باتیں کر رہا تھا جو سچائی کے تیروں کی مانند انہیں چیر رہے تھے۔ اپنے اوپر لگائے گئے الزام سے معافی مانگنے یا ایسا کرنے کی وضاحت بیان کرنے کی بجائے وہ حکمرانوں کی طرف متوجہ ہوا اور جس پر الزام لگایا گیا تھا وہی اُن پر الزام لگانے والا بن گیا۔

وہ اُن کی سخت دلی اور صحائف سے لاعلمی پر انہیں ڈانٹتا ہے، لیکن پھر بھی وہ خود کو دوسروں سے افضل قرار دیتے تھے۔ جو خود کو صحائف کے اُستاد ہونے اور شریعت کی تفسیر کرنے والے سمجھتے ہیں دراصل وہ اپنے دعوؤں میں سراسر جھوٹے تھے۔ وہ اُن کی دُنیا داری، اقتدار اور دولت کی ہوس، لالچ اور خدا پرستی کو بیان کرتا ہے۔ وہ اُن پر الزام لگاتا ہے کہ جن صحائف کی عزت کرنے کے وہ دعویدار تھے اُسی کی نافرمانی کرتے ہیں، وہ اس کے رسم و رواج کے طور پر مانتے ہیں مگر شریعت کی بنیاد یعنی سچائی کے اہم اصولوں کو یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ جس طرح سے اُنہوں نے خدا کے کلام کو رد کیا ہے اُسی طرح اُنہوں نے خدا کے بھیجے ہوئے کو بھی رد کر دیا ہے۔ وہ اُنہیں کہتا ہے کہ ”تم کتاب مقدس میں سے ڈھونڈتے ہو کیونکہ سمجھتے ہو کہ اُس میں ہمیشہ کی زندگی تمہیں ملتی ہے اور یہ وہ ہے جو میری گواہی دیتی ہے۔“

جو سچائی یسوع نے اُنہیں بتائی تھی اُس نے اُن کے تعصب اور رویہ کو گرما دیا اور اُنہوں نے اپنے غصے کا اظہار کرتے ہوئے اسے وہاں سے باہر نکال دیا۔ اُنہوں نے مسیح کی تعلیم کو سُسنے سے انکار کر دیا کیونکہ یہ تعلیم انہیں واضح طور پر مموّر الزام ٹھہراتی تھی۔ کیا ابن آدم اس لیے آیا تھا کہ اُن لوگوں کے غرور کی خوشامد کرتا اور اُن کے بُرے کاموں کو درست قرار دیتا یوں تو وہ بھی بڑی جلدی سے اس کی عزت کرنا شروع کر دیتے؟ یسوع نے اُنہیں یہ کہا ”میں اپنے باپ کے نام سے آیا ہوں اور تم مجھے قبول نہیں کرتے۔ اگر کوئی اور اپنے ہی نام سے آئے تو اُسے قبول کر لو گے۔“ ایسے بہت سے لوگ جو اپنے الہی اختیار کا ثبوت مہیا نہیں کر سکتے وہ بڑے آرام سے نبوت کرتے ہیں اور امیروں اور بدکاروں کی بُرائی کو درست قرار دیتے ہیں یوں اُنہیں تو بہت جلد لوگوں کی حمایت حاصل ہو جاتی ہے۔ ایسے جھوٹے نبی اپنے پیروکاروں کی رہنمائی ابدی تباہی کی طرف

کرتے ہیں۔

یسوع بیان کرتا ہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ باپ کے سامنے اُن پر الزام لگائے کیونکہ موسیٰ، جس پر وہ ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں اُس نے پہلے ہی اُن پر الزام لگا دیا ہے۔ اُس نے کہا ”کیونکہ اگر تم موسیٰ کا یقین کرتے تو میرا بھی یقین کرتے۔ اس لئے کہ اُس نے میرے حق میں لکھا ہے۔ لیکن جب تم اُس کے نوشتوں کا یقین نہیں کرتے تو میری باتوں کا کیوں کر یقین کرو گے؟“ یسوع جانتا تھا کہ یہودی اُسے قتل کرنا چاہتے ہیں اس کے باوجود اُس نے اُن کے سامنے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا ہونے اور باپ کے ساتھ اپنے رشتے کا اور باپ کے ساتھ ایک ہونے کا اظہار کر دیا۔ اس سے اُن پر یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ وہ نجات سے بے انتہا نفرت اور عداوت رکھتے ہیں۔ لیکن اپنی فطرت، الہی سچائی اور حقیقت سے خوفزدہ ہو کر کانہوں اور بزرگوں کی نفرت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ اُن پر دہشت چھا گئی کیونکہ وہ اُس الہی قدرت کی قائلیت سے بچ نہ سکے جو انہیں مسیح کی خدمت کے بارے میں قائل کر رہی تھی۔ لیکن وہ اپنے غرور اور گھمنڈ کی زنجیروں میں اس قدر بندھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اس الہی قدرت، اسکی قائلیت کو رد کر دیا اور خود کو تاریکی میں جکڑ لیا۔

انہوں نے یسوع کے اختیار کو ماننے یا اُس اہم اور قابلِ عزت ماننے سے انکار کر دیا لیکن وہاں بہت سے لوگ یسوع سے متاثر ہوئے اور اُن کے دلوں پر گہرا اثر ہوا۔ یسوع کے عظیم کاموں کی وجہ سے وہ یسوع کی طرف متوجہ ہوئے اور یوں اُن میں مزید تجسس پیدا ہو گیا اور جب اپنی باتوں سے اُس کا حقیقی کردار اُن پر ظاہر ہو گیا تو وہ یسوع کے الہی اختیار کو سمجھنے کے قابل ہو گئے۔ بالفاظِ دیگر اُس کی باتوں نے حکمرانوں پر الزام لگاتے ہوئے اُن کے دلوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ اُس نے اُن کی غلطی اُن پر ظاہر کر دی لیکن اُن کا غصہ مزید بڑھ گیا اور وہ یسوع کو قتل کرنے والے ارادے کو مزید مضبوط کر لیا۔ لوگوں کو یسوع کے خلاف کرنے کے لیے انہوں نے پورے علاقے میں پیغام رساں لوگ بھیج دیئے اور انہوں نے یسوع کو دغا باز قرار دے دیا۔ اُس کے پیچھے جاسوس لگا دیئے گئے تاکہ وہ انہیں اُس کے کاموں کی اطلاع دیں۔ نجات دہندہ اب یقیناً صلیب کے سائے کے نیچے کھڑا ہو چکا تھا۔

یسوع کفرِ نخوم میں

یُوع نے سبت کے روز بیت حسدا کے حوض پر شفا دینے کا کام مکمل کیا، یہودی رہنماؤں کو یُوع سے اس قدر حسد تھا کہ انہوں نے اُس کے خلاف سازشیں شروع کر دیں۔ اب یُوع کے لیے یروشلم میں رہنا محال ہو گیا۔ چنانچہ کفرِ نخوم میں اپنا کام مکمل کرنے کے بعد یُوع گلیل کی طرف چلا گیا۔ وہاں اُس نے پیغام سُنایا اور سبت کے روز اُس کا کلام سُننے کے لئے وہاں بہت بڑی بھیڑ جمع ہو گئی۔ اگرچہ اُس کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی لیکن اُس کے پیچھے جاؤس اس بات کی تاک میں لگے ہوئے تھے کہ وہ کوئی ایسا کرے جس کی وجہ سے وہ اُسے مجرم ٹھہرا سکیں۔

عام لوگوں کے دل اُس کے الہی پیغام کو سُننے کو تیار تھے۔ مصیبت زدہ انسانیت کی ہمدردی سے اُس کا دل بھرا ہوا تھا۔ اور جب اُس نے لوگوں پر اپنی محبت اور بھلائی کی تعلیمات کا ردِ عمل ظاہر ہوتے دیکھا تو یہ موقع اُس کے لئے بڑا خوشگوار تھا۔ چونکہ وہ سادگی سے سچائی کی منادی کرتا تھا اس لیے اُس کو سُننے والے اُس سے بڑے متاثر ہوتے تھے۔ اُس کی تمثالیں روزمرہ زندگی کے واقعات پر مبنی تھیں۔ اُس نے ہر طبقے اور حالات کے لوگوں کے مطابق بات کی۔

یُوع کا کفرِ نخوم میں نہ جانا، اس کی وجہ نہ تو اپنے کاموں سے آرام پانا تھا اور نہ ہی معاشرے سے اجتناب کرنا تھا۔ کفرِ نخوم ایسا مقام تھا جہاں سے بہت سے ملکوں کے لوگوں کا گزر ہوتا تھا یا سفر کے دوران اُن ملکوں کے لوگ آرام کرنے کے لئے وہاں رُک جاتے تھے۔ وہاں پر اُستادِ اعظم سب قوموں اور ہر طبقے کے لوگوں سے مل سکتا تھا۔ وہ انہیں ایسی تعلیم دے سکتا تھا جو کہ نہ صرف وہاں پر موجود حاضرین کے لئے تھی بلکہ اُس کی تعلیم دوسرے ممالک اور گھروں میں سچائی کا پیغام پہنچانے کے لئے بھی تھی۔ اُن لوگوں پر بہت سی پیشن گوئیوں عیاں ہوں گی، وہ لوگ نجات دہندہ پر دھیان کریں گے اور اُس کا کام اور مشن دنیا کے سامنے واضح ہو جائے گا۔

وہاں اُس کے پاس بہترین موقع تھا کہ وہ ہر طبقے کے لوگوں سے مل سکے، کیونکہ لمبی مسافت کے بعد بہت سے لوگ وہاں پراکٹھے ہوتے تھے۔ امیر لوگ جنہیں اپنی دولت پر بڑا مان ہوتا تھا اُن کی خدمت کے لیے غریب اور ضرورت مند لوگ بھی وہاں پہنچ جاتے تھے۔ مسیح نے لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو دنیا کے نجات دہندہ کے طور پر پیش کیا۔ جونہی یہ معلوم ہوا کہ یسوع کفرِ نحم میں ہے تو بہت بڑی بھیڑ اُس کی الہی باتوں کو سننے کے لئے وہاں اکٹھی ہو گئی۔ یسوع اپنے کام سے فارغ ہو کر آرام کے لئے شاگردوں کے ساتھ ایک پہاڑ پر چلا گیا، لیکن جب اُس نے لوگوں کی ایک بڑی بھیڑ اپنی طرف آتی دیکھی تو اُسے اُن پر ترس آیا اور وہ اُنہیں واپس نہیں بھیجنا چاہتا تھا۔

یہودیوں کی ضیافت نزدیک تھی اور یروشلم کے بہت سے لوگ یسوع کے عظیم معجزوں کا سُن کر اُسے ڈھونڈے ہوئے وہاں آ گئے۔ بیمار اور مصیبت زدوں کو اُس کے سامنے لایا گیا اور اُس نے اُنہیں اُن کی بیماریوں سے شفا بخش دی۔ جب اُن شفا پانے والوں نے جا کر دوسروں کو گواہی دی تو یہ سُن کر اُسے بڑی خوشی محسوس ہوئی کہ دوسرے لوگوں کو بھی ان کے وسیلے برکت مل رہی ہے۔ اُس نے بہت سے خاندانوں کے لوگوں کو شفا بخش کر اُنہیں خوشی بخشی۔ اُس نے اُن لوگوں کو صبح کی روشنی بخشی جو بیماری کے اندھیرے میں پڑے ہوئے تھے۔ غمگین لوگوں کو تسلی دی گئی، لاعلم لوگوں کو آگاہی دی گئی اور مایوس دلوں میں اُمید کی کرن پھوٹ پڑی۔

لوگوں نے یسوع کی طرف سے ملنے والے پیغام کو قبول کیا اور اُس کی باتوں کا یقین کیا۔ غریب اور عاجز لوگوں نے بہت جلد سچائی کو قبول کر لیا، وہ اپنے غرور اور تکبر، اس دُنیا کی دولت یا لوگوں کی وڈیائی کی خاطر اپنے نجات دہندہ سے دُور نہ رہے۔ اُنہوں نے اپنی پریشانی اور غربت کے دوران یسوع سے تسلی حاصل کی۔ اُس نے کبھی کسی سے اپنا منہ نہ موڑا۔ جو اُس کی مدد کے طلبگار تھے اُسے اُن پر ترس آیا اور یسوع سے مل کر اُنہیں اپنے اندر شفا اور زندگی بخش قوت کا احساس ہوتا تھا۔ لوگوں کے دلوں میں اپنے محسن کے بارے میں محبت کا جذبہ پیدا ہوتا اور وہی اُن کی خوشی کا سبب بنتا۔ کفرِ نحم میں ہوتے ہوئے اُس کی خدمت کے بہت اچھے اثرات مرتب ہوئے اور وہاں پر بہت سے لوگ اُس پر ایمان لے آئے۔ اُس کی بے انتہا حمد لی نے بے شمار لوگوں کے

دل جیت لیے۔

فقہی اور فریسی بہت پریشان تھے کیونکہ یسوع کے حوالے سے اُن کے مقاصد مکمل طور پر ناکام ہو چکے تھے۔ اُنہوں نے یسوع کی تعلیم اس لیے سُنی تاکہ اُس کی باتوں سے قابلِ اعتراض باتیں حاصل کر سکیں اور لوگوں کے ذہنوں کو اس کی تعلیم سے متنفر کر سکیں۔ وہ جانتے تھے کہ چونکہ یسوع کی خدمت کا آغاز ہو چکا ہے اس لیے لوگوں پر اُن کا اثر و رسوخ کافی حد تک کم ہو گیا ہے۔ لوگوں کے ہمدردیوں نے کانہوں کی بنائی ہوئی رسم و رواج اور فضول باتوں کی نسبت محبت اور مہربانی پر مبنی اسباق کو قبول کیا۔

اگرچہ فریسی یسوع کے معجزات پر بہت حیران تھے مگر وہ اُسے قتل کرنے کے درپے تھے کیونکہ وہ اُن کے دعوؤں اور ریاکاری کے لیے سب سے بڑا خطرہ تھا۔

تاہم یسوع نے اُن کی جسمانی بیماریوں کی شدت اور مایوسی کو الہی قدرت سے ختم کر دیا مگر اُن کی رُوحانی بیماریوں نے اُن کی بے ایمانی اور تعصب کو بڑھا دیا اور اُنہوں نے سچائی کے سامنے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اُن کی مخالفت کی سب سے اہم وجہ یہی تھی۔ کوڑھ اور معتدی امراض مذہب پرستی اور بے ایمانی سے زیادہ خطرناک نہیں تھے۔ یسوع بنی اسرائیل کے اُستادوں سے ہٹ کر بات کرتا ہے کیونکہ اُنہیں تو تاریکی کی زنجیروں اور بے ایمانی نے جکڑ رکھا تھا۔

کفر نخوم کے رہنے والے لوگ یسوع کی طرف صوبے دار کے بیٹے کی معجزانہ اور فوری شفا یابی کو دیکھ کر بڑے حیران ہوئے، کیونکہ اُس کا بیٹا تو بیس میل سے بھی دُور تھا۔ اُنہیں یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی کہ اُن کے شہر میں معجزانہ قدرت کی حامل شخصیت موجود ہے۔ سبت والے دن ہیکل مقدس لوگوں سے اتنا بھرا ہوا تھا لیکن بہت سے لوگ باہر بھی کھڑے ہوئے تھے۔ حسبِ معمول وہاں بہت سے لوگ پُر تجسس انداز میں آئے تھے لیکن بہت سے لوگ ایسے بھی آئے تھے جو خدا کی بادشاہی کی خوشخبری سننے کی خواہش رکھتے تھے۔

اُس کی باتیں سُن کر لوگ بڑے حیران ہوئے ”کیونکہ وہ اُن کے فقہیوں کی طرح نہیں بلکہ صاحبِ اختیار کی طرح اُن کو تعلیم دیتا تھا“۔ اُس کی باتیں خدا کے رُوح کی وضاحت کرتی تھیں اور اُس کی باتیں الہی قدرت کے ساتھ انسان کے دل میں گھر کر جاتیں۔ فقہیوں اور بزرگوں کی تعلیم اُن کے لیے رٹے ہوئے سبق

کی مانند بوجھل اور سستی تھی۔ اُنہوں نے شریعت کی وضاحت رسمی انداز میں کی مگر اُن کی باتیں خدا کی طرف سے مستند نہیں تھیں، اُن کے اپنے دلوں میں اور اُن کی باتیں سُننے والوں کے دلوں میں الہی پاکیزگی بالکل نہیں تھی۔

یہودیوں میں پائے جانے والے مختلف اختلافات سے یسوع کا کوئی تعلق واسطہ نہیں تھا۔ اُس کی باتیں اتنی سادہ تھیں کہ کوئی بھی بچہ انہیں سمجھ سکتا تھا مگر سادگی کے باوجود وہ سچائیوں اعلیٰ سوچ کو تقویت دیتی تھیں۔ اُس نے ایسی نئی بادشاہی کا ذکر کیا جسے وہ اُن میں قائم کرنے کو آیا ہے، وہ بادشاہی اِس دُنیا اور شیطان کی بادشاہی سے بالکل مختلف ہے اور وہ لوگوں کو شیطان کی غلامی سے آزاد کروانے کو آیا گا۔

ہیکل مقدس میں ایک ایسا شخص تھا جو بدروح گرفتہ تھا۔ یسوع کی باتوں نے اُسے اتنا متاثر کیا کہ اُس کی باتیں سُن کر اُس کا خون کھول اُٹھا۔ اُس نے کہا ”اے یسوع ناصری ہمیں تجھ سے کیا کام؟ کیا تُو ہمیں ہلاک کرنے آیا ہے؟ میں تجھے جانتا ہوں کہ تُو کون ہے۔ خدا کا قدوس ہے۔“

ابلیس بھی جانتا اور تھرتھراتا ہے مگر خدا کی قوم بنی اسرائیل نے الہی گواہیوں کو دیکھ کر اپنی آنکھیں اور کان بند کر دیئے اور وہ الہی اشاروں کو نظر انداز کر دیا۔ اس بدروح گرفتہ شخص کو شیطان نے ہیکل مقدس میں اس لیے بھیجا تھا تاکہ لوگوں کی توجہ اس شخص کی طرف لگائے اور لوگ یسوع کی باتوں کو نہ سنیں اور اُس کی سچائی پر مبنی باتیں لوگوں کے دلوں کو متاثر نہ کریں۔ مگر انسان کی تاریک سوچ نے یہ اندازہ لگایا کہ یسوع کی تعلیم آسمانی ہے۔ الہی قدرت سے ابلیس میں خوف بڑھ گیا اور یہی اُس کے ذہن میں تھا اور بقیہ کلیسیا اور اِس کے درمیان مخالفت کی اصل وجہ یہی ہے۔

جب اُس بدروح گرفتہ شخص نے یہ محسوس کیا کہ نجات دہندہ اُسے شفا بخشے والا ہے تو شیطان کے قبضے سے رہائی پانے والی خوشی کی لہر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ ابلیس نے اِس قدرت کے خلاف مزاحمت کی اور اُس پیچارے شخص پر اپنا قبضہ برقرار رکھنے کی حتیٰ الواسع کوشش کی جو اِس سے رہائی پانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اُس پیچارے شخص نے یسوع سے مدد کی اپیل کی لیکن جب اُس نے بولنے کی کوشش کی تو ابلیس نے اُس کے منہ میں اپنے الفاظ ڈال دیئے اور اس پریشانی میں اُس نے یوں کہا ”ہمیں تجھ سے کیا کام؟ کیا تُو ہمیں ہلاک کرنے آیا

ہے؟“ اُس بیچارے انسان کے لیے اہم بات یہ تھی کہ وہ ایسی ہستی کے سامنے کھڑا ہوا تھا جو اُسے اُس غلامی سے آزاد کر سکتی تھی جس میں وہ کافی عرصے سے مقید تھا لیکن جب وہ اُس عظیم ہستی کے دسترس میں آیا تو مخالف نے اُسے اُس سے دُور کرنے کی کوشش کی، اُس کے منہ سے کسی دوسرے کی بات نکلی۔

اپنے گناہ کی وجہ سے اس شخص نے خود کو دشمن کے ہاتھوں میں دے دیا اور شیطان نے اُس کے سبھی حقوق ختم کر دیئے تاکہ اُس کی سوچ پر نجات دہندہ کی روشنی اثر نہ کر سکے اور یوں ابلیس کی قوت سے آزادی پانے کی شدید خواہش نے اُسے ایک عجیب کشمکش میں مبتلا کر دیا اور وہ ابکا کرنے لگا۔ ابلیس نے اپنے قیدی کو اپنے قابو میں رکھنے کے لیے اپنی پوری قوت استعمال کر دی۔ اگر وہ اسے چھوڑ دے تو اس کا مطلب یسوع کی فتح ہے۔ جس ہستی نے بیابان کی آزمائش میں تاریکی کے شہزادے کی قوت پر فتح حاصل کی تھی اب اُس سامنا دوبارہ سے اُسی دشمن کے ساتھ ہو گیا۔

یوں دکھائی دیتا تھا کہ تکلیف میں مبتلا یہ شخص ابلیس کے ساتھ خطرناک زور آزمائی کے دوران اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا جس نے اُس کی انسانی زندگی کو اجیرن بنا کر رکھ دیا تھا۔ صرف ایک ہی قوت اس خطرناک بندھن کو توڑ سکتی تھی۔ یسوع نے باختیار انداز میں بات کی اور اُس قیدی کو رہائی دلائی۔ اُس ابلیسی قوت نے اُس شخص کی زندگی لینے کی بھرپور کوشش کی جس میں سے اُسے زبردستی نکالا جا رہا تھا۔ پھر وہ بدروح گرفتہ شخص آزاد ہو گیا اور اُس کے آزاد ہونے کو دیکھ کر لوگ دنگ اور خوش ہوئے۔ سبت والے دن ہیکل مقدس میں لوگوں کے اجتماع میں اُس کا سامنا دوبارہ سے تاریکی کے شہزادے سے ہوا اور اُسے مغلوب کیا۔ اور ابلیس نے بھی نجات دہندہ کی الہی قدرت کی تصدیق ان الفاظ میں کی ”اے یسوع ناصری ہمیں تجھ سے کیا کام؟ کیا تم ہمیں ہلاک کرنے آیا ہے؟ میں تجھے جانتا ہوں کہ تُو کون ہے۔ خدا کا قدوس ہے۔“

تندرستی پانے والا وہ شخص اپنے رہائی کے لیے خدا کی تجبید کر رہا تھا۔ جو آنکھیں کافی عرصے سے پاگل پن کا شکار رہ چکی تھی اب اُن سے سمجھداری اور شکرگزاری کے آنسو ٹپک رہے تھے۔ لوگ اسے دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ جب وہ بولنے کے قابل ہوئے تو انہوں نے عجیب انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے اور یوں کہنے لگے ”یہ کیسا کلام ہے؟ کیونکہ وہ اختیار اور قدرت سے ناپاک رُوحوں کو حکم دیتا ہے اور وہ نکل جاتی ہیں۔“

خدا کی یہ مرضی نہیں تھی کہ یہ انسان اس شدید مصیبت میں پھنس جائے اور شیطان کے ہاتھوں میں مقید رہے۔ اس مصیبت کی وجہ وہ خود تھا جس کی وجہ سے اُس کے اپنے دوست اُسے خوف کی نظر سے دیکھتے تھے اور وہ اپنی نگاہ میں بھی ایک بوجھ تھا۔ گناہ کی خوشی نے اُسے بڑا متاثر کیا، تباہی کا راستہ اُسے صاف اور آسان دکھائی دیتا تھا، وہ اپنی زندگی میں رنگ رلیاں منانا چاہتا تھا۔ اُس نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا کہ وہ دُنیا اور اپنے خاندان کی نظر میں قابلِ نفرت اور خوف کا باعث بن جائے گا۔ اُس نے نیک زندگی گزارنے کا سوچا مگر جب وہ ایک مرتبہ گناہ میں گر گیا تو وہ اتنا نیچے گر گیا کہ اُس نے صحت اور اخلاقی اقدار کو پامال کر کے رکھ دیا۔ بد پرہیزی اور شرارت نے اُس کے حواس کو جکڑ لیا، اُس کی سوچ کی اچھی خوبیاں ختم ہو گئیں اور شیطان نے آکر اُس پر مکمل طور پر قبضہ کر لیا۔

کافی دیر بعد پشیمانی کا احساس ہوا اور پھر اُس نے اپنی تندرستی کو بحال کرنے کے لیے اپنی صحت اور خوشی کو قربان کر دیا اور وہ اُس بدکار کے ہاتھوں بے یار و مددگار پڑا ہوا تھا۔ شیطان نے اس نوجوان شخص کو بہت سے سبز باغ دکھا کر اپنے جال میں پھنسا لیا تھا اُس نے اپنا بھیس بدل کر اس بیچارے شخص کو اتنا متاثر کرنے کی کوشش کی تاکہ وہ اس کے ساتھ جُڑ جائے لیکن جب اُس کا یہ مقصد پورا ہو گیا اور یہ بیچارہ شخص اُس کے چنگل میں پھنس گیا تو اُس وحشی کا غضب بھڑکا اور اُس نے اس پر ظلم و ستم ڈھانا شروع کر دیئے۔ لہذا جو بھی بدی کرتے ہیں اُن کے ساتھ بالکل یہی کچھ ہوتا ہے؛ یعنی شروع شروع میں خوشگوار محسوس ہونے والی خوشی کا اختتام مایوسی کے اندھیروں یا رُوحانی طور پر خود کو کھویا ہوا اور تباہ شدہ محسوس کرنے سے ہوتا ہے۔

مگر جس ہستی نے بیابان میں دشمن پر فتح پائی اُس نے اس قیدی کو شیطان کے چنگل سے آزاد کروایا۔ یسوع اس بات کو اچھی طرح سے جانتا ہے کہ اگرچہ ابلیس اپنا بھیس بدل کر وار کرتا ہے مگر یہ وہی بُری رُوح ہے جس نے بیابان میں اُسے آزمایا تھا۔ شیطان مختلف طریقوں سے اپنے مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ وہی رُوح تھی جس نے نجات دہندہ کو دیکھا اور اُسے پہچان لیا اور کہا ”ہمیں تجھ سے کیا کام؟“ یسوع اور اُس کی تعلیم کو رد کرنے والے بدکار یہودی بھی اُسی رُوح کے قبضے میں تھے۔ مگر اُس نے انہیں مذہب پرست اور تعلیم یافتہ ہونے کا احساس دلایا تاکہ وہ اس کے بہکاوے میں آکر نجات دہندہ کی تعلیم کو رد

کر سکیں۔

پھر یسوع ہیکل مقدس میں سے نکل گیا جب کہ وہاں پر موجود لوگ حیرانگی اور اُس کی تعظیم کرتے ہوئے وہیں کھڑے تھے۔ اس معجزے کے بعد ایک اور شاندار معجزہ کیا گیا۔ تھوڑا آرام کرنے کی غرض سے یسوع پطرس کے گھر گیا مگر ابن آدم کو آرام کرنے کا موقع نہ ملا۔ اُسے بتایا گیا کہ پطرس کی ساس کو شدید بخار ہے۔ اُس نے ترس کھا کر فوری طور پر اُس بیمار خاتون کو بھی تندرستی بخشی۔ اُس نے اُس کی بیماری کو جھڑکا اور اُس کا بخار فوری طور پر اُس کے جسم سے جاتا رہا۔ وہ فوری طور پر اُٹھی اور خوشی اور شکرگزاری کا اظہار کیا اور یسوع اور اُس کے شاگردوں کی خدمت کرنے لگ پڑی۔

ان معجزات اور عجیب کاموں کی خبر اُس علاقے میں ہر جگہ پھیل گئی۔ مگر حمد لی کے ان کاموں سے فریسیوں کے غصے میں مزید اضافہ ہو گیا۔ یسوع کے خلاف ثبوت کی تلاش میں انہوں نے یسوع کی حرکات و سکنات پر بڑا دھیان رکھا۔ اُن کے اثر و رسوخ کی وجہ سے بہت سے لوگ سبت والے دن یسوع سے شفا پانے کے لیے نہ آ سکے۔ انہیں اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں اُن پر شریعت کو توڑنے کا دھبہ نہ لگ جائے۔ مگر یہ سلسلہ زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکا۔ بیمار لوگوں نے یسوع کے پاس جانا شروع کر دیا۔ جن میں اتنی سکت تھی وہ خود چل کر آئے جبکہ بہت سے لوگ اپنے دوستوں اور عزیزوں کو طبیب اعظم کے پاس اُٹھا کر لائے۔

وہ بہت بُرے حالات میں تھے اور تقریباً قریب المرگ تھے۔ کچھ لوگ بخار میں تپ رہے تھے، کچھ مفلوج تھے، کچھ لوگوں کے جسم پھولے ہوئے تھے کچھ اندھے، بہرے اور لنگڑے تھے۔ اور کہیں دُور سے ایک کوڑھی یوں پکارتے ہوئے کہ 'ناپاک، ناپاک' وہ عظیم معالج کی طرف بڑھتا ہوا آ رہا تھا۔ جب پہلا بیمار شخص یسوع کے پاس لایا گیا تب سے ہی یسوع کے اس کام کا آغاز ہو گیا تھا۔ یسوع کے کہنے یا چھونے سے بیماروں کو شفا مل گئی۔ وہ شفا یاب ہونے اور بڑی خوشی اور شکرگزاری کرتے ہوئے اپنے اپنے گھر کو لوٹ گئے کیونکہ اپنی بیماریوں کی وجہ سے انہیں تو بے یار و مددگار چھوڑ دیا گیا تھا۔

جنہیں بڑی احتیاط کے ساتھ اُٹھا کر یسوع کے سامنے لایا گیا تھا وہ بھرپور خوشی اور نجات دہندہ کی تجبید کرتے ہوئے واپس لوٹ گئے۔ چھوٹے بچوں کو بھی نظر انداز نہ کیا گیا بلکہ چھوٹے چھوٹے بیمار بچوں کو بھی

تندرستی اور شفا دے کر اُن کی ماؤں کے سپرد کیا گیا۔ یسوع کی الہی قدرت کی ان زندہ مثالوں سے اُس پورے علاقے میں بھرپور خوشی کی لہر پھیل گئی۔ کفر نجوم میں ایسا پہلے کبھی بھی نہیں ہوا تھا۔ وہاں کی فضا فتح مندر آوازوں اور شفا یابی کے نعروں سے معمور ہو چکی تھی۔

لوگوں کو مومذی بیماریوں سے شفا دینے والے نجات دہندہ کا دل بھی اُنہیں شفا دے کر بے حد خوش ہوا۔ جو کوئی بھی اُس کے پاس شفا کے لیے آیا اُس نے اُسے شفا بخشی۔ جب کوئی دُکھی انسان اُس کے پاس آتا تو وہ اپنی لازوال محبت کے ساتھ اُس کو صحت اور تندرستی عطا کرتا تھا۔

کوڑھی

یسوع لوگوں کو چھوڑ کر دُور چلا گیا کیونکہ بہت سے لوگ اُس کے سامنے اُس کے معجزات کی گواہی دینے کو آگئے تھے اور وہاں پر اس قدر مجمع جمع ہو گیا کہ وہاں سے جانا ہی ضروری تھا، ورنہ کانہوں اور حکمرانوں کو یہ کہنے کا موقع مل جاتا کہ یسوع لوگوں کو رومی حکمرانوں کے خلاف جمع کر رہا ہے۔

وہاں ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ آسمان زمین پر اُتر آیا تھا۔ جو لوگ یسوع سے ہدایت لینے کی غرض سے آئے تھے اُنہوں نے وہاں آ کر یہ محسوس کیا کہ بے شک خداوند پُر فضل اور حکمت سے معمور ہے۔ ایسی بہت سی بھوک اور پیاسی رُوحیں جو کافی عرصے سے بنی اسرائیل کی رہائی کا انتظار کر رہی تھیں اب اُنہیں نجات دہندہ کے پُر فضل رحم کو دیکھ کر بڑی خوشی محسوس ہوئی۔ متوقع اُستاد آچکا تھا اور لوگ اُس کی مہربانی کی روشنی سے فیض یاب ہو رہے تھے لیکن بہت سے لوگ ابھی تک اس روشنی سے بے بہرہ تھے اور وہ اس الہی نور سے دُور ہو کر مخالفت اور بے یقینی کا شکار ہو چکے تھے۔

یسوع نے بہت سے لوگوں کی مختلف طرح کی جسمانی بیماریوں سے تندرستی بخشی اس کے ساتھ ساتھ وہ گناہ کی بیماری میں مبتلا لوگوں میں بھی منادی اور خدمت کا کام کر رہا تھا۔ بہت سی زندگیاں گناہ کی غلامی سے آزاد کروائی گئیں۔ بے یقینی، پس ہمتی اور مایوسی کی جگہ ایمان، اُمید اور خوشی نے لے لی۔ لیکن جب بیمار اور دُکھی لوگوں نے نجات دہندہ سے مدد کی اپیل کی تو پہلے اُس نے اُن کی جسمانی بیماریوں کو دُور کیا اور پھر اُن کی تاریک سوچ کو اچھا کر دیا۔ کیونکہ جب جسمانی بیماری سے شفا دے دی جائے تو پھر اُن کی سوچ بہتر طور پر نُوں اور سچائی کے منبع کی طرف متوجہ ہو سکتی ہے۔

کوڑھ مشرق کی سب سے خوفناک اور قابلِ نفرت بیماری تھی۔ اس میں مبتلا شخص پر اس کے خوفناک اثرات اور دوسروں پر اس کے متعدی اثرات کی وجہ سے اسے انتہائی خطرناک سمجھا جاتا تھا۔ لوگوں میں اس بیماری کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے انتہائی سخت اقدامات اُٹھائے جاتے تھے۔ عبرانی لوگوں میں کوڑھ کے مرض

میں مبتلا شخص کو ناپاک قرار دے دیا جاتا تھا۔ اُسے اُسی کے گھر کے دیگر افراد سے علیحدہ کر دیا جاتا اور معاشرتی امور سرانجام دینے سے روک دیا جاتا تھا اور اُسے بنی اسرائیل کی کلیسیا سے خارج بھی کر دیا جاتا تھا۔ اُسے اُس جیسے لوگوں کے ساتھ رکھا جاتا تھا۔

اپنے دوستوں اور گھر والوں سے دُور رہ کر اُسے اس موزی مرض سے لڑنا پڑتا تھا۔ اُن کے دُکھ کا کوئی بھی مداوا نہیں کر سکتا تھا۔ اُسے اپنی بیماری کا اعلان کرنا پڑتا، وہ اپنے کپڑے پھاڑ لیتا اور بلند آواز میں پکارتا ہوا لوگوں کو متنبہ کرتا تھا تا کہ دوسرے لوگ اُس سے متاثر نہ ہوں اور اس بیماری کا شکار نہ ہو جائیں۔ ویران اور بیابان جگہوں سے 'ناپاک! ناپاک!' کی صدائیں آتیں، یہ لوگوں کے لیے خطرناک اور قابلِ نفرت آواز ہوتی تھی۔

جس جگہ یسوع نے خدمت سرانجام دی وہاں پر بہت سے لوگ اس موزی مرض کا شکار تھے۔ طبیب اعظم سے متعلقہ خبر اُن لوگوں تک بھی پہنچ گئی اور اُن کے دلوں میں اُمید کی ایک ایسی کرن جاگ اُٹھی کہ اگر وہ بھی یسوع کے پاس چلے جائیں تو اُنہیں بھی شفا مل جائے گی۔ چونکہ وہ شہر یا گاؤں میں نہیں آ سکتے تھے اس لیے اُن کے لیے یہ بات ناممکن دکھائی دیتی تھی کہ وہ طبیب اعظم تک پہنچ سکیں گے، کیونکہ وہ تو اپنا کام زیادہ تر پُر ہجوم جگہوں پر کرتا تھا۔

ایک ایسا کوڑھی تھا جو دوسروں سے کافی منفرد تھا۔ اپنے گھرانے سمیت اُس کے لیے اس بات کو ماننا سب سے مشکل بات تھی کہ وہ اس موزی مرض کا شکار ہو چکا ہے۔ مایہ ناز معالین سے رابطہ کیا گیا اور اُنہوں نے اس کا اچھے طریقے سے معائنہ کیا اور اُنہوں نے اس بیماری کا علاج ڈھونڈنے کے لیے کافی تحقیق کی مگر اُنہوں نے نہ چاہتے ہوئے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ اُن کی مہارت فضول ہے کیونکہ یہ بیماری تو لا علاج ہے۔ اُس وقت کاہن کی یہ ذمہ داری ہوتی تھی کہ وہ ایسے مریض کا معائنہ کرے اور اس کا معائنہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ اسے شدید قسم کا کوڑھ لاحق ہو چکا ہے۔ یہ فیصلہ اُس کے لیے موت کی علامت تھا کیونکہ اس کے بعد اُسے اپنے دوستوں اور معاشرے سے جُدا ہونا تھا۔ اُس سے محبت کرنے والے اور اُس کی تیمارداری کرنے والے سبھی ڈرتے ہوئے وہ اُسے چھوڑ گئے۔ وہ اپنے گھر کو چھوڑ کر بیابان میں چلا گیا۔

یسوع شہر کے حدود سے باہر جھیل کے کنارے تعلیم دے رہا تھا اور وہاں پر بہت سے لوگ اُس کی باتیں سُننے کو اکٹھے ہوئے تھے۔ دورِ تنہائی میں رہتے ہوئے جس کوڑھی شخص نے یسوع کے معجزات کے متعلق سُننا تھا وہ اُسے ملنے کو وہاں آگیا اور اُس سے مناسب فاصلے پر آکھڑا ہوا۔ تنہائی میں رہتے ہوئے اس بیماری نے اُس کے اندرونی نظام کو کافی حد تک نقصان پہنچا دیا تھا۔ اب وہ قابلِ نفرت دکھائی دیتا تھا اور اُس کے بدن کو دیکھا نہیں جاسکتا تھا۔ دُور کچھ فاصلے پر کھڑا ہو کر اُس نے یسوع کی باتیں سُنیں اور دیکھا کہ یسوع بیماروں پر ہاتھ رکھ کر اُنہیں شفا دے رہا ہے۔ اُس نے بڑی حیرانگی کے ساتھ دیکھا کہ لنگڑا، اندھا، مفلوج اور مختلف قسم کے موذی امراض میں مبتلا لوگ نجات دہندہ کے صرف ایک قول پر شفا حاصل کر رہے ہیں اور اپنی شفایابی پر خدا کا شکریہ ادا کر رہے ہیں۔ اُس نے اپنے خستہ حال بدن کی طرف دیکھا اور یہ سوچنے لگا کہ شاید یہ طبیبِ اعظم اِس بدن کو بھی شفا نہیں دے سکے گا۔ جتنا زیادہ اُس نے یسوع کے کاموں کے بارے میں سُننا اور اُنہیں ہوتے ہوئے دیکھا اور اُن تمام مسائل کا جائزہ لیا تو وہ اس بات پر قائل ہو گیا کہ یہی دُنیا کا موعودہ نجات دہندہ ہے اور اُس کے لیے سب کچھ ممکن ہے۔ اُس کے علاوہ کوئی بھی ایسے معجزات نہیں کر سکتا اور اُسے یہ اختیار خدا نے سونپا ہے اور یوں اُس کوڑھی نے چاہا کہ وہ اُس کے سامنے آئے اور اُس سے شفا حاصل کرے۔

وہ لوگوں کے اتنا نزدیک نہیں جانا چاہتا تھا کہ اُس سے لوگوں کو بیماری لگنے کا خطرہ لاحق ہو لیکن اب اُس کے دماغ سے وہ سبھی پابندیاں اور لوگوں کے تحفظ کے اُصول اور یہ خیال کہ وہ قابلِ نفرت ہے ایسی سبھی باتیں جاتی رہیں۔ اُس نے صرف اپنی اس مبارک اُمید کے بارے میں سوچا کہ یسوع کی قدرت کی بدولت وہ اپنی اس بیماری سے چھٹکارہ پاسکتا ہے۔ نجات دہندہ پر اُس کا ایمان مضبوط ہو گیا اور وہ لوگوں سے دُور بے اختیار آگے بڑھتا گیا کہ کہیں وہ اسے پیچھے نہ ڈھکیل دیں اور اس سے بچنے کے لیے دُور دُور نہ ہٹ جائیں۔

کچھ لوگوں نے اُسے یسوع تک پہنچنے سے روکنے کی کوشش کی اُن کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔ اُس نے نہ تو کچھ دیکھا اور نہ ہی سُنا۔ قابلِ نفرت تاثرات اور پُر خوف نگاہیں جو اُس پر ٹکی ہوئیں تھیں وہ اُس سے دُور ہٹ گئیں۔ اُس نے صرف ابنِ خدا کو دیکھا، اُس نے صرف اُس ہستی کی آواز سنی جو بیماروں اور دُکھی انسانوں کو صحت اور تندرستی دے رہا تھا۔ جب وہ یسوع کے سامنے آتا ہے تو وہ اپنے جذبات کا اظہار کر دیتا

ہے، وہ اُس کے قدموں میں گر پڑتا ہے اور اُس کے آگے گھٹنے ٹیک کر یوں پکار اُٹھتا ہے ”اگر تُو چاہے تو مجھے پاک صاف کر سکتا ہے۔“ اُس کے الفاظ تو تھوڑے سے تھے مگر ان الفاظ میں اُس کی ضرورت پائی جاتی تھی۔ وہ اس بات پر ایمان لے آیا کہ مسیح اُسے صحت اور زندگی مہیا کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔

یسوع اُس کے پاس جانے سے کترایا نہیں بلکہ وہ اُس کے نزدیک گیا۔ سبھی لوگ پیچھے پیچھے ہو گئے اور یہاں تک کہ شاگردوں پر بھی ایک قسم کا خوف طاری ہو گیا اور وہ اپنے آقا کو بھی اسے چھونے سے منع کرنا چاہتے تھے کیونکہ موسیٰ کی شریعت کے مطابق کسی کوڑھی کو چھونے والا شخص بھی ناپاک ہو جاتا تھا۔ لیکن یسوع بغیر کسی قسم کے ڈر اور خوف کے اُس شخص کو چھوتا ہے اور ان الفاظ میں اُس کی درخواست کا جواب دیتا ہے ”تُو پاک صاف ہو جا“۔

جونہی یہ زندگی بخش الفاظ اُس مرتے ہوئے شخص کو سنائی دیئے تو اُس کا بدن مکمل طور پر تندرست ہو گیا، شریائیں تندرست اور جسمانی اعضاء مضبوط ہو گئے تھے۔ کوڑھ کے باعث خراب اور بھدی جلد ٹھیک ہو چکی تھی اور اُس کی جلد صحت مند بچے کی مانند نرم اور بالکل ٹھیک ہو گئی تھی۔ اب لوگوں کا خوف جاتا رہا اور اُس کے ارد گرد جمع لوگوں نے الہی قدرت کو نئے انداز میں دیکھا۔

یسوع نے کوڑھ سے شفا پانے والے شخص کو یہ حکم دیا کہ وہ اس کی بابت کسی کو نہ بتائے ”خبردار کسی سے کچھ نہ کہنا مگر جا کر اپنے تئیں کاہن کو دکھا اور اپنے پاک صاف ہو جانے کی بابت اُن چیزوں کو جو موسیٰ نے مقرر کیں نذر گزارنا تاکہ اُن کے لئے گواہی ہو۔“ وہ خوش باش شخص اُنہی کاہنوں کے پاس جاتا ہے جنہوں نے پہلے بھی اُس کا معائنہ کیا تھا اور جن کے فیصلے کی وجہ سے وہ اپنے خاندان اور دوستوں سے جُدا ہو گیا تھا۔

خوشی کے ساتھ اُس نے اپنی نذر کاہنوں کے سامنے پیش کی اور یسوع کے نام کی تجید کی جس نے اُسے تندرستی مہیا کی تھی۔ اس ناقابل تردید گواہی نے کاہنوں کو اس بات پر قائل کر لیا کہ یسوع الہی قدرت کا حامل ہے اگرچہ اس کے باوجود بھی انہوں نے یسوع کو مسیحا کے طور پر ماننے سے انکار کر دیا۔ فریسیوں نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ اُس کی تعلیم موسیٰ کی شریعت کے خلاف ہے اور وہ یہ سب کچھ اپنی بڑھائی کے لیے کر رہا ہے، لیکن جب اُس نے کوڑھ سے پاک ہونے والے شخص کو یہ ہدایت دی کہ وہ موسیٰ کی شریعت کے مطابق

کاہنوں کے سامنے نذر گزارنے تو یہ بات لوگوں کے سامنے بالکل واضح تھی کہ اُس پر لگائے جانے والے ایسے الزامات بالکل جھوٹے ہیں۔

جب تک کاہن کسی کوڑھ کے مرض میں مبتلا شخص کا اچھی طرح سے معائنہ کر کے اس بات کی تصدیق نہ کر لیں کہ وہ اس بیماری سے شفا پا چکا ہے اور بالکل تندرست ہو چکا ہے اور اپنے خاندان میں واپس جانے کے لائق ہو چکا ہے تب وہ اُس نذر کو قبول نہیں کرتے تھے۔ چونکہ وہ کاہن اس معجزانہ شفا یابی کو یسوع کے ساتھ منسوب نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے اُس نے اس شخص کا معائنہ نہ کیا اور نہ ہی کوئی حتمی فیصلہ جاری کیا۔ جبکہ لوگ تو بڑی بے صبری کے ساتھ اس سے متعلقہ فیصلے کے منتظر تھے اور جب اُسے کوڑھ کے مرض سے آزاد قرار دے دیا گیا تو اُسے اپنے خاندان اور دوستوں کو ملنے کی اجازت مل گئی تو لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ایسا پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا تھا۔

لیکن کوڑھ سے شفا پانے والے شخص نے یسوع کی ہدایت پر عمل نہ کرتے ہوئے اس مسئلے کے بارے میں لوگوں کو بتانا شروع کر دیا۔ یہ سوچتے ہوئے کہ یسوع کی طرف سے لگائی جانے والی یہ پابندیاں اتنی اہم نہیں ہیں وہ جا کر طیب اعظم کی قدرت کا پرچار کرنا شروع کر دیتا ہے۔ وہ اس بات کو سمجھنے سے قاصر تھا کہ الہی قدرت کے ساتھ یسوع کی طرف سے کئے گئے ہر معجزے کے بارے میں سُن کر سردار کاہن اور بزرگ یسوع کو مارنے میں اور بھی مضبوط ہوتے جا رہے تھے۔ شفا پانے والے شخص نے اس بات کو محسوس کیا اُسے ملنے والی تندرستی کی نعمت بڑی انمول ہے۔ اُس کی شریانوں میں چلنے والے نئے خون کی گردش سے اُسے اپنے آپ میں ایک نیا پن اور خوشی کا احساس ہو رہا تھا۔ اُسے تندرستی ملنے اور اپنے خاندان اور معاشرے میں واپس جانے پر بے حد خوشی تھی۔ تندرستی دینے والے معالج کی تجید نہ کرنا اُس کے لیے ناممکن سی بات تھی

مگر اس پرچار کی وجہ سے وہاں پر اتنا ہنگامہ کھڑا ہو گیا کہ یسوع کو وہ شہر چھوڑنا پڑا۔ ”اور لوگ چاروں طرف سے اُس کے پاس آتے تھے“۔ یہ معجزات کسی قسم کی ذاتی بڑھائی کے لیے نہیں کئے جاتے تھے؛ یسوع کے کام فریسیوں کے کاموں سے بالکل مختلف تھے کیونکہ فریسیوں کا مقصد محض لوگوں سے تعریف اور عزت حاصل کرنا ہوتا تھا۔ یسوع اس بات کو بہتر طور پر جانتا تھا کہ اگر کوڑھی کو شفا دینے والی یہ خبر دوسرے لوگوں تک

پہنچی تو اس قسم کی بیماری میں مبتلا باقی لوگ بھی اُس کی طرف بھاگے ہوئے آئیں گے۔ اس کی وجہ سے یہ اعتراض اُٹھے گا کہ کوڑھ کے مرض مبتلا لوگوں کو ملنے والے دوسرے لوگ بھی ناپاک ہو جائیں گے۔ اُس کے دشمن تو اُس پر اس قسم کا الزام لگانے اور اُسے سزا دینے کا بہانہ ڈھونڈ رہے تھے۔

یسوع جانتا تھا کہ ایسے بہت سے کوڑھی جو اُسے ڈھونڈنے کی کوشش کریں گے وہ صحت کی برکات کے اہل نہیں ہیں اور نہ ہی وہ اپنی صحت کو خدا کے نام کو عزت اور جلال دینے کے لیے استعمال کریں گے۔ اُن میں حقیقی ایمان اور اعتقاد نہیں ہے بلکہ وہ تو صرف اس موذی مرض سے نجات پانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ نجات دہندہ اس بات کو بھی جانتا تھا کہ اُس کے دشمن اُس کے کام کو ختم کرنے اور لوگوں کو اُس سے دُور کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اگر وہ کوڑھ سے شفایابی والے معاملے کو اس مقصد کے لیے استعمال کریں تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن شفا پانے والے شخص کو موسیٰ کی شریعت کے مطابق کاہن کے سامنے نذر گزارنے کی ہدایت کرنے سے وہ انہیں اس بات پر قائل کر سکتا تھا کہ وہ یہودی آئین کے خلاف نہیں ہے۔

پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں

یسوع نے اپنے شاگردوں کو کہا کہ آؤ بیابان میں چلتے ہیں اور وہاں کچھ دیر آرام کرتے ہیں۔ کفرنحوم سے دُور جھیل کے پار آرام کرنے کی ایسی مناسب جگہیں موجود تھیں اور وہاں جانے کے لیے وہ ایک کشتی میں سوار ہوئے۔ لیکن یسوع کو ڈھونڈنے والے کچھ لوگوں نے انہیں جاتے ہوئے دیکھ لیا اور وہ لوگ اکٹھے ہو کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کشتی کو دیکھنے لگے۔ یہ خبر شہر بہ شہر پھیل گئی کہ یسوع جھیل کو پار کر رہا ہے اور ایسے بہت سے لوگ جو اُسے ملنا اور اُس کی باتیں سُنا چاہتے تھے انہوں نے خشکی پر چلتے ہوئے اُس کشتی کا پچھا کرنا شروع کر دیا جب کہ کچھ لوگ کشتیوں پر سوار ہو کر اُن کے پیچھے گئے۔ لہذا جب یسوع اور اُس کے شاگرد کشتی سے نیچے اُترے تو بے شمار لوگ اُسے ملنے کے لیے اُس پر گرے پڑتے تھے۔

سینکڑوں کی تعداد میں بیمار اور پانچ لوگوں کو شفا پانے کے لیے یسوع کے پاس لایا گیا اور انہیں اُس کے سامنے زمین پر لٹا دیا گیا تاکہ اُن پر یسوع کی نظر پڑے۔ لوگ بڑی بے صبری کے ساتھ اُس کی آمد کے منتظر تھے اور اُس کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ نجات دہندہ کو یہاں پر بھی آرام کرنے کا موقع نہ ملا کیوں کہ وہاں پر اُس کے انتظار میں بہت سے لوگ موجود تھے اور اُن کی بیماریوں کو دیکھ کر یسوع کو اُن پر ترس آیا اور اُس نے اُن کو شفا بخشی۔ وہاں پر انتظار کرنے والے لوگوں کو مایوس کرتے ہوئے وہاں وہ اپنے شاگردوں کو اپنے ساتھ لے کر وہاں سے جلدی سے نکل جانا نہیں چاہتا تھا۔ جن بیماروں نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ یسوع نے اُن پر نظرِ کرم کی ہے وہ سبھی ہر قسم کی بیماری سے شفا پا گئے۔ کچھ لوگ بخار میں تپ رہے تھے اور اس بات سے بالکل لاعلم تھے کہ اُن کے دوست اُن کی تیمارداری کر رہے ہیں۔ وہاں پر بہرے، اندھے، فالج زدہ، لنگڑے اور بدروح گرفتہ لوگ موجود تھے۔ اُن کی حالت دیکھ کر یسوع کو اُن پر ترس آیا۔

وہاں پر اتنے زیادہ لوگ تھے کہ وہ اُن سے کچھ فاصلے پر گھاس والی جگہ پر بیٹھ گیا، وہاں سے وہ سب لوگوں کو دیکھ اور اُن کی بات کو سُن سکتا تھا۔ وہاں پر اُس نے دن بھر لوگوں کو تعلیم دی اور ہر قسم کی بیماری اور مرض

میں مبتلا لوگوں کو شفا دی۔ جو لوگ اپنے ایمان میں کمزور تھے اور بے یقینی کا شکار تھے اُن کے سامنے یسوع نے سچائیوں کو بڑی سادگی سے بیان کیا گیا اور وہ آسانی سے انہیں سمجھ گئے۔

عموماً بہت سے لوگ اپنے بدروح گرفتہ یا پاگل پن کے شکار دوستوں کو اٹھائے ہوئے ہجوم میں سے ہو کر آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے تاکہ وہ انہیں طبیب اعظم کے پاس لاسکیں۔ جب اُن پیچارے بیمار لوگوں کو شفا اور تندرستی مل جاتی تو وہ خوشی اور فتح مندی کے نعرے مارنے شروع کر دیتے۔ طبیب اعظم نے اپنے بارے میں لوگوں کی ایسی وضاحتوں کو بڑے تحمل کے ساتھ سنا اور اُس نے بڑے آرام اور مہربانی کے ساتھ ہر کسی سے بات کی۔ وہ جھیل کے دوسرے کنارے سے یہاں اس لیے آیا تھا کیونکہ وہ تھکا ہوا تھا لیکن یہاں اُس کا سامنا اُس جگہ کی نسبت ایسے بہت سے مسائل سے ہوا جہاں سے وہ یہاں آیا تھا۔

سارا دن اسی کام میں گزر گیا، سورج تقریباً غروب ہونے والا تھا اور پھر بھی لوگ اُسی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ بہت سے لوگ میلوں سفر طے کر یسوع کی باتیں سُننے کے لیے آئے تھے اور انہوں نے دن بھر کچھ بھی نہیں کھایا تھا۔ آقا کا بھی پورا دن بنا کچھ کھائے اور بغیر آرام کیے گزر گیا تھا اور اُسے تھکا اور بھوک سے نڈھال دیکھ کر شاگرد اُس درخواست کرتے ہیں کہ وہ جا کر کچھ دیر کے لیے آرام کر لے اور تازہ دم ہو جائے۔ اُن کی یہ منت سماجت بیکار گئی، اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ وہ تھکن کی وجہ سے نڈھال ہو جائے گا انہوں نے آپس میں مل کر یہ فیصلہ کیا کہ وہ اُسے وہاں سے زبردستی لوگوں سے دُور لے جائیں۔ پطرس اور یوحنا نے اپنے آقا کا ہاتھ تھاما اور بڑے آرام کے ساتھ اُسے دُور لے جانے کی کوشش کی۔ مگر اُس نے لوگوں کو چھوڑ کر جانے سے انکار کر دیا۔ اُس کا کام بڑا ضروری تھا کیونکہ اُس کی نظر میں ہر سوالی کا مسئلہ بے حد ضروری تھا۔ لوگ نجات دہندہ کی طرف بڑھتے جا رہے تھے وہ اُس کے سامنے ایک کے بعد دوسرا مسئلہ رکھ دیتے تھے۔ اُس کے مزید قریب جانے کے لیے وہ ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے۔

یسوع یہ سب کچھ کرتے ہوئے پطرس کو اشارہ کرتا ہے اور اپنی طرف بلاتا ہے جو اپنی کشتی پر تھا۔ وہ شاگرد یسوع اشارے پر اُس کے پاس آتا ہے۔ یسوع پیچھے ہٹ جاتا ہے اور کشتی میں سوار ہو جاتا ہے اور پطرس کو یہ حکم دیتا ہے کہ کشتی کو ساحل سے ہٹالے۔ اب وہ ماہی گیروں کی کشتی میں بیٹھ جاتا ہے اور لوگوں کو اچھی

طرح سے دیکھتے اور اُن کی بات سُنتے ہوئے دن بھر اُن کے سامنے اہم سچائیاں بیان کرتا رہتا ہے۔ آسمانی تخت کو چھوڑ کر ابنِ خدا داؤد کے تخت پر نہ بیٹھا بلکہ وہ ایک ماہی گیر کی کشتی میں بیٹھ گیا اور حکمت سے معمور ایسی ابدی باتیں کہیں جو اُس کے شاگردوں کی سمجھ سے بالاتر تھیں اور وہ باتیں خدا کی طرف سے دُنیا تک پہنچادی گئیں۔

جب سورج غروب ہو رہا تھا تو یسوع نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے ماسوائے عورتوں اور بچوں، پانچ ہزاروں لوگوں کو دیکھا جنہوں نے دن بھر کچھ بھی نہیں کھایا تھا۔ تب فلپس کو اتنی بڑی تعداد کے لیے کھانا مہیا کرنے کے بارے میں کہا تا کہ وہ یوں بھوک سے نڈھال واپس نہ جائیں۔ ایسا اُس نے شاگردوں کے ایمان کی آزمائش کرنے کے لیے کہا تھا کیونکہ صرف وہی جانتا تھا کہ اتنی بڑی تعداد کو کھانا کہاں سے مہیا کرنا ہے۔ جس نے بیابان میں اپنی بھوک مٹانے کے لیے کسی قسم کا معجزہ نہ کیا اب وہ ان لوگوں کو بھوکا نہیں رہنے دے گا۔ فلپس لوگوں کی طرف دیکھتا ہے اور اندازہ لگاتا ہے کہ اتنی بڑی تعداد کے لیے کھانا مہیا کرنا ناممکن سی بات ہے۔ اُس نے یسوع کو جواب دیا کہ اگر دو سو دینار کی روٹیاں بھی لائی جائیں تو بھی ہر کسی کو تھوڑی تھوڑی روٹی ہی ملے گی۔ یسوع نے پوچھا کہ لوگوں کے پاس کتنا کھانا موجود ہے۔ اُسے بتایا گیا کہ اندریاس کو یہ معلوم ہوا ہے کہ یہاں ایک چھوٹا لڑکا ہے جس کے پاس پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں ہیں۔ لیکن اتنے سارے لوگوں کے لیے یہ تو کوئی وقعت نہیں رکھتی تھیں اور وہ بیابان میں تھے جہاں پر کھانے کو کچھ بھی میسر نہیں تھا۔

یسوع نے انہیں حکم دیا کہ وہ روٹیاں اور مچھلیاں اُس کے پاس لائی جائیں۔ ایسا کیا گیا، اُس نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ لوگوں کو سو سو اور پچاس پچاس کی قطاریں باندھ کر بٹھائیں تاکہ سبھی لوگ اس ہونے والے معجزے کی گواہی دے سکیں۔ پانچ ہزار لوگوں کو با ترتیب انداز میں بٹھا دیا گیا اور وہ سبھی نجات دہندہ کی حضوری میں موجود تھے۔ تب یسوع نے روٹیاں اور مچھلیاں لیں اور اُن پر برکت دی اور شاگردوں کو توڑ کر دیں اور انہوں نے لوگوں کو بانٹ دیں اور سب نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔

لوگ اپنے طور پر اس فکر میں تھے کہ کیا کیا جائے لیکن جب یہ مسئلہ حل کر دیا گیا تو وہ بے حد حیران ہوئے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اتنے بڑے ہجوم کے لیے یہ کھانا کافی ہو گیا۔ جب یسوع نے اپنے شاگردوں کو اور شاگردوں نے لوگوں کو دیا تو کھانا ختم نہ ہوا۔ جب شاگرد اُس کی طرف مڑتے تو انہیں

تازہ کھانا مہیا کیا جاتا ہے یوں انہیں کھانا مہیا کیا گیا۔ جب سبھی لوگ پیٹ بھر کر کھانا کھا چکے تو یسوع نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ وہ بچے ہوئے کھانے کے ٹکڑوں کو جمع کر لیں تاکہ کھانا ضائع نہ ہو اور بچے ہوئے ٹکڑوں سے بارہ ٹوکریاں بھر گئیں۔

اس شاندار ضیافت کے بعد جن لوگوں کو معجزانہ طور پر کھانا مہیا کیا گیا تھا انہوں نے اور بھی زیادہ گہرائی سے یسوع پر غور کرنا شروع کر دیا۔ انہوں نے یسوع سے ایسی باتیں سُننے کے لیے اُس کا پیچھا کیا جو انہوں نے پہلے کبھی بھی نہیں سُنیں تھیں۔ یسوع کی تعلیم اُن کے دلوں میں سرایت کر گئی۔ اُس نے اُن کے بیماروں کو اچھا کیا، اُن کے غموں کو دور کیا، اور بالآخر انہیں بھوکا واپس بھیجنے کی بجائے اُس نے انہیں جی بھر کر کھانا بھی کھلایا۔ اُس کی سادہ اور آسان تعلیم اُن کے ذہنوں میں بیٹھ گئی اور اُس کی مہربانی نے اُن کے دل جیت لیے۔ جب وہ لوگ یسوع کی طرف سے مہیا کردہ کھانا کھا رہے تھے تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ بیشک یہی مسیحا ہے۔ کوئی بھی انسانی قوت پانچ روٹیوں اور دو مچھلیوں سے پانچ ہزار بھوکے لوگوں کو سیر نہیں کر سکتی۔ اُس کی تعلیم اور شفا پر مبنی خدمت نے اُسکی الوہیت کی دلیل پیش کر دی تھی اور اس معجزے کی مدد سے وہ لوگ اپنے ایمان میں مکمل طور پر مضبوط ہو گئے۔

انہوں نے فیصلہ کیا کہ یہی زندگی کا شہزادہ اور یہودیوں کو نجات دلانے والی موعودہ ہستی ہے۔ انہوں نے یہ بھی اندازہ لگایا کہ یہ لوگوں سے کسی قسم کی داد وصول کرنے کا بھی خواہش مند نہیں ہے۔ اس طریقے سے وہ سردار کا بنوں اور بزرگوں سے بالکل مختلف ہے کیونکہ وہ تو لوگوں سے القاب اور عزت کے خواہش مند رہتے ہیں۔ انہیں اس بات کا ڈر تھا کہ وہ اسرائیل کا بادشاہ بننے اور یروشلیم میں داؤد کے تخت پر بیٹھنے کا کبھی بھی دعویٰ نہیں کرے گا۔ لیکن انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ وہ اس مقام کا دعویٰ خود نہیں کرے گا اس لیے وہ مل کر اُسے وہ مقام دلائیں گے۔ انہیں اُس کی الہی قدرت کے ثبوت میں اب کسی قسم کے ثبوت کی ضرورت نہ تھی اور نہ ہی انہوں نے اس کے لیے مزید کسی دلیل کی تلاش کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور اُسے زبردستی لے جانے کا بندوبست کیا اور سوچا کہ وہ اُسے اسرائیل کا بادشاہ پکارتے ہوئے اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے جائیں گے۔ شاگرد بھی لوگوں کی اس بات پر متفق ہو گئے کہ داؤد کا تخت درحقیقت

اُن کے آقا کی میراث ہے۔ چلو ان مغرور کاہنوں اور حکمرانوں کے غرور کو توڑتے ہیں اور اُسے عزت بخشتے ہیں جسے خدا نے باختیار بنایا ہے۔ اُنہوں نے اپنے مقصد کی تکمیل کے ذرائع ڈھونڈنے شروع کر دیئے لیکن یسوع تو اُن کے منصوبوں سے یکسر مختلف تھا کیونکہ اگر وہ ان کے منصوبوں پر عمل کرے گا تو اُس کا مطلوبہ کام پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکے گا کیونکہ ابھی وہ تعلیم دینے اور رحم اور فضل پر مبنی امور سرانجام دینا چاہتا تھا۔

کاہن اور بزرگ اُسے پہلے ہی اس نگاہ سے دیکھتے تھے کہ یہ لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف موڑ رہا ہے۔ لوگوں پر اُس کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کے خوف کے پیش نظر وہ اُس کی جان کے دشمن بن چکے تھے۔ وہ جانتا تھا کہ فساد اور بغاوت برپا کر کے وہ اسرائیل کا بادشاہ بن سکتا ہے۔ وہ اس دُنیا میں اپنی فانی حکمرانی کے قیام کے لیے نہیں آیا تھا کیونکہ اُس نے فرمایا تھا کہ اُس کی بادشاہی اس دُنیا کی نہیں ہے۔ وہ لوگ اپنے تیار کر رہے مہم کے خطرات سے باخبر نہیں تھے لیکن الہی نگاہ تو چٹھی ہوئی سبھی بُرائیوں کو جان لیتی ہے۔ یسوع اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ ابھی لوگوں کے خیالات کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ اپنے شاگردوں کو اپنے پاس بلاتا ہے اور اُنہیں کہتا ہے کہ آؤ جلدی سے کشتی میں بیٹھ کر کفر نجوم کو چلتے ہیں، وہ لوگوں کو وہیں چھوڑ جاتے ہیں۔ وہ اُن سے شام کو یا اگلی صبح کو ملنے کا وعدہ کرتا ہے۔ شاگرد اس بات پر ناراض ہوئے۔ وہ اس بات پر بہت پُر جوش تھے کہ یسوع کو اختیار حاصل کرنا چاہیے اور کاہنوں اور بزرگوں کی ایذا رسانیوں سے خود کو محفوظ رکھنا چاہیے۔ جب لوگوں میں ایسی آواز اُٹھی تو وہ وقت آتا ہوا دکھائی دیا جب مسیح کو اعلیٰ منصب حاصل کر سکے۔ اُنہیں اس بات کا احساس بھی نہ تھا کہ اُن کا یہ جوش و جذبہ ختم ہو جائے گا۔ گرد و نواح کے لوگ یروشلیم میں فسح کے موقع پر جمع ہوئے تھے۔ وہ سبھی لوگ اُس عظیم نبی کو دیکھنے کے متمنی تھے جس کی شہرت ہر جگہ پھیل چکی تھی۔ یسوع کے وفادار شاگردوں کے لیے یہ بڑا سنہری موقع تھا کیونکہ اس دوران وہ اپنے آقا کو اسرائیل کا بادشاہ بنا سکیں گے۔ اپنے آقا کو بلند و بالا پہاڑوں پر مبنی ساحل پر اکیلے چھوڑ کر چلے جانا اُن کے لیے بڑا مشکل تھا۔

وہ یسوع کے اس فیصلے کے خلاف تھے مگر یسوع اپنے فیصلے میں پکا تھا اور اُس نے اُنہیں ایسے باختیار انداز میں اپنی ہدایات ماننے کا حکم دیا جیسے اُس نے اُنہیں پہلے کبھی بھی نہیں کہا تھا۔ اُنہوں نے بڑی خاموشی سے یسوع کے حکم کی تعمیل کی۔ پھر یسوع لوگوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اُنہیں بیان کیا کہ وہ اُسے

زبردستی اپنا بادشاہ بنانا چاہتے ہیں۔ انہیں اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ شاگرد وہاں سے اُس کے ساتھ کشتی میں آگئے اور اب وہ بڑے باوقار انداز میں اُن لوگوں کے سامنے کھڑا ہو کر انہیں اپنے اپنے گھر واپس جانے کو کہتا ہے، لہذا انہوں نے اُس کے حکم کی تعمیل کی۔ اب اُن کے ہونٹوں سے تعریفی کلمات جاتے رہے۔ اب پریشانی کے عالم میں اُن سے چلنا مشکل ہو رہا تھا اور اب اُن کی خوشی معدوم ہو چکی تھی۔ انہوں نے اس سلسلے میں بڑا اہم اور مضبوط فیصلہ کر لیا تھا مگر یسوع کے بادشاہی انداز اور اُس کے باختیار الفاظ نے یہ سب کچھ ایک ہی لمحے ختم کر کے رکھ دیا اور وہ مکمل طور پر مایوس ہو گئے۔ انہوں نے بغیر کوئی سوال پوچھے عاجز اور تابعدار بچے ہوتے ہوئے خداوند کے حکم کی تعمیل کی یعنی ایسی ہستی کی تعمیل کی جسے زمین پر مکمل اختیار حاصل ہے۔

یسوع نے پیارے اُن لوگوں کی طرف بڑی ہمدردی کے ساتھ دیکھا۔ اُس نے محسوس کیا کہ وہ بغیر چرواہے والی بھیڑوں کی مانند ہیں۔ جن کا بنوں کو بنی اسرائیل میں بطور استاد ہونا چاہیے تھا وہ ایسی مشینوں کی مانند بن چکے تھے جو بے معنی رسومات ادا کر رہی ہوں اور وہ شریعت کو سمجھے بغیر اُسے دہرا رہے تھے۔ جب وہ وہاں پر اکیلے رہ گیا تو وہ پہاڑ پر گیا اور اپنے باپ کے سامنے گھٹنے نشین ہو کر کئی گھنٹوں تک غم اور آنسوؤں کے ساتھ دُعائیں وقت گزار دیا۔ وہ دُکیر دُعائیں اُس کی اپنی ذات کے لیے نہ تھیں بلکہ وہ انسان کی پُر فضل نجات کے لیے تھیں جو کہ گناہ کی وجہ سے کھو چکا ہے۔ یہ وہ انسان تھا جس کے لیے خدا کے بیٹے نے اپنے باپ کے سامنے یہ اصرار کیا تھا کہ یہ پیاری گنہگار مخلوق نجات کی روشنی حاصل کر کے اپنے گناہوں سے باز آجائے گی۔

نجات دہندہ اس بات کو جانتا تھا کہ شخصی طور پر اس زمین پر انسان کی خاطر جدوجہد کرنے میں اُس کے پاس صرف تھوڑے ہی دن باقی ہیں۔ جو انسانی دلوں کو پڑھنے کی قوت رکھتا ہے وہ اس بات کو بھی جانتا ہے کہ بہت کم لوگ یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ الہی مدد سے محروم ہو چکے ہیں اُسے اپنا نجات دہندہ تسلیم کریں گے۔ تباہی سے بچنے کے لیے خدا کی طرف سے بھیجی ہوئی مدد کو یہودی لوگ رد کر رہے تھے۔ وہ ایسی زنجیروں میں جھکڑے ہوئے تھے جن کے کھلنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ وہ اپنی لاعلمی اور بدکاری کی وجہ سے اپنے اوپر خدا کا یقینی غضب لا رہے تھے۔ یوں یسوع غمگین ہو گیا اور لوگوں کے گناہوں کو دیکھ کر اُس کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے

جنہوں نے اُس کی اُس محبت کو حقیر جانا جس کے ذریعے یہ بچ سکتے تھے اور اُس کے اُس فضل کو رد کیا جو انہیں تمام گناہوں سے رہائی دے سکتا تھا۔ جب اُس نے اُس انسان کی حالت پر غور کیا جسے وہ بچانے کے لیے آیا تھا تو اُسے شدید دھچکا لگا۔ ہر مشکل اور پریشانی کے دوران یسوع اپنے آسمانی باپ سے مدد حاصل کرنے کو گیا اور اسی دوران اُس نے خدا کے کام کے لیے اُس سے ہمت و قوت حاصل کی۔ مسیحیوں کو بھی اپنے نجات دہندہ کے نمونے کی پیروی کرنی چاہیے اور دُعا کے ذریعے ایسی قوت حاصل کرنی چاہیے جس کے ذریعے وہ زندگی کے مسائل اور پریشانیوں پر غلبہ پاسکیں۔ دُعا میں مسیحیوں کا تحفظ ہے اور اسی کے ذریعے اُن کی راستبازی محفوظ رہتی ہے۔

پانی پر چلنا

اسی دوران شاگرد ایک مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ ایک بہت بڑا طوفان آ گیا اور سمندر میں بہت تیز لہریں اٹھنے لگیں۔ وہ کافی دیر سے کشتی کو سنبھالنے کی کوشش میں رہے مگر اٹھنے والی لہروں سے کشتی ہچکولے کھا رہی تھی۔ وہ رات بھر طوفانی لہروں سے لڑتے رہے اور اسی ڈر میں تھے کہ یہ لہریں انہیں کسی بھی لمحے غرق کر دیں گی۔ عام حالات میں وہ تھوڑی دیر میں ہی دوسرے کنارے پر پہنچ سکتے تھے لیکن ان شدید لہروں کی وجہ سے وہ اپنی منزل سے دُور ہی ہوتے جا رہے تھے۔ وہ بڑی اُداسی سے یسوع کو چھوڑ کر آئے تھے۔ وہ وہاں سے آپس میں بڑبڑاتے ہوئے آئے تھے کیونکہ خداوند کو اسرائیل کا بادشاہ بنانے والی اُن کی خواہشات پوری نہیں ہوئی تھیں۔ وہ اپنے آپ پر یہ الزام لگا رہے تھے کہ انہیں اپنے اس مقصد سے اتنی آسانی سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے تھا اور انہیں اتنی آسانی سے ہار مان کر یسوع کی بات نہیں ماننی چاہیے تھی۔ انہوں نے سوچا کہ اگر وہ اپنے مقصد پر قائم رہتے تو یقیناً اُن کا مقصد پورا ہو جانا تھا۔

جب طوفان آیا تب بھی انہیں یسوع کو چھوڑ کر آنے کا پچھتاوا محسوس ہو رہا تھا۔ اگر وہ یہاں نہ بھیجے جاتے تو وہ اس مصیبت میں نہ پھنستے۔ یہ اُن کے ایمان کی سخت آزمائش تھی۔ اندھیرے اور طوفان کے دوران وہ اُس مقام پر پہنچنا چاہتے تھے جہاں اُس نے اُن سے ملنے کا وعدہ کیا تھا، لیکن لہروں کو چیر کر آگے نکلنے بڑھنے والی اُن کی تمام تر کوششیں ناکام ہو گئیں۔ وہ باہمت اور ایسے لوگ تھے جو پانی کے سفر کرنے کی مہارت رکھتے تھے لیکن اُس وقت تو اُن کے دل خوف سے نڈھال ہو چکے تھے، انہیں اپنا مالک یاد آیا اور یہ محسوس کیا کہ اگر وہ اُن کے ساتھ ہوتا تو وہ بچ جاتے۔ لیکن یسوع اُن کو بھولا نہیں تھا۔ دُور کے کنارے سے، اُس کی آنکھ نے اندھیرے کو چیر کر اُن کے خطرے کو دیکھا اور اُن کی سوچوں کو جان لیا۔ وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ اُن میں سے کوئی بھی اس طرح سے مرجائے۔ جیسے ایک ماں کو اپنے بچے کی فکر ہوتی ہے تو رحمدل مالک نے اپنے شاگردوں کو دیکھا اور جب خوف کے سبب اُن کے دل بیٹھ چکے تھے تب انہوں نے بڑی عاجزی سے مدد کے لئے دعا کی

جو کہ سُن لی گئی۔ اُسی لمحے اُن کو یہ یقین ہوا کہ وہ کھو گئے ہیں، آسمانی بجلی کی روشنی میں اُنہوں نے ایک انسان کو پانی پر چل کر اپنی طرف آتے دیکھا۔ ایک ناقابلِ بیان خوف نے اُنہیں اپنی گرفت میں لے لیا۔ وہ ہاتھ جنہوں نے کشتی چلانے والے چپوؤں کو بڑی مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا، وہ ڈھیلے پڑ گئے اور بے حس و حرکت ہو گئے۔ کشتی لہروں کے زور سے جھکی جاتی تھی، جس وقت اُن کی آنکھوں کی توجہ اُس پر تھی تو اُنہوں نے دیکھا کہ ایک آدمی سمندر کی لہروں پر چلتے ہوئے اُن کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔

اُنہوں نے سوچا کہ شاید یہ کوئی رُوح ہے، جو کہ اُن کی متوقع تباہی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ اگرچہ یسوع وہاں سے بڑے آرام کے ساتھ گزر گیا مگر اُنہوں نے اُسے پہچان لیا اور محسوس کیا کہ وہ کبھی بھی اُنہیں دُکھ میں نہیں چھوڑے گا۔ وہ چلا کر اُس سے مدد کی التجا کرنے لگے! وہ ہستی اُن کی طرف مڑتی ہے! یہ اُن کا پیارا مالک ہے، اُس کی یاد اُز سُن کر اُن کا خوف جاتا رہا، ”میں ہوں ڈرو مت۔“ یہ الفاظ اُن کے لیے کتنے حوصلہ افزا اور خوشگوار تھے! شاگرد خوشی میں دم بخود ہو گئے۔ اُن کا خوف جاتا رہا۔ اب وہ اس طوفان کو بھول گئے۔ اُنہوں نے اپنے بچانے والے یسوع کی تجبید کی!

جوشیلا پطرس بڑا خوش ہوا۔ وہ بڑی دلیری کے ساتھ اپنے مالک کی طرف دیکھتا ہے کہ وہ کس طرح پانی کی لہروں پر چل کر اپنے شاگردوں کو بچانے کے لئے آیا ہے، اور اب اُسے پہلے سے بھی زیادہ اپنے خداوند سے محبت ہو گئی۔ اُس کی یہ آرزو تھی کہ وہ یسوع کو جا کر گلے ملے اور اُس کی تجبید کرے۔ وہ اُس سے ملنے کا خواہش مند تھا اور وہ خود بھی طوفانی پانی پر چلنا چاہتا تھا۔ وہ یوں پکارتا ہے، ”اے خداوند اگر تو ہے تو مجھے حکم دے کہ پانی پر چل کر تیرے پاس آؤں۔“ یسوع نے اُس کی خواہش پوری کی لیکن پطرس نے اس اُبلتے ہوئے پانی پر ابھی پہلا ہی قدم رکھتا تو اُس نے بڑے غرور کے ساتھ اپنے ساتھیوں کی طرف واپس مڑ کر دیکھا کہ وہ اُسے دیکھ رہے ہیں اور اس کی وڈیائی کر رہے ہیں کہ وہ کیسے با آسانی یوں پانی پر چل رہا ہے۔

یسوع سے اپنی آنکھیں یا دھیان ہٹاتے ہی تند و تیز لہریں اُس پر آن پڑی جن کو دیکھ کر اُسے بڑا خوف محسوس ہوا؛ اُس کے کانوں میں اُن کی گونج پڑی، اُس کا سر چکرانے لگا اور ڈر کی وجہ سے اُس کا دل بیٹھ گیا۔ جب وہ پانی میں ڈوب رہا تھا تو اُسے اس بات کا احساس ہوا اور یہ یاد آیا کہ وہاں کوئی ایسی ہستی ہے جو

اُسے بچا سکتی ہے۔ یوں چلاتے ہوئے وہ یسوع کی طرف اپنے ہاتھ بڑھاتا ہے ”اے خداوند مجھے بچا!“ رحمل نجات دہندہ نے اپنی طرف بڑے ہوئے ہاتھوں کو دیکھ کر اُنہیں پکڑ لیا اور ڈوبتے ہوئے انسان کو اُوپر کھینچ لیا۔ یہ مہربان ہستی اور طاقت کبھی بھی اپنی طرح بڑھنے والے باقی ہاتھوں کو نظر انداز نہیں کرتی۔ پطرس عاجزانہ ایمان کے ساتھ خداوند کے ساتھ جٹ جاتا ہے جبکہ یسوع بڑے پیار سے اُسے یوں کہتا ہے: ”اے کم اعتقاد تُو نے کیوں شک کیا؟“

تھر تھراتا ہوا شاگرد اب اپنے مالک کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھام لیتا ہے جب تک کہ وہ دونوں اپنے باقی ساتھیوں کے درمیان اُس کشتی میں بیٹھ جاتے ہیں۔ لیکن پطرس حیران اور خاموش تھا اور سوچ رہا تھا کہ اُسے یوں اپنے ساتھیوں کے سامنے دکھاوا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اپنی خودی اور بے اعتقادی کی وجہ سے وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھونے والا تھا۔ جب اُس نے دوسروں سے تعریف حاصل کرنے کے لیے اپنی آنکھیں یسوع سے ہٹالیں تو وہ اپنے رہنما کو بھول گیا، اُس پر شک کیا اور خوف نے اُسے آگھیرا۔ لہذا مسیحی زندگی کے بارے میں بھی یہی بات ہے کہ نجات دہندہ کو تکتے رہنے سے ہی ہم دنیاوی طوفانوں کی لہروں پر غلبہ پاسکتے ہیں۔ جیسے ہی یسوع کشتی میں سوار ہوا تو وہ فوراً ہی کنارے پر پہنچ گئے۔ یسوع نے طوفان کو تھما دیا تھا اور رات کی تاریکی دن کے اُجالے سے ختم ہو چکی تھی۔ شاگرد اور دیگر لوگ جو وہاں موجود تھے، وہ بڑی شکرگزاری کے ساتھ یسوع کو سجدہ کر کے یوں کہتے ہیں ”یقیناً تُو خدا کا بیٹا ہے۔“

جن لوگوں کو یسوع نے کھانا مہیا کیا وہ پیدل سفر کرتے ہوئے وہاں سے چلے گئے کیونکہ اُنہیں علم تھا کہ وہاں پر اُن کے لیے کشتیاں نہیں تھیں۔ بہر حال اگلی صبح وہ اُسی جگہ آئے جہاں اُنہوں نے اپنی ترستی نگاہوں سے یسوع کو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ ہزاروں لوگوں کو یسوع کی طرف سے کھانا مہیا کرنے والے اُس کے شاندار معجزے کی خبر ہر سُو پھیل گئی تو بہت بڑی تعداد میں لوگوں نے پیدل اور پانی پر سفر کرتے ہوئے وہاں پہنچنا شروع کر دیا۔ لیکن اُنہیں وہاں پر اُستادِ اعظم نہ ملا اور بالآخر وہ اُسے ڈھونڈتے ہوئے کفرنحوم کی طرف چلے گئے۔

اس دوران اپنے شاگردوں سمیت یسوع اُس تنہائی والے مقام میں تھا جہاں وہ گزشتہ روز جانا

چاہتے تھے۔ یسوع اپنے شاگردوں کو کچھ خاص ہدایات دینا چاہتا تھا مگر اُس کے پیچھے اتنی بھیڑ تھی کہ اُن سے علیحدہ ہونا اُس کے لیے بڑا مشکل تھا۔ دن بھر اُسے دُعا کرنے کا موقع نہ ملا مگر اُس نے رات بھر اپنے آسمانی باپ کے ساتھ دُعا میں وقت گزارا اور وہ خدا سے انسانی خطاؤں کی معافی مانگتا رہا۔ انسانی بے اعتقادی اور دنیاوی بدکاری کے بوجھ تلے دبا ہوا نجات دہندہ یقیناً مردِ غمناک اور رنج کا آشنا تھا۔

یسوع اپنے شاگردوں سمیت چند گھنٹے دُعا میں اور اپنی بادشاہی کے حوالے سے اُن کی رہنمائی کرنے میں گزارتا ہے۔ اُس نے دیکھا کہ انسانی کمزور حالت کی وجہ سے وہ یہ سوچ رہے تھے کہ یسوع کی بادشاہی دُنیاوی ہوگی۔ اپنی دُنیاوی خواہشات کی وجہ سے وہ مسیح کے حقیقی مشن کو سمجھنے سے قاصر تھے۔ یسوع اُن کی غلط فہمی کی اصلاح کرتا ہے اور اُنہیں بتاتا ہے کہ میرے لیے دُنیاوی اعزاز کی بجائے دُکھ اور تخت کی بجائے صلیب منتظر ہے۔ وہ اُنہیں سکھاتا ہے کہ میری اور نجات کی خاطر اُنہیں بھی پریشانی اور مصیبت کا سامنا کرنے کے لیے خود کو تیار کرنا چاہیے۔

یسوع کی موت اور اپنے شاگردوں کو اس سنگدل اور ظالم دُنیا میں اکیلے چھوڑ جانے کا وقت نزدیک آ رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اُنہیں نفرت اور بے اعتقادی کا سامنا کرنا پڑے گا اور وہ اُن کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ پیش آنے والی ایذا رسانیوں کو برداشت کر سکیں۔ وہ تنہائی میں جا کر اُن کے لیے دُعا کرتا ہے اور اُن کے لیے باپ سے التجا کرتا ہے کہ آنے والی شدید مشکلات کے دوران اُن کا ایمان قائم رہے اور یسوع کے دُکھوں اور موت سے وہ مایوسی کا شکار نہ ہو جائیں۔ یہ کتنی شاندار محبت ہے کہ وہ اپنے اوپر آنے والی پریشانی کے خطرے کو جانتے ہوئے بھی وہ اپنے ساتھیوں کے لیے تحفظ کی دُعا مانگتا ہے!

جب وہ اپنے شاگردوں کے پاس آیا تو اُن سے پوچھا ”لوگ ابنِ آدم کو کیا کہتے ہیں؟“ انہوں نے کہا بعض یوحنا پتسمہ دینے والا کہتے ہیں بعض ایلیاہ بعض یرمیاہ یا نبیوں میں سے کوئی۔“ وہ دوبارہ اُن سے سوال پوچھتا ہے ”مگر تم مجھے کیا کہتے ہو؟“ جوشیا بطرس اپنی اور دوسرے بھائی کی جگہ یوں جواب دیتا ہے ”تُو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔ یسوع نے جواب میں اُس سے کہا مبارک ہے تُو شمعون بریونا کیونکہ یہ بات گوشت اور خون نے نہیں بلکہ میرے باپ نے جو آسمان پر ہے تجھ پر ظاہر کی ہے۔“

یسوع اپنی بات کو مزید جاری رکھتا ہے ”اور میں بھی تجھ سے کہتا ہوں کہ تُو پطرس ہے اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا اور عالم ارواح کے دروازے اُس پر غالب نہ آئیں گے۔“ لفظ پطرس کا مطلب ہے گردش کرتا ہوا پتھر۔ یسوع نے پطرس کو ایسی چٹان قرار نہیں دیا جس پر وہ اپنی مسیحی کلیسیا بنائے گا۔ ”اس پتھر“ اس تاثر کا اطلاق اُس کے اپنے اوپر ہی ہوتا ہے کیونکہ وہی مسیحی کلیسیا کی حقیقی بنیاد ہے۔ یسعیاہ 28:16 میں بھی ایسا ہی حوالہ موجود ہے ”اُس لئے خداوند خدا یوں فرماتا ہے۔ دیکھو میں صیون میں بنیاد کے لئے ایک پتھر رکھوں گا۔ آزمودہ پتھر۔ محکم بنیاد کے لئے کونے کے سرے کا قیمتی پتھر جو کوئی ایمان لاتا ہے قائم رہے گا۔“ یہ وہی پتھر ہے جس کا حوالہ لوقا 20:17، 18 میں بھی ہے ”اُس نے اُن کی طرف دیکھ کر کہا۔ پھر یہ کیا لکھا ہے کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ جو کوئی اُس پتھر پر گرے گا اُس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے لیکن جس پر وہ گرے گا اُسے پیس ڈالے گا۔“ مرقس 12:10، 11 میں بھی یوں مرقوم ہے ”کیا تم نے یہ نوشتہ بھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے۔“

ان حوالوں سے واضح طور پر پتا چلتا ہے کہ یسوع ہی وہ پتھر ہے جس پر کلیسیا قائم ہے، اور پطرس سے مخاطب ہو کر یسوع اپنے آپ کو ہی وہ پتھر قرار دیتا ہے جو کلیسیا کی بنیاد ہے۔ وہ مزید یوں بیان کرتا ہے:-

”میں آسمان کی بادشاہی کی گنجیاں تجھے دوں گا اور جو کچھ تُو زمین پر باندھے وہ آسمان پر بندھے گا اور جو کچھ تُو زمین پر کھولے گا وہ آسمان پر کھلے گا۔“ رومن چرچ یسوع کے ان الفاظ کا غلط استعمال کرتا ہے۔ وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یسوع نے یہ بات پطرس کے لیے کہی تھی۔ اسی طرح سے چابیاں دینے کا مطلب اپنے کام کے لیے پیغام رساؤں اور اعلیٰ عہدیدارن پر اعتماد کا اظہار کرنا اور انہیں باختیار کرنا ہے۔ ”میں آسمان کی بادشاہی کی گنجیاں تجھے دوں گا“ یسوع نے یہ الفاظ صرف پطرس کے لیے نہیں بلکہ باقی شاگردوں کے حق میں بھی کہے تھے، اُن میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو آنے والے وقت میں مسیحی کلیسیا قائم کریں گے۔ پطرس کو باقی شاگردوں سے زیادہ مرتبہ اور اختیار نہیں دیا گیا تھا۔ اگر اُن میں سے کسی ایک کو خاص مرتبہ ملتا تو کیا ہمیں یہ پتا نہ چلتا کہ اُن میں سے کس شاگرد کو دوسروں پر فوقیت دی گئی ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو باقی شاگردوں نے اپنے آقا کی

بات کو ضرور ماننا تھا اور اُس مخصوص کردہ ایک شاگرد کی زیادہ عزت کرنی تھی۔

مگر رومن کیتھولک چرچ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مسیح نے اپنی مسیحی کلیسیا میں صرف پطرس کو اعلیٰ عہدے پر فائز کیا ہے اور اُس کے جانشینوں کو بھی مسیحی دُنیا میں حکمرانی کرنے کا الہی اختیار حاصل ہوا ہے۔ ایک اور حوالے میں یسوع اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ جس اختیار کا دعویٰ صرف پطرس کے لیے کیا جاتا ہے وہ تو ساری کلیسیا کے پاس موجود ہے، اس حوالے میں یوں لکھا ہے ”میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ تم زمین پر باندھو گے وہ آسمان پر بندھے گا اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے وہ آسمان پر کھلے گا۔“

مفلوج شخص

مسیح کا مشن اُسے دوبارہ سے کفرِ نجوم میں لے آیا۔ جب یہ خبر چارو پھیل گئی کہ یسوع پطرس کے ہاں مہمان ٹھہرا ہوا ہے تو ہر طرف سے مرد، عورتیں اور بچوں سمیت بہت سے لوگ اُستادِ اعظم کی باتیں سُننے کے لیے اُمنڈ پڑے۔ پاس کے علاقے میں ایک شخص ایسا تھا جو فالج کے لاعلاج مرض میں مبتلا ہے یا رومدگار پڑا ہوا تھا۔ وہ تندرست ہونے کی ساری اُمیدیں ہار چکا تھا۔ مگر اُس کے دوستوں اور عزیزوں نے یسوع کے پُر فضل کاموں کے بارے میں سُننا، اُنہوں نے یسوع کے عجیب کاموں کی گواہی اِس کے سامنے دی اُنہوں نے دیکھا کہ وہ تو کوڑھیوں کو بھی اپنے پاس آنے سے منع نہیں کرتا اور اُنہیں شفا دیتا ہے اور یوں اُنہیں ایک اُمید ہوئی کہ فالج زدہ شخص کو یسوع کے پاس لایا جائے تو وہ اسے بھی شفا دے سکتا ہے۔

اُنہوں نے اُس بیمار شخص کی حوصلہ افزائی کرنے کی کوشش کی اور کہا کہ یسوع معجزانہ قدرت سے ہر قسم کی بیماری سے شفا دے سکتا ہے، وہ مایوس لوگوں سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور اُسے اُن لوگوں کے بارے میں بھی بتایا جنہیں یسوع نے اپنے کلام کے ذریعے شیطان کے چنگل سے رہائی دلائی ہے۔ جب اُس فالج زدہ شخص نے ایسی خوشی کی خبریں سُنیں تو اُس کے دل میں اُمید کی کرن روشن ہو گئی کہ وہ بھی اس موذی مرض سے شفا پاسکے گا۔ وہ یسوع کو ملنا اور خود کو اُس کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جب اُس نے اپنے آپ پر غور کیا کہ اُس کا گناہ ہی اُس کی بیماری کا بڑا سبب ہے تو اُس کی اُمید جاتی رہی کیونکہ وہ ڈرتا تھا کہ اُسے تو اُس عظیم طبیب کے سامنے جانے ہی نہیں دیا جائے گا۔ وہ گناہ سے بڑا پیار کرتا تھا، اُس نے اپنی زندگی میں خدا کی شریعت کو توڑا ہے اور اُسی گناہ کی سزا میں اُسے یہ بیماری لاحق ہوئی ہے۔

کافی عرصہ پہلے اُس نے اپنا مسئلہ فریسیوں اور معالجوں کے سامنے پیش کیا تھا تا کہ وہ اِس میں دلچسپی لیں اور اِس کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کریں اور وہ اس بات کا بھی اُمیدوار تھا کہ وہ اُسے ذہنی اور جسمانی طور پر کچھ تسلی مہیا کریں گے۔ مگر اُنہوں نے اُسے بڑے غصے کے ساتھ دیکھا اور اُسے لاعلاج قرار دے

دیا۔ اُنہوں نے اُس کی تکلیف میں یہ کہتے ہوئے مزید اضافہ کر دیا کہ چونکہ اُس نے خدا کی حکم عدولی کی ہے اس لیے اُسے یہ بیماری لاحق ہوئی ہے۔ فریسیوں کا یہ دستور تھا کہ وہ خود کو بیماروں اور ضرورت مندوں سے دُور رکھتے تھے۔ وہ یہ خیال تھا کہ گناہ کے بارے میں خدا کے غضب کے نتیجے میں ہی بیماری اور دُکھ آتا ہے۔ اس کے باوجود یہ لوگ خود کو پاک قرار دیتے تھے اور خدا کے پیاروں کی حیثیت سے لطف اُٹھاتے ہیں لیکن اُن کے دل اور زندگیاں ان بیچارے بیماروں سے کہیں زیادہ بُری تھیں۔

وہ مفلوج شخص اس بات پر مایوس ہو جاتا ہے کہ اب اُس کے لیے کہیں بھی کوئی اُمید باقی نہیں ہے، پھر یسوع کی طرف سے پُر فضل معجزات کی خبریں اُس تک پہنچیں جس کی وجہ سے اُس میں دوبارہ سے اُمید پیدا ہو گئی۔ اس کے باوجود وہ خوف زدہ تھا کہ اُسے اُس کی حضوری میں جانے نہیں دیا جائے گا لیکن اگر وہ یسوع سے مل لے اور اُس کے گناہوں کو معاف کر دے تو وہ خدا کی مرضی کے مطابق بہتر زندگی بسر کر سکے گا یا پھر اُس کی راستبازی میں مر سکے گا۔ اُس کے دوستوں نے اُسے اس بات کی یقین دہائی کروائی کہ یسوع نے بہت سے ایسے لوگوں کو شفا بخشی ہے جو اس کی مانند گنہگار اور بے یار و مددگار تھے اور اس بات سے اُس میں اُمید پیدا ہوئی کہ اُس کی درخواست بھی قبول ہو جائے گی۔

اُس نے سوچا کہ اب مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اُس نے پہلے ہی تقریباً ایک عشرہ ضائع کر دیا ہے۔ اگر بُرائی کو ترک کرنے کا کوئی وقت ہے تو وہ ابھی ہے۔ اُس مرتے ہوئے مایوس شخص کی صرف یہی ایک پکار تھی کہ کاش میں ایک مرتبہ یسوع کی حضوری میں چلا جاؤں! اُس کے دوست اُس کی خواہش پوری کرنے میں اُس کی مدد کرنے کو تیار تھے اور ایسا کرنے کے لیے چند تجاویز تیار کیں گئیں مگر اُن میں سے کوئی بھی کارگر ثابت نہ ہوئیں۔ اگرچہ اُس بیمار شخص کا بدن دُکھ رہا تھا مگر وہ پُر اُمید تھا اور اب اُس نے یہ تجویز پیش کی اُس کے دوست اُسکی چار پائی اُٹھا کر اُسے یسوع کے سامنے لے جائیں۔ اُس کے دوستوں نے یہ کام بڑی خوشی کے ساتھ کیا۔

جب وہ یسوع کے ارد گرد جمع ہو کر اُس کی تعلیم سُننے والے ہجوم کے پاس پہنچے تو یہ بات ناممکن سی لگنے لگی کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں گے۔ تاہم وہ اُس وقت تک چار پائی کا بوجھ اُٹھائے ہوئے آگے

بڑھتے گئے جب اُن کا راستہ مکمل طور پر بند ہو گیا اور نجات دہندہ کی آواز سننے کے لیے وہ آگے بڑھتے گئے مگر وہ مزید آگے نہ جاسکے۔ یسوع لوگوں کے درمیان تھا اور حسبِ معمول اُس کے شاگرد اُس کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ یہ بات اُن کے لیے بے حد ضروری تھی کہ وہ یسوع کے پاس بیٹھ کر اُس کی باتیں سنیں اور اُن سچائیوں کو سمجھیں جنہیں انہوں نے بعد میں تمام دُنیا میں پہنچانی یا تحریر کرنی تھیں۔

مغزوہ فریسی، ڈاکٹر اور فقہی بھی وہاں پر اپنے بُرے منصوبوں کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے اور اُن کی خواہش تھی کہ وہ اُستادِ پاک کو پریشان کریں اور اُس پر بغاوت کرنے والے کے طور پر الزام لگائیں اور اُس پر سزائے موت کا فتویٰ جاری کریں۔ یسوع کی قدرت اور حکمت سے حسد رکھتے ہوئے انہوں نے اپنی نفرت کو پوشیدہ رکھا کیونکہ اُس کے قریب ہو کر اُس کی باتیں سننے اور اُس سے مختلف قسم کے سوالات پوچھنے سے انہیں کچھ تضاد اور بدعت پر مبنی باتیں ملیں گی جن کی بنیاد پر وہ اس کے خلاف الزام لگا سکیں گے۔ وہ اُس وقت بھی موجود تھے جب یسوع نے سبت والے دن سوکھے ہوئے ہاتھ والے شخص کو تندرست کیا تھا اور خدا کے خاص لوگ کہلانے والے یہ لوگ اس بات پر شدید غصے میں تھے کیونکہ یسوع نے خداوند کے دن یہ اچھا کام کیا تھا۔

ایسے حربوں والے لوگوں کے علاوہ بھی وہاں ایسے بہت سے لوگ موجود تھے جن کے مختلف مقاصد تھے۔ کچھ لوگوں کو یسوع کی باتیں سُن کر بہت اچھا محسوس ہوا اس کے باوجود وہ یسوع کی حمایت کرنے سے کتراتے تھے۔ وہ یسوع کی ہر ایک مقدس بات کو سُنا چاہتے تھے اور بہت سے معاملات میں زندگی کا بیج اُن کے دلوں میں بھی بودیا گیا، وہ اُگا اور بابرکت پھل بھی لایا۔ کچھ لوگ حیرانگی اور تجسس یا خوشگوار باتیں دیکھنے کو آئے یعنی یہ دیکھنے اور سننے کو آئے کہ یسوع کچھ نیا کرے گا۔ وہاں پر ہر قسم اور مختلف قومیتوں کے لوگ موجود تھے۔

اتنے سارے لوگوں میں سے مفلوج کو اُٹھا کر لانے والے لوگوں نے بڑی کوشش کے ساتھ آگے بڑھنے کی کوشش کی مگر وہ آگے بڑھنے میں ناکام ہو گئے۔ انہوں نے لوگوں کو اپنا مدعا بھی بیان کیا تا کہ لوگ یہ سُن کر انہیں راستہ دے دیں مگر ایسا کرنے کا بھی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اُس بیمار کی تکلیف میں مزید اضافہ ہو گیا اور اُس کے دوستوں کو اس بات کا خدشہ تھا کہ کہیں وہ اتنی تکلیف میں مرنے جائے۔ اُس کا مدد کرنے والا نزدیک تھا

اس کے باوجود کیا اُسے اُمید کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دینا چاہیے تھا؟ وہ یہ محسوس کرتا ہے اب اُس کی تکلیف ناقابلِ برداشت ہو چکی ہے اس وجہ سے وہ مایوس ہو گیا۔ وہ اپنے دوستوں کو تجویز دیتا ہے کہ اسے گھر کی چھت پر لے جایا جائے اور چھت کو کھول کر اُسے یسوع کے بالکل سامنے نیچے اتار دیا جائے۔

یہ سوچتے ہوئے کہ اب اُس کے بچنے کا صرف یہی ایک موقع ہے اور انہیں اس بات کا بھی خطرہ تھا کہ وہ اب گھر جانے کے لائق بھی نہیں رہا لہذا اُس کے دوست اُس کے مشورے کو مان لیتے ہیں۔ چھت کو کھولا جاتا ہے اور بیمار شخص کو یسوع کے بالکل سامنے اُس کے قدموں میں نیچے اتار دیا جاتا ہے۔ اس سے وہاں پر ایک ہلچل مچ گئی، نجات دہندہ اس دکھی انسان کی طرف دیکھتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ اُس شخص کی آنکھیں خاموشی سے یسوع کے سامنے التجا کر رہی ہیں۔ وہ اُس کی بات کو سمجھ جاتا ہے کیونکہ یہ وہی شخص تھا جو یسوع کے بارے میں ایک کشمکش اور شک میں مبتلا تھا۔ وہ دُنیا میں اس لیے آیا تا کہ گنہگاروں اور ستم گروں کو اُمید دے سکے۔ یوحنا نے اُس کی طرف یوں اشارہ کیا ”دیکھو یہ خدا کا بڑا ہے جو دُنیا کا گناہ اٹھالے جاتا ہے“۔ بپچارے اس گنہگار کو دیکھ کر یسوع کے دل میں ترس آیا اور جس وقت ابھی وہ اپنے گھر میں ہی تھا تب ہی اُس نے اپنے گناہوں سے معافی مانگ لی تھی۔ بیمار شخص نے پہلی ہی نگاہ میں یہ دیکھ لیا کہ صرف یسوع ہی اُس کا واحد مددگار ہے اور اب اس کی حضوری میں آکر اُسے مزید تقویت حاصل ہوئی۔

اُس بیمار شخص کے پاس دولت تھی مگر اس سے اُسے رُوحانی شفا نہیں مل سکتی تھی اور نہ ہی یہ اس کی جسمانی بیماری کو دور کر سکتی تھی۔ مگر الہی قدرت اُسے گنہگاروں کے دوست کے پاس لے آئی کیونکہ صرف وہی اُسے شفا بخش سکتا تھا۔ اُس بیمار شخص کی طرف سے کی گئی سبھی کاوشوں کو یسوع سراہتا ہے کیونکہ ایسے مشکل حالات میں اُس کا خداوند تک پہنچنا بڑی بات ہے اور یسوع نے نرم لہجے میں اُس سے مخاطب ہو کر یوں کہا ”بیٹا تیرے گناہ معاف ہوئے“۔ تاریکی اور مایوسی کا بوجھ اُس بیمار شخص سے اُتر گیا اور اُسے کامل محبت اور معافی بھرا اطمینان محسوس ہوا اور اُس کے چہرے سے ظاہر ہونے لگا۔ حیرانگی میں مبتلا لوگوں کے سامنے اُس کا جسمانی دُکھ جاتا رہا اور وہ مکمل طور پر تبدیل ہو گیا۔ بے یار و مددگار فالج زدہ شخص شفا پا گیا اور اُس کے گناہ بھی معاف ہو گئے! اب اُس نے وہ حاصل کر لیا تھا جس کی اُسے شدید تمنا تھی۔ جب اُس نے اپنے گھر میں ہی اپنے

گناہوں سے توبہ کی اور یسوع کی قدرت پر بھروسہ کیا تھا تب ہی وہ تندرست ہو گیا تھا یوں نجات دہندہ کے پُر فضل رحم نے اُس کی دلی مُراد کو پورا کر دیا۔

فالج میں مبتلا شخص آقا کی باتوں پر ایمان لایا اور اُس نے نئی زندگی حاصل کر لی۔ اُس نے اب مزید کوئی درخواست نہ کی نہ ہی اُس نے کسی قسم کا شور و غل مچانے کی کوشش کی بلکہ وہ خاموشی میں بے حد خوش تھا۔ وہ آسمانی نُور سے منور ہو گیا اور لوگ اُسے بڑی حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ مسیح باوقار انداز میں کھڑا تھا اور وہ ہیکل کے تمام اعلیٰ عہدیداران اور شریعت کے عالموں سے کہیں منفرد تھا۔ فقہی، فریسی اور شرع کے عالم بڑی بے صبری کے ساتھ دیکھنا چاہتے تھے کہ یسوع نے یہ کیا کیا ہے۔ اُنہوں نے یاد کیا کہ اس بیمار شخص نے تو اُن سے بھی مدد مانگی تھی اور اُنہوں نے خود کو اس سے دُور کرتے ہوئے اُس کی حوصلہ افزائی کرنے سے انکار کیا تھا۔ اُنہوں نے تو بڑے غصے سے اسے لا علاج قرار دیا تھا۔ وہ بڑے خوفزدہ ہو کر دیکھ رہے تھے اور یوں کہنے لگے، ہم تو کسی ایک مردے کو بھی زندہ نہیں کر سکے، اور اس نے تو کفر بولا ہے۔

وہ اس قدر غصے میں آ گئے کہ غصے کی حالت میں اُنہوں نے یوں کہا کہ اُسے تو خدا کی طرف سے اس کے گناہوں کی سزا مل رہی تھی۔ جب یہ بیمار شخص اُن کے سامنے کھڑا تھا تو اپنی کبھی ہوئی یہ سبھی باتیں اُنہیں یاد آئیں۔ اُنہوں نے ایسا اس لیے بھی کہا تھا کہ ان حقائق کو دیکھنے والے زیادہ تر لوگ اس منظر کو بڑی دلچسپی اور حیرانگی کے ساتھ دیکھ رہے تھے۔ اُنہیں اس بات کا خطرہ لاحق ہو گیا کہ اب اُن کا اثر و رسوخ ختم ہو جائے گا، نہ صرف انہی لوگوں پر بلکہ جتنے لوگ اس واقعے کے بارے میں سُنے گئے اُن پر بھی ان کا اثر و رسوخ قائم نہیں رہے گا۔

اُن لوگوں نے مزید کچھ بھی نہ کہا بلکہ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے، اُنہیں دوسروں کے چہروں پر بھی یہی کچھ محسوس ہوا۔ اور سوچا اس پھیلتی ہوئی لہر کو روکنے کے لیے کچھ کرنا چاہیے۔ یسوع نے یہ فرمایا تھا کہ اُس فالج زدہ شخص کے گناہ معاف ہو گئے ہیں۔ فریسیوں نے اُس کے ان الفاظ پر اعتراض کیا کہ ایسا تو صرف الہی قدرت ہی کر سکتی ہے یہ تو خدا کے خلاف کفر بولنے کے مترادف ہے اور لوگوں کے سامنے یہ کہا کہ اس گناہ کی سزا تو موت ہے۔ اُنہوں نے اپنے خیالات کی وضاحت نہ کی مگر رسموں اور رواجوں کے یہ پوجاری

اپنے دلوں میں یہ سوچ رہے تھے کہ یہ تو کفر بول رہا ہے۔ خدا کے سوا گناہ کون معاف کر سکتا ہے؟ وہ نجات دہندہ کی طرف سے بولے جانے والے الہی معافی کے الفاظ کو پکڑے ہوئے تھے تاکہ ان کے ذریعے وہ یسوع پر الزام لگا سکیں۔ لیکن یسوع اُن کے دلی خیالات کو پڑھ لیتا ہے اور اُن کی طرف دیکھتا ہے اور اُن سے یوں مخاطب ہوتا ہے ”تُم کیوں اپنے دلوں میں یہ باتیں سوچتے ہو؟ آسان کیا ہے؟ مفلوج سے یہ کہنا کہ تیرے گناہ معاف ہوئے یا یہ کہنا کہ اُٹھ اور اپنی چار پائی اُٹھا کر چل پھر؟ لیکن اس لئے کہ تُم جانو کہ ابنِ آدم کوزمین پر گناہ معاف کرنے کا اختیار ہے (اُس نے اُس مفلوج سے کہا)۔ میں تجھ سے کہتا ہوں اُٹھ اپنی چار پائی اُٹھا کر اپنے گھر چلا جا۔“

اب جو بیمار شخص چار پائی پر یسوع کے پاس آیا اور جس کی ہڈیاں بے حس و حرکت تھیں وہ شخص اپنی قوت سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ زندگی بخش خون اُس کی شریانوں میں گردش کرنا شروع کر دیتا ہے، اُس کے اندرونی اعضاء فطری طور پر کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ بیکار انسانی بدن اچانک سے سرگرم ہو جاتا ہے اور مرتے ہوئے شخص کو صحت و تندرستی حاصل ہو جاتی ہے۔ ”اور وہ اُٹھا اور فی الفور چار پائی اُٹھا کر اُن سب کے سامنے باہر چلا گیا۔ چنانچہ وہ سب حیران ہو گئے اور خدا کی تعجب کر کے کہنے لگے ہم نے ایسا کبھی نہیں دیکھا تھا۔“

مسیح کی محبت کتنی شاندار ہے جو گنہگاروں اور بیماروں کو شفا دیتی ہے! الوہیت انسانی دُکھوں پر افسوس کرتی ہے اور اُن کا ازالہ کرتی ہے! ایسی معجزانہ قدرت انسانی بچوں پر ظاہر ہوتی ہے! نجات کے پیغام پر کون شک کر سکتا ہے! کون نجات دہندہ کے پُر فضل رحم کو نظر انداز کر سکتا ہے!

لوگوں کے لیے اس شاندار معجزے کے اثرات ایسے تھے جیسے کہ آسمان کھل گیا ہے اور دُنیا پر الہی فضل ظاہر ہو رہا ہے۔ جب تندرستی پانے والا شخص ہجوم میں سے ہو کر گزر رہا تھا تو اُسے خدا ہر قدم پر برکت بخش رہا تھا اور وہ اپنا بوجھ یوں اُٹھائے ہوئے جارہا تھا جیسے کہ اُس نے کوئی غیر معمولی بوجھ اُٹھایا ہوا ہے، لوگ پیچھے پیچھے ہو کر اُسے راستے دے رہے تھے اور بڑی حیرانگی کے ساتھ اُس کی طرف دیکھ رہے تھے اور اپنے دلوں میں یوں کہہ رہے تھے کہ ”ہم نے ایسا کبھی نہیں دیکھا تھا۔“ فریسی حیرانگی سے دم بخود ہو کر رہ گئے اور اُن پر شکست کا

غلبہ چھا گیا تھا۔ اُنہوں نے دیکھا کہ اب اُن کے پاس اپنے تعصب اور حسد کی وجہ سے لوگوں کو بھڑکانے کا کوئی موقع نہیں رہا۔ خدا نے اپنا شاندار کام اُس شخص پر کیا جسے اُنہوں نے بڑے غرور کے ساتھ لاعلاج اور خدا کے غضب کے ماتحت قرار دیا تھا اور اس بات نے لوگوں کے ذہنوں پر اتنا گہرا اثر ڈالا کہ لوگ اُس وقت یہودیوں کے اثر و رسوخ کو بھول گئے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ مسیح الہی قدرت کا حامل ہے اور جس بات کا یسوع دعویٰ کرتا ہے وہ تو صرف خدا کی ہے۔ معجزانہ کاموں سمیت اُس کا باوقار طرز زندگی اُن کے غرور اور شخصی راستبازی والی بات کے برعکس تھا اور اس بات پر بھی وہ بڑے پریشان اور شرمسار تھے اور وہ اسے عظیم ہستی مانے بغیر نہ رہ سکے۔

اگر فقیہی اور فریسی خدا کے وفادار ہوتے تو وہ بھی اس بات کی گواہی دیتے کہ یسوع ہی اسرائیل کا موعود ہے۔ مگر اُنہوں نے اپنے آپ کو اتنا سخت کر لیا تھا کہ کوئی بھی حقیقت اُنہیں قائل نہ کر سکی۔ وہ اپنے غرور اور مخالفت سے بھرے ہوئے اُس عاجز اور حلیم اُستاد کی مخالفت پر ڈٹے ہوئے تھے جو ناصر سے آیا کیونکہ یسوع کے معجزانہ کام اُن کے اعلیٰ اختیار اور اثر و رسوخ کے لیے شدید خطرہ تھے۔ لہذا اُنہوں نے اپنی نفرت اور تعصب کو ختم نہ کیا بلکہ اُنہوں نے تو ابنِ خدا پر الزام لگانے اور اُسے چُپ کروانے کے لیے بہت سی نئی چالیں چلنا شروع کر دیں۔

ان لوگوں کو ایسے بہت سے اور بار بار ثبوت ملے تھے کہ یسوع ہی موعودہ نجات دہندہ ہے مگر اُس کے پُر فضل معجزے سے بڑھ کر اُن کے لیے کوئی ثبوت بھی اتنا اہم اور ضروری نہیں تھا۔ تاہم اُن کے سامنے پیش ہونے والا یہ ثبوت بھی تھا کہ یسوع کو زمین پر گناہ معاف کرنے اور بیماری سے شفا دینے کا اختیار حاصل ہے لیکن اُنہوں نے اس کے خلاف اپنی نفرت اور بے ایمانی کو اس قدر بڑھا لیا کہ خدا نے اُنہیں تاریکی کی زنجیروں میں باندھ دیا۔ تعصب اور وہم سے سخت ہونے والے دلوں کو کوئی بھی قوت زمزم نہیں کر سکتی۔

آج بھی بہت سے لوگ اُن بے ایمان یہودیوں کی مانند ہیں۔ خدا نے انہیں نُور عطا کیا مگر اُنہوں نے اسے قبول نہ کیا۔ خدا کے رُوح نے اُن کی سرزنش کی مگر اُنہوں نے اپنے راستے میں ٹھوکر کھانے والے پتھر رکھ لیے جن سے ٹھوکر کھا کر وہ گر جاتے ہیں۔ اُنہوں نے خدا کی برکات کو رد کر دیا، وہ اُس کی سچائی کو قبول

کرنے سے اتنا ڈرتے تھے کہ انہیں اُن کی گری ہوئی حالت میں ہی چھوڑ دیا گیا۔

جب فالج سے شفا پانے والا شخص اپنے خاندان میں اپنی وہ چار پائی اٹھائے ہوئے واپس آیا جس پر اُسے تھوڑی دیر پہلے ہی لٹا کر لے جایا گیا تھا تو اُس کے گھر میں بڑی خوشی کا سماں تھا۔ وہ اپنی آنکھوں میں خوشی کے آنسوؤں سمیت اُس کے گرد جمع تھے اور انہیں تو اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔ اب وہ اُن کے سامنے مکمل طور پر تندرست و توانا کھڑا ہوا تھا۔ اُس کے وہ بازو جو بے جان ہو چکے تھے اب اُس کی مرضی کے مطابق حرکت کر رہے تھے؛ اُس کا جسم جو سوکھا اور بھدا ہو چکا تھا اب وہ تروتازہ اور صحت مند ہو چکا تھا، اب وہ اپنی مرضی سے چل پھر سکتا تھا، اب اُس کا ظاہری خدو خال بھی تندرست دکھائی دیتا تھا، ہر طرح کی پریشانی کا خاتمہ ہو چکا تھا اور گناہ اور دُکھوں کی جگہ پاکیزگی اور اطمینان آچکا تھا۔ اُس گھر سے شکر گزاری کی آوازیں اُٹھ رہی تھیں اور بیٹے کے ذریعے باپ کے نام کو جلال ملا جس نے نا اُمید کو اُمید اور بیمار انسان کو صحت دی تھی۔ یہ انسان اپنے گھر انے سمیت اپنی زندگیاں یسوع کے تابع کرنے کو تیار تھا۔ کسی قسم کا شک اُن کے ایمان کو کم نہ کر سکا، کسی قسم کی بھی بے اعتمادی یسوع پر اُن کے کامل ایمان کو کمزور نہ کر سکی، کیونکہ یسوع اُس گھر انے کو تاریکی سے نور میں لے آیا تھا۔

کنعانی عورت

پھر یسوع یرושلم سے نکل کر صور اور صیدا کے علاقے کو جاتا ہے۔ یہاں پر اُسے ایک عورت ملتی ہے جو اُس سے اپنی بیٹی کی شفا کی التجا کرتی ہے کیونکہ اُس کی بیٹی کو ایک بدروح بہت ستاتی تھی۔ وہ عورت اس بات کو اچھی طرح سے جانتی تھی کہ یہودی لوگ کنعانیوں سے کسی قسم کا برتاؤ نہیں رکھتے تھے اور وہ تو ایک دوسرے سے بات تک نہیں کرتے تھے لیکن یسوع کے پُر فضل معجزات کے بارے میں سُن کر وہ یسوع کے سامنے آ کر اپنی بیٹی کی شفا کے لیے اُس سے التجا کرتی ہے۔ بیچاری اُس عورت نے محسوس کیا کہ صرف یسوع ہی اُس کی واحد اُمید ہے اور اُسے اس بات پر کامل بھروسہ تھا کہ یسوع اُس کی درخواست کو ضرور پورا کرے گا۔

مگر یسوع اس بیچاری کی التجا کو یہودی کے طور پر ہی سُنتا ہے، اس سے نہ صرف وہ عورت کے ایمان اور وفاداری کو پرکھتا ہے بلکہ اپنے شاگردوں کو رحم کرنے والا سبق بھی سکھاتا تھا تاکہ اُنہیں اس بات کو سمجھ لیں کہ یسوع کے بعد ایسے معاملات کو کیسے حل کرنا ہے کیونکہ وہ تو شخصی طور پر ہمیشہ اُن کے ساتھ نہیں رہے گا۔ یسوع نے اُس عورت سے اس انداز میں اس لیے بات کی تاکہ وہ ایسی صورتحال میں یہودیوں کی سردمہری اور سخت دلی میں اور رحم دلی والے طریقہ کار میں فرق دیکھ سکیں کیونکہ اُس نے اُس عورت پر ترس کھا کر اُس کی بیٹی کو شفا دی تھی۔

اگرچہ وقتی طور پر یسوع اُس عورت کی درخواست کا جواب اچھے انداز میں نہیں دیتا اس کے باوجود وہ عورت پریشان نہ ہوئی اور وہاں سے چلی نہ گئی بلکہ وہ اپنے ایمان میں مضبوط تھی کہ یسوع اُس کی پریشانی کو ضرور دُور کرے گا۔ جب وہ اُس عورت کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے آگے چلتا گیا تو وہ عورت اُس کے پیچھے جاتی ہے اور اُس سے التجا کرنا جاری رکھتی ہے۔ شاگردوں کو اُس عورت کے ضدی پن پر غصہ آ رہا تھا اور اُنہوں نے یسوع سے کہا کہ اسے واپس بھیج دے۔ اُنہیں اُس عورت پر بالکل بھی ترس نہ آیا۔ اُنہوں نے دیکھا کہ اُن کا آقا اس عورت سے کچھ انداز میں بات نہیں کر رہا اور اُنہوں نے یہ سمجھ لیا کہ یہودیوں کا کنعانی

لوگوں کے ساتھ تعصب والا رویہ یسوع کی نظر میں قابل قبول ہے۔ مگر اُس عورت نے تو ایک رحمدل نجات دہندہ کے سامنے اپنی التجا رکھی تھی اور جواباً اُس کے شاگرد اُسے کہتے ہیں کہ اس عورت کو بھیج دے، یسوع نے اُس عورت کو یوں جواب دیا ”میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔“ اگرچہ یہ جواب یہودیوں کے تعصب کے عین مطابق تھا مگر اس میں شاگردوں کو تنبیہ بھی کی گئی جسے شاگردوں نے بعد میں سمجھا تھا کہ اُس کے کہنے کا مطلب کیا ہے یعنی یسوع تو اُن سب لوگوں کو بچانے کے لیے آیا ہے جو اُسے قبول کرتے ہیں۔ جنہوں نے بھی نجات دہندہ کو ملنے کی کوشش کی، اُس کی باتوں پر ایمان رکھا تو وہ ایسی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی مانند تھے جنہیں وہ ڈھونڈنے کے لیے آیا تھا۔

جب یسوع نے اُس کی بات پر توجہ کی تو اس سے اُس عورت کی حوصلہ افزائی ہوئی، اگرچہ ان الفاظ کو سُن کر اُس کے ذہن میں کوئی اُمید پیدا نہیں ہوتی اور اب وہ یسوع کے قدموں میں گر کر یوں پکارتے ہوئے اپنا مسئلہ مزید پُر زور انداز میں بیان کرتی ہے ”اے خداوند ابنِ داؤد مجھ پر رحم کر۔ ایک بد رُوح میری بیٹی کو بہت ستاتی ہے۔“ یسوع یہودیوں جیسے تعصب کے ساتھ اُس کی درخواست کو ماننے سے انکار کرتا ہے اور اُسے یوں جواب دیتا ہے ”لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینا اچھا نہیں۔“ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ خدا کی برکات اتنی فضول نہیں ہیں کہ اُنہیں خدا کے منظورِ نظر لوگ بنی اسرائیل سے باہر کے اجنبی اور بیگانے لوگوں میں بانٹتے پھریں۔ اس جواب سے ایسے لوگوں کی حوصلہ شکنی ہوئی ہوگی جو کم وفادار تھے۔ ایسا سُن کر بہت سے لوگ ہمت ہار بیٹھے ہوں گے اور اُنہیں اپنی تحقیر محسوس ہوئی ہوگی مگر اُس عورت نے بڑے عاجزانہ انداز میں یوں جواب دیا ”ہاں خداوند کیونکہ کُتے بھی اُن ٹکڑوں میں سے کھاتے ہیں جو اُن کے مالکوں کی میز سے گرتے ہیں۔“

جب خاندانی ضیافتوں کا اہتمام کیا جاتا ہے تو کھانے کے دوران وہاں پر کچھ گٹڑے زمین پر بھی گر جاتے ہیں اور اُنہیں کتوں کو ڈال دیا جاتا ہے۔ وہ اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ بے شک وہ ایسے جانور کی مانند ہے جو شکر گزاری کے ساتھ اپنے مالک کی میز سے گرے ہوئے ٹکڑوں پر گزارہ کرتا ہے۔ جب کہ بہت سی نعمتیں اور برکتیں رکھنے والے خدا کے منظورِ نظر لوگ تو یہ نہیں چاہتے تھے کہ یسوع دوسروں کو اُن برکات میں

سے کوئی بھی برکت مفت دے۔ اگرچہ وہ اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ وہ اتنی اچھی نہیں ہے مگر پھر بھی وہ یسوع سے ایک ٹکڑے کی التجا کرتی ہے۔ ایسا ایمان اور ثابت قدمی لا جواب تھی۔ خدا کے منظور نظر لوگوں میں سے بہت کم لوگ نجات دہندہ کی بخشش اور قدرت کو اس حد تک سراہتے تھے۔

یسوع ابھی ابھی یروشلم سے اس لیے یہاں آیا تھا کیونکہ وہاں پر فقیہی اور فریسی اُس کے جان کے خواہاں تھے لیکن یہاں اُس کی ملاقات ایک بدنصیب اور رد کی ہوئی قوم کی عورت سے ہوتی ہے جسے خدا کے کلام کے مطابق اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا، اس کے باوجود وہ خود کو مسیح کی الہی قدرت کے سپرد کرتی ہے اور وہ یہ ایمان رکھتی ہے کہ یسوع اُس کی درخواست کا جواب دینے کی قدرت رکھتا ہے۔ اُسے اپنی قومیت یا مذہب پر کسی قسم کا تعصب یا غور نہیں تھا اور وہ بلا مشروط اس بات کو تسلیم کر لیتی ہے کہ یسوع ہی نجات دہندہ ہے اور وہ اِس کی درخواست کو پورا کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ نجات دہندہ مطمئن ہو جاتا ہے، اُس نے اُس عورت کے ایمان کو پرکھ لیا تھا اور اب وہ اُس کی درخواست کا جواب دیتا ہے اور شاگردوں کو ایک مکمل سبق مہیا کرتا ہے۔ ترس اور محبت کے ساتھ وہ اُس عورت کی طرف متوجہ ہو کر یوں کہتا ہے ”اے عورت تیرا ایمان بہت بڑا ہے۔ جیسا تو چاہتی ہے تیرے لئے ویسا ہی ہو۔“ اُسی لمحے اُس کی بیٹی تندرست ہو گئی اور اُسے تنگ کرنے والی بدروح چھوڑ گئی۔ وہ عورت اپنے نجات دہندہ کی بات مان کر وہاں سے چلی جاتی ہے اور وہ اپنی درخواست کے جواب پر بہت خوش ہوتی ہے۔

وہاں پر یسوع نے صرف یہی ایک معجزہ کیا۔ اسی لیے وہ صور اور صیدا کے علاقے کو گیا تھا۔ وہ اُس عورت کی بیماری بیٹی کو تندرست کرنا چاہتا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ ایک مثال بھی قائم کرنا چاہتا تھا کہ اُس نے رد کئے ہوئے لوگوں پر بھی رحم کیا تاکہ اپنے شاگردوں کو ایسا سبق سکھائے جسے وہ بعد میں بھی یاد رکھیں۔ وہ اُن کی رہنمائی کرنا چاہتا تھا کہ اُس کے شاگرد یہودی لوگوں کے علاوہ بھی دوسروں میں خدمت کا کام کرنے میں دلچسپی لیں۔ مسیح کے اس کام نے اُس کے شاگردوں کی سوچ کو وسیع کر دیا تاکہ وہ غیر اقوام میں بھی خدمت کا کام کریں۔ اس کے بعد جب شاگردوں نے بھرپور ثابت قدمی سے یسوع کو دنیا کا نجات دہندہ قرار دیا اور جب مسیح کے مرنے پر یہودیوں اور غیر اقوام کے درمیان حائل دیوار گرا دی گئی تو اس سبق سے یہ ظاہر ہو گیا کہ

انجیل کا کام صرف رسم و رواج یا کسی خاص قوم تک محدود نہیں ہے بلکہ مسیح کے نمائندے ہوتے ہوئے انہیں دوسروں میں بھی منادی کا کام کرنا چاہیے۔

یسوع طوفان کو تھما دیتا ہے

یسوع دن بھر تعلیم اور شفا دیتا رہا اور اُس کی شدید خواہش تھی کہ وہ وہاں سے جائے اور اپنے شاگردوں سمیت کہیں تنہائی میں آرام کریں۔ لہذا وہ انہیں کہتا ہے کہ آؤ جھیل کے پار چلیں۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی نیا خدمتی کام شروع کرتا ایک فقہی اُس سے یوں بات چیت کرنا شروع کر دیتا ہے کہ اُس کے لیے یسوع کی باتیں سچائی کے انمول موتیوں کی مانند ہے جو پوشیدہ خزانوں سے بھی کہیں قیمتی ہیں۔ اپنی تاریک سوچ کے ساتھ اُس فقہی نے یہ سمجھا کہ یسوع اپنے پیروکاروں کو زمینی خزانے دینے کے لیے آیا ہے۔ پھر وہ یہوداہ کی مانند بڑی تمنا کے ساتھ یوں کہتا ہے ”اے اُستاد جہاں کہیں تُو جائے گا میں تیرے پیچھے چلوں گا۔“ نجات دہندہ نے اُس کے دلی خیالات کو پڑھ لیا اور اُس نے یہوداہ کی مانند اُسے بھی یہ جواب دیا ”تو مڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے مگر ابنِ آدم کے لئے سردھرنے کی بھی جگہ نہیں۔“ جب اِس یہودی اُستاد نے یسوع کی پیروی کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو اِس میں اُس کا ذاتی مفاد شامل تھا۔ وہ اُس بات کا امیدوار تھا کہ نجات دہندہ بہت جلد اِس زمین پر اپنی بادشاہی قائم کرے گا اور اُس بادشاہی میں یسوع کے شاگردوں کو دولت اور اعلیٰ منصب حاصل ہوگا کیونکہ اِسی دولت مندی کے بارے میں یسوع نے اُن سے بات کی تھی۔ لیکن دُنیاوی لالچ اور ہوس میں اندھا ہو کر اُس نے نجات دہندہ کی باتوں کی غلط تشریح کر لی تھی۔

اگر مسیح خود غریب نہ ہوتا اور یہ بات ہوتی کہ غریب اور عاجز لوگ ہی اُس کی حضوری میں عزت پائیں گے تو بہت سے لوگ اُس کے ساتھ جُڑ جاتے اور اُس کے نام کی وڈیائی کرتے۔ اگر وہ شاگردوں کو اعلیٰ عہدے اور دولت مہیا کرتا تو پھر وہ مغرور فریسی، سردار کاہن اور فقہی اُسے بڑی خوشی کے ساتھ قبول کر لیتے۔ اگر آج بھی سچائی کو قبول کرنے کے لیے خودی کا انکار کرنا نہ پڑے تو بہت سے لوگ سچائی کو قبول کر لیں۔ اگر مسیح کی حکومت ہوتی تو بہت سے لوگ اُس کی فوج میں بھرتی ہو سکتے ہیں۔ لیکن عاجزی اور زمینی اجر کے حصول کا لالچ کیے بغیر اُس کی پیروی کرنا اِس باتوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ جب یسوع نے اُس فقہی کو ڈانٹا تو ایسے لوگ

بھی اُس کی مانند پس ہمت ہو کر چلے جاتے ہیں۔

لوگوں کو وہاں سے رخصت کرنے کے بعد یسوع اور اُسکے شاگرد کشتی پر بیٹھ کر جھیل کی دوسری طرف چلے جاتے ہیں، دوسری جانب صحرائی علاقہ تھا لیکن اسی وجہ سے تو وہ لوگوں سے دُور جا کر وہاں پر آرام کرنا چاہتے تھے۔ بہر حال جب وہ وہاں سے جا رہے تھے تو بہت سے لوگ یسوع کی باتیں سُننے کے لیے کشتیوں میں سوار ہو کر یسوع کے پیچھے ہو لئے۔

چونکہ نجات دہندہ کافی دیر خدمت کرنے کے بعد اب تھک چکا تھا اور اب وہ کچھ دیر کے لیے لوگوں سے جُدا ہو کر آرام کرنا چاہتا تھا، اُس تھکن کی وجہ سے یسوع کشتی میں ہی لیٹ گیا اور گہری نیند سو گیا۔ کچھ دیر بعد ہی پُر سکون اور خوشگوار موسم تبدیل ہو گیا۔ آسمان پر گہرے بادل چھا گئے اور اتنا شدید طوفان آیا کہ کشتی سمندر کی لہروں میں چھپ گئی۔ سورج غروب ہو چکا تھا اور اندھیرا چھا گیا۔ اتنی شدید لہریں کشتی سے ٹکرا رہی تھیں کہ یوں محسوس ہو رہا تھا بہت جلد یہ کشتی کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گی۔ پہلے تو وہ ایک پہاڑ کی طرح بلند ہو کر آتیں اور پھر وہ اچانک سے سمندر میں غرق ہو جاتیں، ان کی وجہ سے کشتی بچکولے کھا رہی تھی۔ بالآخر معلوم ہوا کہ کشتی میں بہت زیادہ پانی بھر چکا ہے اور یہ پانی بڑی تیزی سے کشتی میں جمع ہو رہا تھا۔ اب تو کشتی پر سوار سبھی پریشانی اور الجھن میں مبتلا ہو چکے تھے اور یوں دکھائی دے رہا تھا کہ وہ بڑھتی ہوئی پانی کی لہروں کی نظر ہو جائیں گے۔ باہمت اور مضبوط ماہی گیر اس طرح کے حالات پر قابو پانے کی بھرپور مہارت رکھتے تھے مگر سمندر کے ایسے بدلتے ہوئے حالات میں اُنہیں اس بات کی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ ایسے مشکل حالات میں وہ کیا کریں اور جب اُنہوں نے کشتی کو ڈوبتے ہوئے دیکھا تو وہ اور بھی مایوس ہو گئے۔

وہ اپنے آپ کو اور کشتی کو ڈوبنے سے بچانے میں اتنے مصروف ہو چکے تھے کہ اُنہیں یہ بات یاد نہ رہی کہ یسوع بھی اُن کے ساتھ کشتی میں موجود ہے۔ لیکن جب اُن کی ہمت جواب دے گئی اور اُنہوں نے سوچا کہ اب وہ مکمل طور پر ہار چکے ہیں تو اُنہیں یاد آیا کہ یسوع ہی تو ہے جس نے اُنہیں سمندر پار کرنے کو کہا تھا۔ پریشانی کے عالم میں وہ اُس کے پاس جاتے ہیں اور اُنہیں یاد آیا کہ ایک مرتبہ یسوع نے اُنہیں کس طرح سے ایک مشکل سے نکالا تھا۔ وہ اُسے یوں پکارتے ہیں ”صاحب صاحب“، مگر تیز طوفان کی آواز میں اُن کی

آواز مدھم سی سُنائی دیتی ہے اور اُنہیں کوئی جواب نہیں ملتا۔ پانی کی لہریں اُن سے ٹکرا رہی تھیں اور ہر کوئی تباہی کے خطرے میں تھے۔

اُن پر مایوسی چھائی ہوئی تھی اور وہ پھر سے یسوع کو پکارتے ہیں مگر اتنے شدید طوفان میں بچانے والے کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملتا۔ کیا اُن کے آقا نے اُنہیں چھوڑ دیا تھا؟ کیا وہ ان اُٹھتی ہوئی لہروں میں سے ہو کر جا چکا تھا اور شاگردوں کو یہاں ہی چھوڑ گیا تھا؟ اُنہیں یاد آیا کہ ایک مرتبہ وہ پانی پر چل کر آیا تھا اور اُس نے اُنہیں مرنے سے بچایا تھا۔ کیا ابھی اُس نے اُنہیں اس شدید طوفان میں ہی چھوڑ دیا تھا؟ اُنہوں نے بڑی بے تابی سے اُسے ڈھونڈا کیونکہ اب وہ اپنے زور بازو سے خود کو بچا نہیں سکتے تھے۔ طوفان اس قدر بڑھ گیا کہ کشتی کو سنبھالنے سے متعلقہ اُن کی سبھی کوششیں رائیگاں گئیں، اب اُن کی واحد اُمید صرف یسوع ہی تھا۔ پھر اچانک سے آسمانی بجلی کی روشنی میں اُنہوں نے دیکھا کہ یسوع تو بغیر کسی شور اور ہلچل کی پرواہ کئے سوراہے۔

وہ اُس کی طرف بھاگے اور اُس کی طرف جھک کر درد بھری آواز میں اُسے یوں کہا ”اے اُستاد کیا تجھے فکر نہیں کہ ہم ہلاک ہوئے جاتے ہیں؟“ یسوع بڑے آرام کے ساتھ سوراہا تھا جبکہ شاگرد غم کی حالت میں تھے اور موت کا سایہ اُن کے سروں پر منڈلا رہا تھا اور وہ اس شدید طوفان سے بچنے میں انتھک محنت بھی کر چکے تھے۔ اُن کی آہ بکا کُسن کر یسوع نیند سے جاگ اُٹھا۔ جب وہ بھاگ کر ایک مرتبہ پھر سے کوشش کرتے ہیں تو یسوع کھڑا ہوتا ہے۔ وہ بڑے باوقار انداز میں بیچارے ماہی گیروں کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے تاکہ طوفان، اُٹھتی ہوئی لہروں اور چمکتی ہوئی خوفناک بجلی کو ساکت کرے۔

زیادہ تر وہ اپنا ہاتھ پُر فضل کاموں کے لیے اُٹھاتا ہے اور اب وہ اپنا ہاتھ اُٹھا کر یوں کہتا ہے ”تھم جا!“ طوفان رُک جاتا ہے اور چلتی ہوئی لہریں ساکت ہو جاتی ہیں۔ بادل چھٹ جاتے ہیں اور ستارے چمکنا شروع ہو جاتے ہیں اور کشتی بڑے آرام کے ساتھ سمندر میں چلنا شروع کر دیتی ہے۔ پھر یسوع اپنے شاگردوں سے مخاطب ہو کر اُنہیں یوں ڈانٹتا ہے ”تُم کیوں ڈرتے ہو؟ اب تک ایمان نہیں رکھتے؟“

شاگردوں پر ایک قسم کا سکتہ طاری ہو گیا۔ کسی نے کچھ بھی نہ کہا یہاں تک کہ جذباتی پطرس بھی دلی طور پر اتنا حیران ہوا کہ کچھ نہ کہہ سکا۔ جن کشتیوں نے یسوع کا پیچھا کرنا شروع کیا تھا اُنہیں بھی شاگردوں کی

مانند اسی طوفان کا سامنا کرنا پڑا۔ لوگوں پر خوف اور مایوسی چھا گئی تھی مگر یسوع کے حکم نے ایک لمحے میں سب کچھ ساکت کر دیا۔ ہر قسم کا خوف جاتا رہا کیونکہ اُن پر سے یہ خطرہ ٹل چکا تھا۔ طوفان کی شدت نے اُن کشتیوں کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا اور اُن کشتیوں پر سوار بھی لوگوں نے یسوع کے اس معجزے کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ وہ نہایت ڈر گئے اور آپس میں یوں کہنے لگے ”یہ کون ہے کہ ہوا اور پانی بھی اُس کا حکم مانتے ہیں؟“ لوگ اس شاندار واقعہ کو دیکھ کر کبھی بھی اسے بھلا نہ سکے۔ خدا کے بچے اس باوقار واقعے پر حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

جب اُسے خوف زدہ ماہی گیروں نے جگایا تو حالات کو دیکھ کر نجات دہندہ کو کسی قسم کا کوئی خوف محسوس نہ ہوا بلکہ وہ تو اپنے شاگردوں پر خفا ہوا جنہوں نے پریشانی کے وقت بے ایمانی کا مظاہرہ کیا تھا۔ اُس نے اُن کے خوف کی اصلاح کی کیونکہ اس سے اُن کی بے ایمانی کا اظہار ہوتا ہے۔ اُنہیں خطرہ آتے ہی اُسے پکارنا چاہیے تھا اور اُس نے اُن کی اس پریشانی کو دُور کر دینا تھا۔ مگر خود کو بچانے کی کوشش میں وہ کشتی میں موجود یسوع کو بھول گئے۔ کتنے ہی لوگ اپنی زندگی کے مسائل، مشکلات اور خطرات پر قابو پانے کے لیے خود ہی لڑتے رہتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ اس دوران صرف ایک ہی ہستی اُن کی مدد کر سکتی ہے۔ وہ اپنی قوت اور اہلیت پر تب تک بھروسہ کرتے ہیں جب تک وہ پس ہمت اور حوصلہ شکن نہیں ہو جاتے پھر وہ یسوع کو یاد کرتے ہیں اور اُسے مدد کو پکارتے ہیں۔ اگرچہ وہ دُکھ کے ساتھ اُن کی بے اعتقادی اور خود اعتمادی پر اُنہیں ڈانٹتا ہے مگر وہ اُن کی پکار سننے اور اُنکی مدد کرنے سے کبھی انکار نہیں کرتا۔

اٹھتی ہوئی لہروں کے دوران تنھکے ہارے ماہی گیروں کو یاد رکھنا چاہیے تھا کہ اُن مشکل حالات کے دوران یسوع اُن کے ساتھ موجود تھا پھر اُسی کی آواز نے طوفان کو تھم جانے کا حکم صادر فرمایا اور طوفانی لہروں نے اُس کا حکم مانا اور یوں اُس کے وفادار پیروکار بچ گئے۔ جب لہریں ہم سے ٹکراتی ہیں اور ایسی خطرناک بجلی چمکتی ہے جس سے ہمیں بہت ڈر لگتا ہے تو ہم اپنی پریشانی کے عالم میں اس بات کو یاد رکھیں کہ یسوع ہمارے ساتھ کشتی پر موجود ہے۔ وہ ہماری آہ و زاری سُنتا ہے اور وہ اپنے وفاداروں کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔

چاہے ہم خشک زمین پر ہوں یا سمندر میں ہوں، سورہے ہوں یا چل رہے ہوں اگر نجات دہندہ

ہمارے دلوں میں ہے تو ہمیں کسی قسم کے خطرے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ایمان سے بھرپور دُعا کا ہمیشہ جواب ملتا ہے۔ ہمیں ڈانٹا جاسکتا ہے کیونکہ ہم اپنی پریشانی کے آغاز میں اُسے نہیں پکارتے لیکن اس کے باوجود وہ ہماری درخواستوں کا جواب دے گا، ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے طور پر کوششیں کرتے ہوئے تھک ہار چکے ہوں۔ نجات دہندہ پر زندگی بخش ایمان رکھنے سے زندگی کا سمندر تھم جاتا ہے اور وہی بہترین انداز میں ہمیں ہر طرح کے خطرے سے چھٹکارہ دے گا۔

قبروں میں رہنے والے مرد

پانی پر سفر کرنے والی رات کا اختتام ہوا اور یسوع اور اُس کے شاگرد صبح سویرے ساحل پر پہنچے، اُن کے ساتھ وہ لوگ بھی شامل تھے جو اُن کے پیچھے آرہے تھے۔ لیکن جونہی وہ ساحل پر اُترنے لگے تو بدروح گرفتہ دو آدمی بڑے غصے سے اُن کی طرف آئے اور اُن پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ قید سے آزادی پانے کے لیے اُنہوں نے زنجیروں کو توڑ دیا تھا اور اُن کے کچھ حصے ابھی بھی اُن کے ہاتھوں اور پاؤں پر تھے۔ وہ اپنے ہاتھ میں آنے والے ہر قسم کے پتھروں اور دوسری خطرناک چیزوں سے خود کو نقصان پہنچاتے تھے۔ وہ قبروں میں رہتے تھے اور وہاں سے گزرنے والا کوئی بھی اُن سے بچ نہیں پاتا تھا کیونکہ غضب ناک بدروحوں کی مدد سے وہ جلدی سے لوگوں پر حملہ آوار ہوتے اور اُنہیں قتل کر دیتے تھے۔ اُن کے چہرے اور سر کے بال بڑھے ہوئے تھے اور وہ انسانوں کی بجائے حیوان دکھائی دیتے تھے۔

جب شاگردوں اور دوسرے لوگوں نے دیکھا کہ یہ خطرناک مخلوق حملہ آوار ہونے کے لیے ان کی طرف آرہی ہے تو وہ خوف کے مارے بھاگ اُٹھے۔ اس وقت اُنہوں نے دیکھا کہ اب تو یسوع اُن کے ساتھ نہیں ہے اور اُنہوں نے اُسے ڈھونڈنا شروع کر دیا۔ اُنہوں نے غور سے دیکھا کہ یسوع تو وہیں تھا جہاں پر اُنہوں نے اُسے چھوڑا تھا۔ جس نے طوفان کو تھما دیا، جس کا سامنا شیطان سے ہوا اور اُس نے شیطان پر غلبہ پالیا وہ تو اُن بدروحوں کے ڈر سے بالکل نہیں بھاگتا تھا۔ وہ آدمی اپنے دانت پیس رہے تھے اور اُن کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی، جب وہ یسوع سے چند قدم کے فاصلے پر تھے تو یسوع اپنا وہ ہاتھ اُن کی طرف بڑھاتا جس سے اُس نے لہروں کو تھمایا تھا، تو وہ لوگ مزید نزدیک نہیں آتے۔ وہ اُس کے سامنے شدید غصے میں مگر بے یار و مددگار کھڑے ہوئے تھے۔

بااختیار انداز میں وہ اُن بدروحوں کو اُن آدمیوں میں سے نکل جانے کا حکم دیتا ہے۔ یسوع کے ان الفاظ سے اُن لوگوں میں اس بات کا احساس پیدا ہوا کہ جو ہستی اُن کے پاس آئی ہے وہ انہیں اُن بدروحوں

سے رہائی دلا سکتی ہے جو انہیں اذیت دیتی ہیں۔ وہ یسوع کے قدموں میں گر پڑتے ہیں اور اُس کی تعجید کرتے ہیں۔ لیکن جب انہوں نے یسوع کے پُر فضل رحم کو بیان کرنے کے لیے بولنے کی کوشش کی تو اُن کے اندر سے وہ بد رُوحیں بولیں اور یوں چلا اُنھیں ”اے یسوع خدا تعالیٰ کے فرزند مجھے تجھ سے کیا کام؟ تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں مجھے عذاب میں نہ ڈال۔“

یسوع نے اُس سے پوچھا ”تیرا نام کیا ہے؟“ جواب ملا ”میرا نام لشکر ہے کیونکہ ہم بہت ہیں۔“ اُن آدمیوں کے ذریعے وہ یسوع سے مخاطب ہوتی ہیں اور یسوع سے درخواست کرتی ہیں کہ ہمیں اس علاقہ سے باہر نہ بھیج بلکہ ہمیں نزدیک چرتے ہوئے سوروں کے غول میں بھیج دے۔ اُن کی درخواست مان لی جاتی ہے لیکن جونہی وہ سوروں کے غول میں جاتیں ہیں تو وہ غول کڑاڑے پر سے جھپٹ کر جھیل میں گر کر ڈوب مرتا ہے۔ اُن آدمیوں کو اچھی طرح سے ہوش آ جاتی ہے۔ اُن کی آنکھوں میں پہلے ڈر اور خوف تھا مگر اب اُن کی آنکھیں مطمئن دکھائی دیتی تھیں۔ پہلے اُن کی صورتیں شیطان کی مانند بھدی دکھائی دیتی تھیں مگر اب وہ خوبصورت دکھائی دیتی تھیں، خون آلودہ ہاتھ اب بے ضرر ہو گئے تھے اور وہ آدمی بد رُوحوں کی غلامی سے رہائی پانے پر خداوند کی تعجید کر رہے تھے۔

بد رُوحوں کی طرف سے یسوع کو یہ درخواست کرنا کہ اُنہیں سوروں کے غول میں بھیج دیا جائے، اس بات میں شیطان کا مقصد یہ تھا کہ اُس علاقے میں یسوع کے کام میں رکاوٹ ڈالی جائے۔ سوروں کے غرق ہونے سے اُن کے مالکوں کو کافی نقصان ہوا اور دشمن اس بات پر مطمئن تھا کہ اس واقعے کی وجہ سے اُس علاقے کے لوگ یسوع کو پسند نہیں کریں گے۔ سوروں کی رکھوالی کرنے والوں نے یہ سارا ماجرا بڑی حیرانگی سے دیکھا۔ اُنہوں نے دیکھا کہ وحشی انسان اچانک سے ذی شعور اور سمجھدار بن چکے ہیں اُنہوں نے سوروں کا سمندر میں گرنا اور ڈوب مرنا بھی دیکھا تھا۔ اُن سے ان کے مالکوں کو اس نقصان کی وجہ پوچھنی تھی اور فوری طور پر وہ اپنے مالکوں اور دوسرے لوگوں کو یہ خبر دینے کو بھاگ گئے۔ مالکوں کی نظر میں اُن دو وحشی آدمیوں کی شفا یابی کی خوشی سے بڑھ کر اُن کا یہ نقصان زیادہ اہمیت رکھتا تھا، لیکن اب شفا پانے والے وہ آدمی دوسروں کے لیے خطرہ نہیں تھے اور نہ ہی اُنہیں کسی قسم کی بیڑیوں اور زنجیروں میں باندھنے کی ضرورت تھی۔

ان خود غرض لوگوں کو اس بات کا احساس نہیں تھا کہ بیچارے دو لوگوں کو آزادی ملی ہے اور وہ بڑے آرام اور سکون کے ساتھ یسوع کے قدموں میں بیٹھے ہوئے اُس کی باتیں سُن رہے ہیں اور اپنی تندرستی کے لیے یسوع کی شکرگزاری کر رہے ہیں اور اُس کے نام کی تعجید کر رہے ہیں۔ اُنہیں تو صرف اپنے نقصان کی فکر تھی اور وہ اس فکر میں بھی تھے کہ اگر یہ شخص مزید ہمارے درمیان رہا تو ہمیں اس سے بھی بڑے نقصانات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ وہاں پر ایک قسم کی ہلچل مچ گئی کیونکہ وہاں کے لوگوں نے اپنے معاشی نقصان پر زیادہ توجہ دی۔ کچھ لوگوں نے یسوع کے پاس آکر اُسے اپنے نقصان کے متعلق بتایا اور اُسے درخواست کرنے لگے کہ ہمارا علاقہ چھوڑ جائے۔ وہ بڑی حیرت سے اُن آدمیوں کو دیکھ رہے تھے جو اب شفا پا چکے تھے اور یسوع کے ساتھ سمجھدارانہ گفتگو کر رہے تھے۔ وہ اُنہیں اچھی طرح سے جانتے تھے کیونکہ کافی عرصے سے وہ لوگوں کے لیے خوف کا سبب بنے ہوئے تھے۔ لیکن اُن لوگوں کی نظر میں اپنے ذاتی مفادات ان آدمیوں کی معجزانہ شفابی سے کہیں اہم تھے۔ اُنہیں اپنے مفادات مکمل طور پر خطرے اور نقصان میں دکھائی دے رہے تھے اور یسوع کے مخالفین بھی اُنہیں ایسا کرنے پر بھڑکاتے ہیں۔ وہ لوگ یسوع کو اپنے علاقے سے نکل جانے کو کہتے ہیں۔ نجات دہندہ اُن کے کہنے پر فوری طور پر اپنے شاگردوں سمیت کشتی پر سوار ہوتا ہے اور اُن کو اُن کے لالچی اور بے ایمانی والے حال میں ہی چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔

جن آدمیوں سے اُس نے بد رُحوں کو نکالا تھا وہ اُن کے سامنے اُس کی قدرت اور رحم کی زندہ مثال کھڑے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ بد رُوح گرفتہ آدمی اب بالکل تندرست ہو چکے ہیں لیکن وہ اپنے ذاتی مفادات کے نقصان کے خطرے کو اتنا زیادہ محسوس کر رہے تھے کہ جس نجات دہندہ نے اُن کے سامنے تاریکی کے شہزادے کو جھڑکا تھا اُنہوں نے اُس کے ساتھ بن بلائے مہمان جیسا سلوک کیا اور اُنہوں نے آسمانی برکات کا رُخ اپنی طرف سے دوسری جانب موڑ دیا اور اُنہوں نے اُس کے فضل کو رد کر دیا۔ اُن لوگوں کی مانند آج ہم تو مسیح سے اپنا رُخ بدل نہیں سکتے مگر ان دنوں بھی ایسے بہت سے لوگ ہیں جو یسوع کی تعلیمات کو ماننے سے اس لیے انکار کرتے ہیں کیونکہ ایسا کرنے کے لیے اُنہیں اپنے دُنیاوی مفادات کی قربانی دینی پڑے گی۔ اُن خود غرض لوگوں نے یسوع کے فضل کو رد کر دیا اور اسی وجہ سے خدا کا رُوح اُن کے پاس سے چلا

گیا۔ ایسے لوگوں پر یہ بات لاگو ہوتی ہے ”تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے۔“

کچھ لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یسوع کے اس طریقہ کار کی وجہ سے ہی اُس علاقے کے لوگ اُس کی تعلیم سُننے سے محروم رہ گئے کیونکہ یسوع کا اس طرح سے اپنی قدرت کا مظاہرہ کرنے سے وہ لوگ اُس کی تعلیم سُننے سے محروم رہ گئے اور وہ اُس کے جلال سے محروم ہو گئے۔ مگر ایسی سوچ والے لوگ نجات دہندہ کے منصوبوں سے لاعلم رہتے ہیں۔ جب وہاں کے لوگوں نے یسوع کو وہاں سے چلے جانے کو کہا تو بدردحوں سے رہائی پانے والے آدمیوں نے بھی اُس سے ایک درخواست کی تھی۔ اُن کی درخواست یہ تھی کہ وہ اپنے نجات دہندہ کے ساتھ جانا چاہتے تھے۔ کیونکہ اُس کی حضوری میں رہتے ہوئے اُنہیں اُن بدردحوں سے تحفظ کا احساس ہوتا تھا جو ان کی زندگیوں کو تباہ و برباد کر رہی تھیں۔ جب وہ واپس جانے کے لیے کشتی میں سوار ہونے والا تھا تو وہ اُس کے پاس گئے، اُس کے آگے جھکے اور اُس سے منت کرنے لگے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ لے جا اور ہمیں سچائی کی تعلیم دے۔ مگر یسوع نے اُنہیں واپس جانے کا حکم دیا اور کہا کہ اپنے گھر اور دوستوں میں جا کر خداوند کے عظیم کاموں کی منادی کریں۔

اُنہیں ایک کام سونپا گیا یعنی وہ اپنے بت پرست گھر میں جائیں اور جو روشنی اُنہیں یسوع سے حاصل ہوئی ہے اُسے اپنے دوستوں تک بھی پہنچائیں۔ اُنہوں نے یہ درخواست بھی کی ہوگی کہ اتنی جلدی اپنے نجات دہندہ کو یوں چھوڑنا اُن کے لیے بڑا مشکل امر ہے اور یوں مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنے کی بجائے وہ یسوع کے ساتھ رہنے کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں کیونکہ تجویز کردہ کام کرنے میں اُنہیں ایسے حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اُنہوں نے یہ بھی درخواست کی ہوگی کہ چونکہ وہ کافی عرصے سے لوگوں سے دُور رہے ہیں لہذا یہ کام اُن کے لیے مشکل ہے۔

لیکن ان باتوں کے برعکس جب یسوع نے اُنہیں یہ کام سونپا تو اُنہوں نے اس کام کو کرنے کے لیے تیار تھے۔ پھر اُنہوں نے نہ صرف اپنے گھرانے اور ہمسایوں میں یسوع کی گواہی دی بلکہ اُنہوں نے دیکھنے کی غیر اقوام میں یسوع کی بچانے اور بدردحوں کو نکالنے والی قدرت کی منادی بھی کی۔ اس علاقے کے لوگوں نے نجات دہندہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا کیونکہ اُس کی وجہ سے اُنہیں مالی نقصان ہوا تھا اس کے

باوجود انہیں تاریکی میں نہ چھوڑا گیا کیونکہ انہوں نے یسوع کی تعلیم کو رد کرنے والا گناہ نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے تو ابھی اُس کا کلام سنا ہی نہیں تھا اس لیے کہ انہوں نے یسوع کو اپنے علاقے سے چلے جانے کو کہہ دیا تھا۔ اُن کے کانوں میں زندگی بخش کلام نہیں پڑا تھا۔ لہذا یسوع نے ایسے آدمیوں کو اس کام پر معذور کیا جو شیطان کے چیلہ رہ چکے تھے کہ وہ جہالت میں پڑے ہوئے لوگوں تک وہ روشنی پہنچائیں جو اُن کے پاس تھی۔ جو لوگ کافی عرصہ سے تاریکی کے شہزادے کے نمائندے رہ چکے تھے، وہ اب سچائی کا ذریعہ اور خدا کے بیٹے کے خادم بن چکے تھے۔

جب لوگوں تک ان معجزات کی خبریں پہنچی تو وہ دنگ ہو گئے۔ وہ اُس بادشاہی کا حصہ بننے کے خواہش مند اور طلبگار بن گئے جس کے بارے میں یسوع نے سکھایا تھا۔ اُن کے درمیان رونما ہونے والے اس معجزے سے بڑھ کر انہیں اور کوئی بات بھی اس قدر متاثر نہیں کر سکتی تھی۔ انہیں تو صرف دُنیوی مفادات کی فکر تھی اور انہیں اپنی ابدی زندگی کی اتنی فکر نہیں تھی۔ یسوع اُن کے مادی مفادات کی نسبت اُن کی ابدی بھلائی چاہتا تھا۔ اُس نے ابلیس کی درخواست پوری کی تھی اور اس کے نتیجے میں لوگوں کا مالی نقصان ہوا۔ اس نقصان کی وجہ سے لوگوں کا غصہ بھڑک اُٹھا اور لوگوں کا دھیان یسوع پر پڑا۔ اگرچہ انہوں نے یسوع کو وہاں سے چلے جانے کو کہا لیکن وہ ان شفا پانے والے لوگوں کو ملے اور اُن کی باتیں سُنیں۔ جب لوگوں کے لیے خوف کا باعث بننے والے یہ لوگ سچائی کے پیامبر بن گئے اور انہوں نے یسوع کے نجات کے متعلق تعلیم دی تو انہوں نے اپنے علاقے میں بھرپور انداز میں اس بات کی منادی کی کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے۔

انہوں نے یسوع کو اپنے علاقے سے بھیج دیا کیونکہ وہ مزید اپنا مالی نقصان نہیں چاہتے تھے، اس کے باوجود جن لوگوں نے یسوع کے ساتھ جھیل کو پار کیا تھا انہوں نے وہاں کے لوگوں کو بتایا کہ کیسے گزشتہ شب جھیل میں طوفان آیا اور نجات دہندہ نے اُس طوفان کو کس طرح سے ساکت کر دیا تھا۔ دُنیوی لالچ کے اندھے پن میں انہیں صرف اپنا نقصان ہی دکھائی دے رہا تھا۔ انہوں نے اس بات کو نظر انداز کر دیا کہ اُن کے مابین ایک ایسی ہستی موجود ہے جو اپنی انگلی بڑھا کر سب کچھ کر سکتا ہے، جس کے کہہ دینے یا چھو جانے سے بدروحیں نکل جاتی ہیں اور بیمار شفا پا جاتے ہیں۔ شیطان کا وسیلہ رہنے والے آدمی بطور ثبوت اُن کے سامنے

کھڑے تھے۔ نُور کے شہزادے کا سامنا تاریکی کے شہزادے سے ہوا اور سبھی لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ پہلے کو دوسرے پر فتح حاصل ہوئی۔ یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود بھی اُنہوں نے خدا کے بیٹے کو وہاں سے چلے جانے کو کہا۔ یسوع نے اُن کی بات مان لی کیونکہ جہاں اُسے قبول نہیں کیا جاتا وہ وہاں زبردستی کبھی نہیں ٹھہرتا۔

شیطان خود کو دُنیا کا خدا مانتا ہے، وہ انسانی سوچ کو اپنے زیر اثر لاتا ہے، وہ بدی کی خاطر انسانی ذہن کو اپنے قابو میں کرتا ہے اور وہ متاثر لوگوں کو فساد اور جرائم کے لیے استعمال کرتا ہے۔ وہ اختلافات کا بیج بوتا ہے اور سوچنے سمجھنے والی صلاحیتوں کو معاؤف کر دیتا ہے۔ یسوع کا کام انسان سے اُس کے اختیار کو ختم کرنا ہے۔ تاہم زندگی کے ہر شعبے، گھر، کاروباری معاملات اور کلیسیا میں یسوع کے لیے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور ابلیس کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں۔

اس میں حیرانگی والی کوئی بات نہیں ہے کہ فساد اور جرائم دُنیا میں ہر جگہ بہت بڑھ چکے ہیں اور اخلاقی تاریکی مثلاً موت کا خطرہ سارے شہروں اور لوگوں میں پھیل چکا ہے۔ شیطان بہت سے گھرانوں، لوگوں اور کلیسیاؤں کو اپنے قبضے میں لیے ہوئے ہے۔ وہ اخلاقی جرائم کا حامی ہے اور مختلف قسم کی پریشانیاں لاتا تھا اور لوگوں کو بد سے بدتر جرائم کی طرف دھکیلتا رہتا ہے جب تک وہ مکمل طور پر تباہ و برباد نہیں ہو جاتے۔ اس سے بچاؤ کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ دُعا کے ذریعے اُس کے ان وسائل سے محفوظ رہا جائے کیونکہ اخیر وقت میں وہ گرجنے والے شیرِ ببر کی مانند لوگوں کو ڈھونڈتا پھرتا ہے تاکہ اُنہیں چیر پھاڑ دے۔ یسوع کی موجودگی کے ذریعے شیطان سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔ راستبازی کا سورج رُحوں کے دشمن کی تاریکی کو عیاں کر دیتا ہے اور وہ الہی حضوری سے دُور بھاگ جاتا ہے۔

بہت سے مسیحی دعوے دار دُنیاوی مفاد کی خاطر یسوع کو اپنے ہاں سے نکال دیتے ہیں۔ وہ ہو، ہو اُن لوگوں جیسے الفاظ تو استعمال نہیں کرتے مگر اُن کے کاموں اور مشغلوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے درمیان یسوع کی موجودگی نہیں چاہتے۔ وہ یسوع کے فضل پر دُنیاوی مفاد کو ترجیح دیتے ہیں۔ مالی مفاد کی محبت کے سامنے سے یسوع کی محبت ختم ہو جاتی ہے۔ وہ اُس کی ہدایات پر غور نہیں کرتے، وہ اُس کی تنبیہ کو اہمیت

نہیں دیتے۔ بددیانت اور لالچ پر مبنی چالوں کے ذریعے وہ مبارک نجات دہندہ کو اپنی زندگیوں سے نکل جانے کی درخواست کرتے ہیں۔

یائیر کی بیٹی

جب یسوع اپنے شاگردوں سمیت جھیل کو پار کر کے واپس آیا تو بہت سے لوگ اُس کے منتظر کھڑے تھے اور اُنہوں نے یسوع کو بڑی خوشی سے قبول کیا۔ اُس کی آمد کی خبر ہر سو پھیل گئی تھی اور بہت سے لوگ اُس کی تعلیم سُننے کے لیے وہاں جمع ہوئے تھے۔ امیر اور غریب، اعلیٰ اور ادنیٰ، فریسی، طبیب اور وکیل سبھی اُس کی باتیں سُننے کو بے تاب کھڑے تھے اور اُس کے معجزات دیکھنا چاہتے تھے۔ حسبِ معمول وہاں بہت سے بیمار اور مختلف قسم کی بیماری میں مبتلا لوگ موجود تھے۔

تعلیم اور شفا دینے والا کام کرنے کے بعد یسوع تھک ہار کر لوگوں میں سے نکل کر لاوی کے گھر میں کھانا کھانے کو چلا جاتا ہے۔ مگر لوگ مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا لوگوں اور بدروح گرفتہ لوگوں کو اُس گھر تک لے کر پہنچ جاتے ہیں تاکہ یسوع اُنہیں شفا دے۔ جب وہ کھانا کھانے کو بیٹھا تو عبادت خانے کا سردار یا ئیر آتا ہے اور اُس کے پاؤں میں گر کر اُس سے یوں منت کرتا ہے ”میری چھوٹی بیٹی مرنے کو ہے۔ تُو آ کر اپنے ہاتھ اُس پر رکھ تاکہ وہ اچھی ہو جائے اور زندہ رہے۔“

وہ باپ بڑی پریشانی کی حالت میں تھا کیونکہ اُس کی بیٹی کو ماہر معالجین نے قریب المرگ قرار دے دیا تھا۔ یسوع فوری طور پر اُس والد کے ساتھ چلا جاتا ہے۔ شاگرد اس بات پر حیران ہوئے کہ یسوع اس مغرور سردار کے ساتھ اتنی جلدی جانے کو تیار ہو گیا ہے۔ اگرچہ اُس کا گھر نزدیک ہی تھا مگر وہ آہستہ آہستہ جا رہے تھے کیونکہ بہت سے لوگ اُس پر گرے پڑتے تھے تاکہ وہ طبیب اعظم کو دیکھ سکیں، جس کی اتنی زیادہ دھوم مچی ہوئی ہے، وہ اُس سے ملنا، اُسے دیکھنا چاہتے تھے۔ وہ پریشان باپ لوگوں میں سے یسوع کے لیے راہ بناتا ہوا جاتا ہے اور اس بات کے خوف میں تھا کہ کہیں دیر نہ ہو جائے۔ مگر یسوع لوگوں پر ترس کھاتے ہوئے اور اُن کی رُوحانی تاریکی اور جسمانی بیماریوں پر افسوس کرتے ہوئے ادھر ادھر لوگوں کی پریشانیاں دُور کرتے ہوئے آگے بڑھتا ہے۔ کبھی کبھی تو بے شمار لوگوں کی وجہ سے اُس کا چلنا مشکل ہو جاتا تھا۔

اُس ہجوم میں بیچاری ایک عورت ایسی بھی تھی جو گزشتہ بارہ سالوں سے ایک اذیت ناک بیماری میں مبتلا تھی۔ اُس نے اپنا سارا مال طبیبوں اور اپنے علاج میں لگا دیا تھا تاکہ اُسے اس اذیت ناک بیماری سے شفا مل سکے۔ مگر وہ سب کچھ ضائع ہو گیا کیونکہ اُسے بتایا گیا کہ اُس کی بیماری لاعلاج ہے۔ لیکن جب اُس نے یسوع کے معجزات کے بارے میں سنا تو وہ پُر اُمید ہو گئی۔ اُس کا ایمان تھا کہ اگر وہ یسوع کے پاس جائے گی تو وہ اس پر ترس کھائے گا اور اسے شفا دے گا۔ دُکھ اور کمزوری کے ساتھ وہ جھیل کے کنارے آئی جہاں پر یسوع تعلیم دے رہا تھا اور یسوع کے گرد لوگوں میں سے گزر کر آگے جانے کی کوشش کی۔ وہ مایوس ہو گئی کہ اُس کا یسوع تک پہنچنا ناممکن ہے اور سوچا کہ جب یسوع راستے میں چلتے ہوئے آئے گا تب وہ یسوع تک پہنچنے کی کوشش کرے گی۔

وہ سُہمی موقع آ گیا، اب وہ طبیبِ اعظم کی حضوری میں پہنچ چکی تھی! مگر وہ اس کشاکش میں مبتلا تھی کہ یسوع تو اس کی بات کو نہیں سنے گا اور اسے دیکھتے ہوئے ہی گزر جائے گا۔ اپنی بیماری سے تندرستی پانے والے اس آخری موقع کو ضائع کئے بغیر وہ آگے بڑھتی جاتی ہے اور اپنے آپ سے یہ کہتی ہے کہ اگر میں صرف اُس کی پوشاک کو چھو لوں گی تو شفا پا جاؤں گے۔ جب یسوع وہاں سے گزر رہا تھا تو اُسے یہ موقع مل جاتا ہے اور وہ آگے بڑھتی جاتی اور بڑی مشکل کے ساتھ یسوع کی پوشاک کے کنارے کو چھو لیتی ہے۔ بالکل اُسی لمحے اُس نے محسوس کیا کہ وہ اپنی بیماری سے شفا پا چکی ہے۔ فوراً اُس کی کمزوری اور دُکھ کی جگہ اُسے صحت اور تندرستی مل گئی۔ اُس کا ایمان اتنا مضبوط تھا کہ اُس نے سوچا کہ اگر وہ یسوع کی پوشاک کو چھو لے گی تو شفا پا جائے گی۔

شکرگزاری کرتے ہوئے وہ ہجوم میں سے بڑی خاموشی کے ساتھ نکل جانا چاہتی تھی مگر یسوع اچانک سے رُک گیا اور اُس کے پیچھے چلنے والے سبھی لوگ بھی رُک گئے۔ یسوع اُس عورت کی طرف دیکھتا ہے اور بلند آواز میں یوں پوچھتا ہے ”کس نے میری پوشاک چھوئی؟“ لوگوں نے اس سوال پر بڑی حیرانگی کا اظہار کیا۔ اُس کی طرف سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بلند آواز میں یوں پوچھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی واحد شخص نے اُسے چھوا ہے۔

پطرس اُس کی اس حیرانگی کو دُور کرنے کے لیے جلدی سے یوں پکارا اٹھتا ہے ”بھئیڑ تجھ پر گری پڑتی

ہے پھر تو کہتا ہے مجھے کس نے چھو؟“ یسوع نے جواب دیا ”کسی نے مجھے چھو تو ہے کیونکہ میں نے معلوم کیا کہ قوت مجھ سے نکلی ہے۔“ نجات دہندہ لوگوں کے عام چھونے اور ایمان کے ساتھ چھونے میں فرق محسوس کر سکتا تھا۔ وہ اُس سارے معاملے کو اچھی طرح سے جانتا تھا اور اتنے مضبوط ایمان اور بھروسے کے بارے میں بغیر کچھ کہے آگے نہیں بڑھنا چاہتا تھا۔ وہ اُس عورت کو تسلی دینا چاہتا تھا تا کہ اُس عورت کو خوشی کا احساس ہو۔

اُس عورت کی طرف دیکھتے ہوئے بھی یسوع اصرار کرتے ہوئے یہ پوچھتا ہے کہ مجھے کس نے چھوا ہے۔ اُس نے محسوس کیا کہ اب بات راز نہیں رہے گی تو وہ عورت کا نپتی ہوئی آگے آتی ہے اور یسوع کے قدموں میں گر پڑتی ہے۔ تمام لوگوں کے سامنے وہ یسوع کو اپنی بیماری کے بارے میں بتاتی ہے اور یہ بھی بتاتی ہے کہ کیسے یسوع کی پوشاک کا کنارہ چھو کر اُسے اپنی بیماری سے شفایابی ہے۔ جب وہ تندرستی حاصل والی اپنی کہانی کو بیان کرتی ہے تو اُس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے، گزشتہ بارہ سالوں سے اُس کی آنکھوں میں ایسے خوشی کی آنسو نہیں آئے تھے۔ اُس کے اس عمل پر خفا ہونے کی بجائے یسوع اُسے یوں کہتا ہے ”بیٹی! تیرے ایمان نے تجھے اچھا کیا ہے۔ سلامت چلی جا۔“ ان الفاظ سے یسوع وہاں پر موجود لوگوں کو یہ بتاتا ہے کہ محض پوشاک کو چھونے سے اُسے شفا نہیں ملی بلکہ اُس کے مضبوط ایمان کی وجہ سے اُس الہی مدد ملی ہے۔

یہ عورت مسیحیوں کے حقیقی ایمان کی نمائندگی کرتی ہے۔ اپنے ایمان کا محض دکھاوا نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس میں ہمارے احساسات بھی شامل ہونے چاہیے، یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ خداوند کو سنانے کے لیے ہم بلند آواز میں دُعائیں کریں اور کسی ظاہری سرگرمی میں شامل ہوں۔ یہ بات سچ ہے کہ دعا کرنے والے کے دل میں شیطان شک اور پریشانی پر مبنی ایسی الجھن پیدا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے اندرونی طور پر اتنا غم پیدا ہو جاتا ہے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی آہ و بکا کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور یہ بات بھی سچ ہے کہ بعض اوقات گناہ کی شدت کو محسوس کرتے ہوئے اور اُس سے توبہ کرتے ہوئے اتنا دکھ محسوس ہوتا ہے کہ رونے چلانے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، جس پر نجات دہندہ بڑی رحمہاں سے توجہ کرتا ہے۔ مگر یہ نہیں ہے کہ یسوع خاموشی میں کی گئی دُعاؤں کا جواب نہیں دیتا۔ جو خدا کے کلام کو سمجھتا اور نجات دہندہ کے ساتھ اپنا رابطہ جوڑ لیتا ہے وہ اُس کی

برکات کو حاصل کرے گا۔

ایمان بہت سادہ امر ہے اور اس کے نتائج شاندار ہوتے ہیں۔ بہت سے نام نہاد مسیحی جو کلام مقدس کا علم رکھتے ہیں اور اس کی سچائی پر ایمان رکھتے ہیں وہ بچوں جیسا ایمان نہیں رکھتے کیونکہ یہ یسوع کے مذہب میں بہت ضروری ہے۔ وہ اُس خاص طریقے سے یسوع کو نہیں چھوتے جس سے روحانی شفا ملتی ہے۔ وہ شک کو موقع دیتے ہیں اور اپنے ایمان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ جو لوگ ایمان کا مظاہرہ کرنے سے پہلے مکمل طور پر علم حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ کبھی بھی خدا کی برکات حاصل نہیں کر سکیں گے۔ ”پس ایمان اُمید کی ہوئی چیزوں کا اعتماد اور اُن دیکھی چیزوں کا ثبوت ہے۔“

اُس بیمار عورت کا یہ ایمان تھا کہ یسوع اُسے شفا دینے کی قدرت رکھتا ہے اور اُس کی سوچ میں بھی یہی بات تھی، اسی لیے تو اُسے اس بات کا یقین تھا کہ اگر میں اُس کی پوشاک کا کنارہ ہی چھو لوں گی تو اپنی بیماری سے شفا پا جاؤں گی۔ اُس کے مضبوط ایمان کے جواب میں الہی قدرت نے اُس عورت کی دُعا کو سُن لیا۔ گناہ آلودہ زندگی کے لیے اس میں حوصلہ افزائی پر مبنی سبق پایا جاتا ہے۔ جیسے یسوع جسمانی بیماریوں سے شفا دیتا تھا اُسی طرح توبہ کرنے والی اور اُسے پکارنے والی زندگی کو بھی شفا دے گا۔ ایمان سے چھونے کی بدولت ایسی معافی ملتی ہے جس سے زندگی شکرگزاری اور خوشی سے معمور ہو جاتی ہے۔

یسوع کو جانے میں دیر ہو رہی تھی مگر اس کے نتائج اتنے دلچسپ تھے کہ پریشان باپ کو بھی اب کسی طرح کی جلدی محسوس نہیں ہو رہی تھی بلکہ وہ اس سارے منظر کو بڑی دلچسپی کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔ جب شفا پانے والی عورت کو تندرستی اور سلامتی کے ساتھ اُس کے گھر بھیج دیا گیا تو یہ دیکھ کر اُس والد کا ایمان یسوع پر اور بھی زیادہ مضبوط ہو گیا کہ یسوع اُس کی درخواست کو بھی منظور کرے گا اور اُسکی بیٹی کو بھی تندرستی دے گا۔ اُس کی دلی اُمید اور بھی مضبوط ہو گئی اور اب وہ نجات دہندہ سے درخواست کرتا ہے کہ میرے ساتھ جلدی چل۔ لیکن جب وہ راستے میں جا رہے تھے تو ایک پیغام رساں شخص بھیڑ میں سے یا نیر کے پاس آتا ہے اور اُسے یہ خبر دیتا ہے کہ اُسکی بیٹی مر چکی ہے اور اب اُستاد کو تکلیف نہ دے۔ یسوع کے رحمدل کانوں میں یہ بات پڑی اور یہ بات باپ کے دل کی اُمیدوں کو خنجر کی مانند چیر گئی۔ نجات دہندہ کو اس دُکھی باپ پر ترس آیا۔ اُس نے الہی رحمدلی کے

ساتھ اُسے یوں کہا ”خوف نہ کر فقط اعتقاد رکھ۔ وہ بچ جائے گی۔“

ایسے پُر اُمید الفاظ سُن کر یا ئیر یسوع کے ساتھ چل پڑا اور وہ جلدی سے اُس کے گھر پہنچے۔ جس کمرے میں وہ مردہ بیٹی رکھی ہوئی تھی اُس میں سے کچھ شاگردوں اور اُس بیٹی کے والدین کے علاوہ سب کو باہر نکال دیا۔ ماتم کرنے والے روپیٹ رہے تھے اور یسوع نے اُنہیں یوں کہا ”ماتم نہ کرو۔ وہ مر نہیں گئی بلکہ سوتی ہے۔“ رواج کے مطابق جن عورتوں کو ماتم کرنے کے لیے بلایا گیا تھا وہ اس اجنبی شخص کی بات کو سُن کر رنجیدہ ہوئیں اور کہنے لگیں کہ یہ شخص کیوں یہاں آیا ہے اور اُنہیں رونے سے کیوں روک رہا ہے اور یہ کیوں کہہ رہا ہے کہ لڑکی زندہ ہے۔ اُنہوں نے خود دیکھا تھا کہ وہ لڑکی واقعی مر چکی ہے۔ جب یسوع نے اُنہیں کمرے سے باہر نکالا تو وہ ہنسنے لگیں۔ پطرس، یعقوب، یوحنا اور اُس لڑکی کی والدین سمیت یسوع اُس لڑکی کی چار پائی کے پاس جاتا ہے، اُس لڑکی کا ہاتھ پکڑتا ہے اور نرم اور دھیمے انداز میں اُسے یوں پکارتا ہے ”تلیتا قومی، جس کا ترجمہ ہے اے لڑکی میں تجھ سے کہتا ہوں اُٹھ۔“

اُس لڑکی کا بدن اچانک سے کانپ اُٹھا۔ اُس کی شریانوں میں دوبارہ سے خون چلنا شروع ہو گیا، زرد ہونٹ مسکرانے لگے، اُس کا سانس دوبارہ سے چلنا شروع ہو گیا، اور وہ ایسے اُٹھ کھڑی ہوئی جیسے نیند سے جاگ اُٹھی ہو اور وہ بڑی حیرانگی سے دیکھنے لگی۔ وہ لڑکی اُٹھ کھڑی ہوئی، اپنی بیماری کی وجہ سے کمزور تھی مگر اب وہ مکمل طور پر تندرست ہو چکی تھی۔ وہ اُٹھ کر چلنے پھرنے لگی جبکہ اُس کے والدین کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔ یسوع نے اُنہیں کہا کہ لڑکی کو کچھ کھانے کے لیے دو اور گھر والوں کو حکم دیا کہ اس واقعے کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔ لیکن اس بات کو راز میں رکھنے کے باوجود بھی یہ خبر ہر سُو بھیل گئی کہ یسوع نے مردہ کو زندہ کیا ہے۔ جب وہ لڑکی مری تھی تو وہاں پر بہت سے لوگ جمع تھے اور جب اُنہوں نے اُسے زندہ اور تندرست دیکھا تو اس بات کا ذکر دوسرے لوگوں کے ساتھ نہ کرنا اُن کے لیے ناممکن بات تھی کہ طیبِ اعظم نے کتاب بڑا کام کیا ہے۔

لعزر کو زندہ کرنا

بیت عنیاہ کے علاقے میں یسوع عموماً لعزر کے گھر آرام کیا کرتا تھا۔ وہ پہلی مرتبہ اُن کے گھر اُس وقت گئے جب وہ اور اُس کے شاگرد یریحو سے یروشلم کی طرف پیدل جا رہے تھے۔ اُنہوں نے لعزر کے گھر بطور مہمان آرام کیا تھا اور اُس کی بہنوں مریم اور مارتھا نے اُن کی خدمت کی تھی۔ تھکے ہوئے ہونے کے باوجود بھی یسوع اپنے شاگردوں کو آسمان کی بادشاہی سے متعلقہ تعلیم دینے والا سلسلہ جاری رکھتا ہے۔ اس گھر کے بھائی اور بہنوں کو مسیح کی موجودگی سے بہت اچھا محسوس ہوا۔ مارتھا مہمانوں کی خاطر تواضع کرنے میں مگن تھی جبکہ جو باتیں یسوع اپنے شاگردوں کو سکھارہا تھا اُنہیں سُن کر مریم بہت متاثر ہوئی اور اُس کے پاس یسوع سے سیکھنے کا بڑا اچھا موقع تھا، اس لیے وہ بڑے آرام کے ساتھ یسوع کے قدموں میں بیٹھ کر اُس کی باتیں سُن رہی تھی۔

اس دوران مارتھا اپنے مہمانوں کی خاطر تواضع کی تیاریاں کر رہی تھی اور وہ چاہتی تھی کہ اُس کی بہن بھی کام میں اس کا ہاتھ بٹائے۔ اُس نے دیکھا کہ مریم تو یسوع کے قدموں میں بیٹھی ہوئی ہے اور اُس کی باتیں سُن رہی ہے۔ مارتھا جو کہ بڑی فکر مند تھی اُسے اپنی بہن کو یوں وہاں بیٹھ دیکھ کر بہت غصہ آیا اور سوچا کہ اسے تو مہمانوں کا خیال رکھنے کی بالکل بھی فکر نہیں ہے اور اُس نے مریم کو یوں بیکار بیٹھنے پر ڈانٹا اور یسوع سے درخواست کی کہ وہ مریم کو کہے کہ اس کے ساتھ کام میں ہاتھ بٹائے۔

یسوع نے اُسے بڑے نرم اور تحمل بھرے انداز میں یوں جواب دیا ”مرثا! مرثا! تُو تو بہت سی چیزوں کی فکر و تردد میں ہے۔ لیکن ایک چیز ضرور ہے اور مریم نے وہ اچھا حصہ چُن لیا ہے جو اُس سے چھیننا نہ جائے گا۔“ اس میں یسوع نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ مرثا کو آرام اور الہی اطمینان کی ضرورت ہے، اُسے ابدی زندگی کے بارے میں سیکھنے کی زیادہ فکر کرنی چاہیے اور روحانی ترقی کرنے کے لیے اُسے الہی فضل کی ضرورت ہے۔ اُسے زمینی چیزوں کی فکر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ فانی ہیں اس لیے اُسے آسمانی چیزوں کی

زیادہ فکر کرنی چاہیے کیونکہ ان سے ابدی زندگی متاثر ہوتی ہے۔ بے شک موجودہ زندگی کے فرائض و فاداری سے سرانجام دینا ضروری ہے لیکن یسوع اپنے بچوں کو یہ سکھاتا ہے کہ انہیں نجات سے متعلقہ حکمت کے حصول کی کوشش کرنی چاہیے۔

موجودہ زمانے کی افسوسناک بات یہ ہے کہ ہم بہت زیادہ وقت اپنے کاروباری معاملات اور بلا جواز فکروں میں گزار دیتے ہیں جنہیں ہم نے خود ہی پیدا کیا ہوتا ہے اس کے برعکس مسیحی کردار میں ترقی کرنے والی بات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اس وقت بھی بہت سی فکر مند اور پُر جوش مارتھالیسی ہیں جنہیں خود کو تیار کرنے کی ضرورت ہے، انہیں ایسی خوبیوں کا چناؤ کرنا چاہیے جنہیں مسیح ”اچھا حصہ“ قرار دیتا ہے۔ اس قوت اور بھلائی سے ایسا کردار پیدا ہوتا ہے جو ناقابلِ تسخیر ہوتا ہے۔

جس گھر میں یسوع آرام فرما رہا تھا اب وہاں تاریکی کے بادل چھا چکے تھے۔ لعز رشید بیمار ہو گیا۔ اس کی پریشان بہنیں یسوع کو یہ پیغام بھجواتی ہیں ”اے خداوند! دیکھ جسے تُو عزیز رکھتا ہے وہ بیمار ہے۔“ انہوں نے یسوع کو فوری طور پر آنے کا نہیں کہا تھا کیونکہ اُن کا ایمان تھا کہ یسوع اس مسئلے کو سمجھ لے گا اور اُن کے بھائی کو شفا دے گا۔ لعز یسوع کے الہی مشن کا اہم حصہ تھا، وہ یسوع سے بڑی محبت رکھتا تھا اور اُس کا آقا بھی اُسے بہت عزیز رکھتا تھا یوں اس گھرانے کو مسیح کا اطمینان حاصل تھا۔ اُن بھائی اور بہنوں کے ایمان اور محبت نے انہیں اس بات کی ترغیب دی کہ انہیں اس پریشانی کے دوران یسوع پر ایمان رکھنا چاہیے۔ اسی لیے تو انہوں نے یہ سادہ اور مختصر سا پیغام بھیجا ”دیکھ جسے تُو عزیز رکھتا ہے وہ بیمار ہے۔“

جب یسوع کو وہ پیغام ملا تو اُس نے جواب دیا ”یہ بیماری موت کی نہیں بلکہ خدا کے جلال کے لئے ہے تاکہ اُس کے وسیلہ سے خدا کے بیٹے کا جلال ظاہر ہو۔“ وہ جس جگہ تھا مزید دو دن وہیں رہا۔ جب یسوع کے پاس پیغام بھجوایا گیا تو لعز کی حالت مزید بگڑ گئی۔ وہ بہنیں وہاں پر یسوع کو پیغام بھجوا کر یسوع کی مدد کا بے صبری سے انتظار کر رہی تھیں۔ متوقع وقت پر انہیں کچھ فاصلے پر چند مسافر اپنی طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے تو انہیں یوں محسوس ہوا کہ یسوع آ رہا ہے۔ اپنے بھائی کو ٹھیک کرنے والی اُن کی سبھی کوششیں رائیگاں گئیں اور انہیں یہ محسوس ہوا کہ الہی مدد پہنچنے سے قبل اُن کا بھائی مر جائے گا۔ وہ مسلسل یہی دُعا کر رہی تھیں،

کاش! یسوع آجائے! وہی ہمارے بھائی کو بچا سکتا ہے!

اُن کا بھیجا ہوا پیغام رساں شخص واپس آ گیا مگر اُس کے ساتھ یسوع نہ آیا۔ اُس نے غمگین بہنوں کو یسوع کے الفاظ بتائے ”یہ بیماری موت کی نہیں۔“ مگر وہ بہنیں پس ہمت ہو گئیں کیونکہ اُن کا بھائی تو بہت زیادہ بیمار ہو چکا تھا اور قریب المرگ تھا۔

یسوع نے دودن بعد یہودیہ کو جانے کا ارادہ کیا مگر اُس کے شاگردوں نے اُسے وہاں جانے سے روکنے کی کوشش کی۔ اُنہوں نے اُسے یاد دلایا کہ جب وہ کچھلی مرتبہ وہاں گیا تھا تو کیسے لوگوں نے اُس سے نفرت کا اظہار کیا تھا۔ اُنہوں نے یوں کہا ”اے ربی! ابھی تو یہودی تجھے سنگسار کرنا چاہتے تھے اور تُو پھر وہاں جاتا ہے؟“ پھر یسوع اُن سے اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ اُسے وہاں جانا چاہیے کیونکہ لعزر مر چکا ہے اور یوں کہتا ہے ”میں تمہارے سبب سے خوش ہوں کہ وہاں نہ تھا تا کہ تم ایمان لاؤ لیکن آؤ ہم اُس کے پاس چلیں۔“ یسوع نے لعزر کو شفا دینے کے لیے جانے میں اس وجہ سے دیر نہ کی کہ وہ اُس خاندان کی تکلیف کو بڑھانا چاہتا تھا مگر اُس نے ایسا اس لیے کیا کہ لعزر مر جائے تا کہ وہ اپنی الہی قدرت کا ٹھوس ثبوت فراہم کر سکے اور اس سے اُس کے شاگردوں کا ایمان مضبوط ہو سکے۔ اُن میں کچھ کے ذہنوں میں اُس کی الہی قدرت کے حوالے سے کچھ شکوک پائے جاتے تھے اور وہ سوچ رہے تھے کہ اگر یہ واقعی مسیح ہے تو کیا اسے اپنے عزیز دوست لعزر کو بچانا نہیں چاہیے؟ یسوع ایسا معجزہ کرنا چاہتا تھا جس سے سبھی لوگ اس بات پر قائل ہو جائیں کہ وہی دُنیا کا نجات دہندہ ہے۔

یہودیہ کو جانے میں بڑا خطرہ بھی پایا جاتا تھا کیونکہ یہودی اُسے قتل کرنا چاہتے تھے۔ جب تو مانے یہ محسوس کیا یسوع کو وہاں جانے سے روکنا ناممکن بات ہے تو اُس نے شاگردوں کو کہا کہ ہمیں یسوع کے ساتھ جانا چاہیے اور یوں کہا ”آؤ ہم بھی چلیں تا کہ اُس کے ساتھ مریں۔“ لہذا وہ بارہ شاگرد یسوع کے ساتھ گئے۔ راستے میں یسوع نے ضرورت مندوں کی مدد کرنے والا کام جاری رکھا یعنی اپنے دستور کے مطابق لوگوں کی تکلیفوں اور بیماریوں سے تندرستی بخشی۔ جب وہ بیت عنیاہ میں پہنچا تو کچھ لوگوں نے اُسے بتایا کہ لعزر مر چکا ہے اور اُسے دفن کئے ہوئے چار دن گزر چکے ہیں۔ وہ ابھی اُس گھر سے کچھ فاصلے پر ہی تھا تو اُسے رونے

والوں کی آواز سنائی دی۔ جب کوئی عبرانی مرتا تھا تو وہاں کا یہ رواج ہوتا تھا کہ مرنے والے کے رشتہ دار کچھ دنوں کے لیے اپنے سبھی کام چھوڑ دیا کرتے تھے اور صفِ ماتم پر بیٹھ کر اپنے مرنے والے عزیز کے لیے ماتم کیا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں پیشہ ور ماتم کنال لوگ بھی منگوائے جاتے تھے اور انہی کے رونے اور ماتم کرنے کی آواز اُس گھر سے آرہی تھی جو گھر اُس کے لیے بڑا پرسکون اور آرام دہ مقام تھا۔

یسوع اُن غمگین بہنوں کو اُس ماتم والے ماحول میں ملنا نہیں چاہتا تھا اس لیے وہ گھر سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہوا اور اُن بہنوں کو پیغام بھجوایا۔ مرتھا جلدی سے اُسے ملنے کو دوڑی، اُس نے اپنے بھائی کے مرنے کی خبر یوں بتائی ”اے خداوند! اگر تُو یہاں ہوتا تو میرا بھائی نہ مرتا۔“ اپنے غم اور پریشانی کی حالت میں بھی وہ یسوع پر اپنا بھروسہ قائم رکھتی ہے اور مزید یوں کہتی ہے ”اور اب بھی میں جانتی ہوں کہ جو کچھ تُو خدا سے مانگے گا وہ تجھے دے گا۔“

یسوع نے یوں کہتے ہوئے اُس کے ایمان کو تقویت دی ”تیرا بھائی جی اُٹھے گا۔“ مرتھا یسوع کی بات کو پوری طرح سمجھے بغیر یوں جواب دیتی ہے کہ میرا بھائی قیامت میں آخری دن جی اُٹھے گا۔ مگر یسوع مرتھا کے ایمان کی رہنمائی کرتے ہوئے یوں فرماتا ہے ”قیامت اور زندگی تو میں ہوں۔ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی زندہ رہے گا۔ اور جو کوئی زندہ ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ ابد تک کبھی نہ مرے گا۔ کیا تُو اِس پر ایمان رکھتی ہے؟“ یسوع مرتھا کی توجہ اپنی طرف دلاتا ہے اور اپنی قدرت کے بارے میں اُس کے ایمان کو تقویت دیتا ہے۔ اُس کی باتوں کا دہرا مطلب تھا، اس سے نہ صرف اُسکی طرف سے فوری طور پر لعز کو زندہ کرنے والی بات پائی جاتی تھی جو وہ ابھی کرنے ہی والا تھا بلکہ اس میں ایک تصور بھی پایا جاتا تھا۔ یسوع خود کو قیامت کا منبع بیان کرتا ہے۔ جو خود کچھ دیر بعد مرنے والا تھا اُس کے اپنے ہاتھ میں موت کی کنجیاں تھیں، وہ قبر پر فتح پانے والا تھا اور اُسے ابدی زندگی دینے کا حق اور اختیار حاصل تھا۔

جب یسوع مار تھا سے یہ سوال پوچھتا ہے ”کیا تُو اِس پر ایمان رکھتی ہے؟“ تو اپنے ایمان کا اظہار کرتے ہوئے یوں جواب دیتی ہے ”اے خداوند میں ایمان لاچکی ہوں کہ خدا کا بیٹا مسیح جو دنیا میں آنے والا تھا تُو ہی ہے۔“ یوں مرتھا نے اپنے ایمان کا اقرار کیا کہ یسوع ہی مسیحا ہے اور وہ کچھ بھی کرنے کی قدرت رکھتا

ہے۔ یسوع مارتھا کو کہتا ہے کہ وہ اپنی بہن اور اپنے تمام عزیزوں کو بلا کر لائے جو اُن کے گھر میں آئے ہوئے ہیں۔ جب مریم آئی تو وہ یوں کہتی ہوئی یسوع کے قدموں میں گر گئی ”اے خداوند اگر تُو یہاں ہوتا تو میرا بھائی نہ مرتا۔“ جب یسوع نے اُن سب کو روتے ہوئے دیکھا تو یسوع ”دل میں نہایت رنجیدہ ہوا اور گھبرا کر کہا۔ تُم نے اُسے کہاں رکھا ہے؟ اُنہوں نے کہا اے خداوند چل کر دیکھ لے۔“ وہ سب مل کر لعزر کی قبر کی طرف چل پڑتے ہیں، جو غار میں تھی اور اُس کے منہ پر ایک پتھر رکھا ہوا تھا۔

بڑا غمگین سماں تھا۔ لعزر اُنہیں بڑا عزیز تھا اور لعزر کی بہنیں زار و قطار رو رہی تھیں اور اُس کے دوست بھی رورہے تھے۔ لعزر یسوع کو بھی بڑا عزیز تھا، وہ یسوع پر بڑا مضبوط ایمان رکھتا تھا اور وہ مسلسل اپنے ایمان میں قائم رہا۔ اس انسانی دُکھ کو دیکھ کر نجات دہندہ جس کے پاس مُردوں کو زندہ کرنے کی قدرت تھی اُس کے ”آنسو بہنے لگے۔“ وہ صرف اسی منظر کو دیکھ کر افسردہ نہ ہوا بلکہ اُس پر ماضی کے سبھی لوگوں کے غم کا بوجھ تھا اور مستقبل کے لوگوں کا دُکھ اور غم، آنسو اور موت کا بوجھ بھی تھا کیونکہ انسان کو ان سب کا سامنا شدت سے کرنا پڑے گا۔ سارے زمانے کے سبھی لوگوں کے دُکھ درد کو دیکھ کر اُس کا دل چھلنی ہو گیا۔ گنہگار نسل کے غموں کا بوجھ اُس پر تھا اور اسی وجہ سے اُس کے آنسو بہنے لگے کیونکہ وہ اُن کی ان پریشانیوں کو دُور کرنا چاہتا تھا۔

یسوع کے آنسو اور دُکھ کو دیکھ کر جتنے وہاں پر کھڑے تھے اُنہوں نے کہا ”دیکھو وہ اُس کو کیسا عزیز تھا۔“ پھر اُنہوں نے آپس میں سرگوشی کرتے ہوئے یوں کہا ”جس نے اندھے کی آنکھیں کھولیں اتنا نہ کر سکا کہ یہ آدمی نہ مرتا؟“ یسوع ایسے نام نہاد لوگوں کے ایمان پر بھی رویا۔ لوگوں نے یہ سوچا کہ وہ لعزر کی محبت میں رورہا ہے اور یہ بھی کہ جس نے اتنے بڑے بڑے کام کیے ہیں وہ لعزر کو مرنے سے بچا نہ سکا۔ ایسے لوگوں کی بے ایمانی کے بوجھ سمیت یسوع قبر کے پاس جا پہنچا اور باختیار انداز میں حکم دیا کہ قبر سے پتھر کو ہٹاؤ۔ جو کام انسانی اختیار میں ہے اُس انسان کو کرنا چاہیے اور یوں الہی قدرت اپنا کام مکمل کرے گی۔

مگر مارتھا نے پتھر ہٹانے والی بات پر اعتراض کیا اور یسوع کو یاد دلایا کہ لعزر کو قبر میں رکھے ہوئے چار دن ہو گئے ہیں اور اب تو اُس سے بدبو آتی ہوگی۔ یسوع نے اُس سے کہا ”کیا میں نے تجھ سے کہا نہ تھا کہ اگر تُو ایمان لائے گی تو خدا کا جلال دیکھے گی؟“ پتھر ہٹایا جاتا ہے اور مردہ دکھائی دینے لگتا ہے۔ اس بات سے

سب کو ثبوت مل گیا کہ گلے سڑنے کا عمل شروع ہو چکا ہے۔ جو کچھ انسان کے اختیار میں تھا اُس نے کیا۔ سبھی لوگ بڑے تجسس کے ساتھ دیکھ رہے تھے اور یہ دیکھنے کے خواہشمند تھے کہ اب یسوع کیا کرنے والا ہے۔ اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا کر نجات دہندہ نے یوں دُعا کی۔

”اے باپ میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تُو نے میری سُن لی۔ اور مجھے تو معلوم تھا کہ تُو ہمیشہ میری سُننا ہے مگر ان لوگوں کے باعث جو اُس پاس کھڑے ہیں میں نے یہ کہا تا کہ وہ ایمان لائیں کہ تُو ہی نے مجھے بھیجا ہے۔“ یہ دُعا کرنے کے بعد یسوع بلند آواز میں یوں پکارتا ہے ”اے لعزرنکل آ۔“ اچانک سے اُس قالب میں جان آ گئی جو اس قدر خراب ہو چکا تھا کہ اُس متونی کے دوست بھی اُس کی طرف دیکھنے دے ڈرتے تھے۔ کفن سے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے اور اُس کا چہرہ رومال سے لپٹا ہوا تھا، لعزرنجات دہندہ کے حکم سے اُٹھتا ہے اور چلنے کی کوشش کرتا ہے مگر کفن سے بندھے ہونے کی وجہ سے اُسے مشکل محسوس ہوتی ہے۔ یسوع اپنے دوستوں کو حکم دیتا ہے ”اُسے کھول کر جانے دو۔“

انسانی ہاتھ دوبارہ سے وہ کام کرتے ہیں جو انسان کے بس میں تھا۔ کفن جو کہ بدنی نجاست کی نمائندگی کرتا ہے اُسے ہٹا دیا گیا اور اب لعزراُن کے سامنے بالکل تندرست و توانا کھڑا تھا اور وہ کمزور اور لاغر تھا مگر بالکل ٹھیک تھا اور صحت مند ہو کر اُس کی آنکھوں سے نور اور نجات دہندہ کی محبت ظاہر ہو رہی تھی۔ وہ یسوع کے قدموں میں جھک جاتا ہے اور اُس کی تعجید کرتا ہے۔ یہ ماجرا دیکھ کر وہاں پر موجود سبھی لوگ حیران ہو گئے مگر وہ یہ معجزہ دیکھ کر یسوع کی شکرگزاری اور تعریف کرنے لگے۔ خدا کی طرف سے اُن بہنوں کو اپنے بھائی کی زندگی بطور تحفہ مل گئی اور بھرپور خوشی کے ساتھ وہ نجات دہندہ کی شکرگزاری اور تعجید کرتی ہیں۔ لیکن جب وہ بھائی، بہنیں اور اُن کے عزیز و اقارب اپنی خوشی کا اظہار کر رہے تھے تو یسوع وہاں سے چلا گیا اور جب اُنہوں نے زندگی بخشنے والے کو ڈھونڈنے کی کوشش کی تو وہ اُنہیں وہاں نہ ملا۔

یسوع کے اس شاندار معجزے کی وجہ سے بہت سے لوگ اُس پر ایمان لائے۔ لیکن جو لوگ قبر پر اُس کے ساتھ موجود تھے اور جنہوں نے یسوع کے ایسے شاندار معجزات کے بارے میں سنا اور اُنہیں دیکھا بھی تھا وہ اُس پر ایمان نہ لائے مگر وہ تو یسوع کے خلاف شواہد ڈھونڈنے کے لیے اپنی آنکھوں اور کانوں کو استعمال

کر رہے تھے۔ یسوع کی ایسی قدرت اس بات کا ثبوت تھی کہ خدا نے اپنا بیٹا دُنیا میں نسل انسانی کی نجات کے لیے بھیجا ہے۔ اگر فریسی اس شاندار ثبوت کو بھی رد کرتے ہیں تو پھر آسمان یا زمین کی کوئی بھی طاقت انہیں اس ابلیسی بے ایمانی سے رہائی نہیں دلا سکتی تھی۔

وہ جاسوس جلدی سے یسوع کے اس کام کی اطلاع حکمرانوں کو دینے کے لیے جاتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ ”دیکھو جہان اُس کا پیرو ہو چلا۔“ یہ معجزہ کرنے سے نجات دہندہ نے اپنے زمینی مشن کی تکمیل میں ایک فیصلہ کن قدم اٹھا دیا۔ اب اُس کی زندگی کا سب سے عظیم ثبوت یہ تھا کہ وہ خدا کا بیٹا ہے اور اُسے موت اور قبر پر بھی اختیار حاصل ہے۔ جو لوگ کافی عرصہ سے گناہ کی قوت کے تحت رہ چکے تھے انہوں نے یسوع کی الوہیت کا انکار کرتے ہوئے خود کو تاریکی میں قید کر لیا اور وہ مکمل طور پر شیطان کے پھندے میں پھنس چکے تھے اور بڑی تیزی سے ابدی تباہی کی طرف بڑھ رہے تھے۔

لعزr کی قبر پر ہونے والے شاندار معجزے نے یسوع کے خلاف فریسیوں کے غصے میں مزید اضافہ کر دیا۔ الہی قدرت کے ایسے اظہار سے یہ ٹھوس ثبوت ملتا ہے کہ یسوع ہی خدا کا بیٹا ہے اور یسوع کے بارے میں سمجھنے کے لیے اتنا ہی ثبوت کافی ہونا چاہیے تھا۔ مگر جن فریسیوں نے اس کے حق میں چھوٹے چھوٹے شواہد کو رد کیا تھا، وہ اپنے اور لوگوں کے سامنے مردے کو زندہ کیے جانے والا معجزہ دیکھ کر بھی اپنے غصے کا اظہار کرتے ہیں۔ ایسے شواہد کو کوئی بھی جھٹلا نہیں سکتا تھا۔ اسی وجہ سے تو اُن کی نفرت میں مزید اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور انہوں نے اُسے قتل کرنے کے لیے مناسب موقع ڈھونڈنا شروع کر دیا۔ دلی طور پر تو وہ پہلے ہی قاتل تھے۔ اس سلسلے میں یہودی حکمران جمع ہوئے اور اس بات کا جائزہ لیا کہ وہ لوگوں کو اس معجزے کے تاثر سے کیسے محفوظ رکھ سکتے ہیں، کیونکہ یہ خبر دور و نزدیک پھیل چکی تھی کہ یسوع نے لعزr کو زندہ کیا ہے اور اس واقعے کے بہت سے گواہ بھی موجود تھے۔ اس کے باوجود یسوع کے دشمنوں نے جہاں تک ہو سکتا تھا جھوٹی خبریں پھیلانا شروع کر دیں اور انہوں نے لوگوں کو متنبہ کیا کہ قبروں سے بھاگے ہوئے شخص سے خبردار رہنا۔

اُس کنسل میں کچھ با اثر ایسے افراد بھی موجود تھے جو یسوع پر ایمان رکھتے تھے مگر وہ ایسے فریسیوں کے ڈر سے بتانے سے قاصر تھے جو اپنی ریا کاری کی وجہ سے یسوع سے نفرت رکھتے تھے اور اپنی ذاتی انا کی

خاطر اُنہوں نے ان شواہد اور ثبوتوں کو نظر انداز کر دیا تھا۔ جس اہم مذہب کی تعلیم یسوع نے دی اور اپنی سادہ اور وفادار زندگی میں اسے اپنایا ہے، وہ اُن کے ریاکارانہ مذہب سے مختلف تھا۔ وہ بدلے کی آگ میں جل رہے تھے اور اُسے قتل کیے بغیر اُنہیں کسی طرح بھی سکون میسر نہیں تھا۔ اُنہوں نے اُسے ایسا کہنے اور کرنے سے روکنے کی بارہا کوشش کی جس سے اُن کی بے عزتی ہوتی ہے اور کئی مرتبہ تو اُنہوں نے اُسے سنگسار کرنے بھی کوشش کی تھی مگر وہ وہاں سے نکل گیا اور وہ اُسے پکڑ نہ سکے۔

یسوع نے جو بھی معجزات سبت والے دن سرانجام دیئے وہ تمام بیماروں کو شفا دینے سے متعلقہ تھے مگر فریسیوں نے ان پر فضل کاموں کو سبت توڑنے والے کے طور پر استعمال کیا۔ اُنہوں نے ہیرودیوں کو اُس کے خلاف اشتعال دلانے کی کوشش کی اُنہوں نے اُن کو یہ بتایا کہ یسوع اُن کے مقابلے میں بادشاہی قائم کرنا چاہتا ہے اور اُنہیں یہ بھی مشورہ دیا کہ اُنہیں کیسے اس سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیے۔ اُنہوں نے رومیوں کو بھی اس کے خلاف بھڑکایا اور اُنہیں بتایا کہ یہ اُن کی حکومت کو گرانا چاہتا ہے۔ اُنہوں نے لوگوں میں سے اس کے اثر و رسوخ کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی، مگر ابھی تک وہ اپنی تمام تر کوششوں میں ناکام ہو رہے تھے کیونکہ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے یسوع کے پُر فضل اور نجات بخش کاموں کو دیکھا تھا اور اُنہوں نے اس کی مقدس تعلیم کو سنا تھا اور وہ جانتے تھے کہ اس کے کام سبت کو توڑنے والے یا کافر جیسے نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے سپاہی بھی اُستاد اعظم سے اتنے متاثر ہوئے تھے کہ وہ اُسے پکڑ نہ سکے۔ پریشانی کے عالم میں بالآخر یہودیوں نے یہ قانون منظور کیا کہ اگر کوئی یسوع پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرے گا تو اُسے ہیکل سے خارج کر دیا جائے گا۔

لہذا جونہی کاہن، حکمران اور بزرگ باہمی مشورے کے لیے جمع ہوئے تو اُنہوں نے اس شخص کو خاموش کروانے کا تہیہ کیا جو ایسے معجزات کرتا ہے جن سے لوگ حیران ہوتے ہیں۔ گزشتہ نسل میں نیکدیمس اور یوسف نے یسوع پر لگنے والے الزام کی مخالفت کی اور اسی وجہ سے اُنہیں اس نسل میں نہیں بلایا گیا تھا۔ کیفا جو اُس سال سردار کاہن تھا وہ بڑا مغرور اور ظالم انسان تھا، وہ بڑا جذباتی اور تنگ نظر تھا، اُس نے پیشگوئیوں کا مطالعہ کیا تو ہوا تھا مگر اپنی تاریک سوچ کی وجہ سے وہ اُن کے حقیقی مطلب کو سمجھنے سے قاصر تھا اور وہ

بڑے باختیار اور عالم فاضل کے طور پر بات کیا کرتا تھا۔

جب کاہن اور فریسی آپس میں مشورہ کر رہے تھے تو اُن میں سے کچھ نے یوں کہا ”اگر ہم اُسے یوں ہی چھوڑ دیں تو سب اُس پر ایمان لے آئیں گے اور رومی آکر ہماری جگہ اور قوم دونوں پر قبضہ کر لیں گے۔“ پھر کیفانے بڑے غصے میں یوں کہا ”تُم کچھ نہیں جانتے۔ اور نہ سوچتے ہو کہ تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ ایک آدمی اُمت کے واسطے مرے نہ کہ ساری قوم ہلاک ہو۔“ سردار کاہن کی اس بات سے فیصلہ ہو گیا، اگرچہ یسوع معصوم تھا مگر اُسے مرنا تھا، وہی تو اس مصیبت کی جڑ تھا، وہ لوگوں کو اپنی طرف کھینچ رہا تھا اور حکمرانوں کے اختیار کے لیے خطرہ تھا۔ لہذا بہتر یہی تھا کہ اُسے مار دیا جائے اگرچہ وہ بے گناہ تھا اور نہ حکمرانوں کا اختیار جاتا رہے گا۔ ایک آدمی کو اُمت کے واسطے مرنا چاہیے یوں کہنے سے کیفانے یہ ثابت کیا کہ اُسے پیشگوئیوں کا کچھ علم ہے، اگرچہ اس کا علم بہت محدود تھا مگر اس تناظر میں یوحنا اسی پیشگوئی کو لیتا ہے اور ان الفاظ میں اس پیشگوئی کے وسیع اور گہرے مطلب کی وضاحت کرتا ہے ”اور نہ صرف اُس قوم کے واسطے بلکہ اس واسطے بھی کہ خدا کے پرانگندہ فرزندوں کو جمع کر کے ایک کر دے۔“ کیفانے نجات دہندہ کے طور پر یسوع کے مشن کو کتنے نامناسب انداز میں بیان کیا!

وہ ساری کونسل ہی سردار کاہن کی بات پر متفق ہو گئی کہ یسوع کی موت ہی بہترین فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ تو کر لیا گیا مگر یہ سوال ابھی باقی تھا کہ ایسا کیسے کیا جائے۔ وہ لوگوں کے ڈر سے ایسے سخت اقدام اُٹھانے سے ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ یسوع کی حمایت میں حکمرانوں کے خلاف مشتعل نہ ہو جائیں اور وہ بھڑک نہ اُٹھیں۔ نجات دہندہ مسلسل لوگوں کی ضرورتیں پوری کر رہا تھا اور انہیں تعلیم دیتا تھا، وہ جانتے کہ یہ یسوع بے گناہ ہے اور وہ یسوع کی بڑی قدر کرتے تھے؛ اسی وجہ سے فریسیوں کو اس کے خلاف تجویز کردہ سزا کو لاگو کرنے میں دیر لگی۔

نجات دہندہ اپنے خلاف کاہنوں کے بنائے گئے منصوبوں کو جانتا تھا، وہ جانتا تھا کہ وہ اسے قتل کرنا چاہتے ہیں اور یہ بھی جانتا تھا کہ اُن کی خواہشات جلد پوری ہو جائیں گی، مگر وہ اپنے طور پر ایسا جلدی سے نہیں کر سکتا لہذا وہ اپنے شاگردوں کو ساتھ لے کر اُس علاقے سے نکل جاتا ہے۔ یسوع کو دُنیا میں منادی کرتے

ہوئے تین سال ہو چکے تھے۔ اُس کی خود انکاری اور بے غرضی لوگوں کے سامنے عیاں تھی۔ اُسکی پاکیزہ، دُکھ بھری اور وفادار زندگی بھی سب کے سامنے تھی۔ لیکن یہ تین سالوں کا عرصہ بھی دُنیا کے لیے اتنا زیادہ تھا کہ وہ نجات دہندہ کی موجودگی سے تنگ آچکے تھے۔

اُس کی زندگی اذیت اور توہین آمیز بن چکی تھی۔ اُسے حاسد بادشاہ کی طرف سے بیت اللحم سے نکالا گیا، ناصرۃ کے لوگوں نے رد کیا، یروشلیم میں بلا جواز موت کی سزا سنائی گئی، اب یسوع اپنے شاگردوں سمیت کچھ دیر کے لیے کسی اجنبی شہر میں پناہ گزین ہو جاتا ہے۔ جس نے انسانی دُکھوں کو دُور کیا، جس نے بیماروں کو شفا بخشی، اندھوں کو بینائی دی، بہروں کو سُننے کی طاقت بخشی اور گونگوں کو بولنے کی اہلیت دی، جس نے بھوکوں کو کھانا کھلایا اور دُکھیوں کو تسلی دی وہ اُنہی لوگوں کی طرف سے نکال دیا گیا جن میں اُس نے خدمت کی تھی۔ جو پانی کی لہروں پر چلا اور جس نے شدید طوفان کو تھما دیا، جس نے بدرُوحوں کو نکال دیا جبکہ اُنہوں نے جاتے ہوئے بھی اقرار کیا کہ یہ خدا کا بیٹا ہے، جس نے مُردوں کو زندہ کیا اور جس کی باتوں سے ہزاروں لوگوں کو حکمت حاصل ہوئی، وہ اُن لوگوں کے دلوں تک رسائی کرنے کے قابل نہیں تھا جو اپنے تعصب اور نفرت میں اندھے ہو چکے تھے اور اُنہوں نے نُور کو رد کر دیا تھا۔

خدا کے منصوبے میں یہ بات بالکل شامل نہیں ہے کہ وہ بدکاروں کو اپنی تابعداری کرنے پر مجبور کرے۔ اُن کے سامنے نُور اور تاریکی، سچائی اور جھوٹ واضح ہے۔ اب یہ اُن کی اپنی مرضی ہے کہ وہ ان میں سے کس کا انتخاب کرتے ہیں۔ انسان کو اچھائی اور برائی میں فرق کرنے کی صلاحیت ملی ہوئی ہے۔ خدا نے ایسا اس لیے کیا ہے تاکہ لوگ زور زبردستی سے نہیں بلکہ کلام مقدس کے شواہد اور ثبوتوں کی بنا پر فیصلہ کر سکیں۔ اگر یہودیوں نے اپنے تعصب کو ترک کر کے یسوع کی زندگی کے حوالے سے پیشگوئیوں میں پائے جانے والے حقائق کا موازنہ کیا ہوتا تو وہ پیشگوئیوں کو بہتر طور پر سمجھ جاتے اور وہ اُس گلیلی کی زندگی اور اُس کی خدمت کو بہتر طور پر سمجھ جاتے۔

فسح کا وقت قریب تھا اور بہت سے لوگ ملک کے مختلف حصوں سے یروشلیم میں جمع ہوئے تھے تاکہ یہودی دستور کے موافق خود کو پاک کر سکیں۔ وہاں پر موجود لوگوں میں یسوع کے حوالے سے بڑی گفت و شنید

ہورہی تھی اور وہ سوچ رہے تھے کہ کیا وہ فسح کے موقع پر یہاں آئے گا یا نہیں۔ ”اور سردار کا ہنوں اور فریسیوں
نے حکم دے رکھا تھا کہ اگر کسی کو معلوم ہو کہ وہ کہاں ہے تو اطلاع دے تاکہ اُسے پکڑ لیں۔“

یسوع کی صورت بدل جانا

جب یسوع کے دُکھ اُٹھانے اور مرنے کا وقت نزدیک آ رہا تھا تو اُس کے شاگرد بھی اُس سے دُور ہوتے جا رہے تھے۔ دن بھر لوگوں کو تعلیم دینے کے بعد یسوع اپنے شاگردوں کے ساتھ تنہائی میں گیا اور وہاں دُعا کی اور اُن کے ساتھ وقت گزارا۔ وہ تھک ہار چکا تھا مگر اُس کے پاس آرام کرنے کا وقت نہیں تھا کیونکہ زمین پر اُس کا کام تکمیل کے مراحل میں تھا اور اُسے اپنا کام جلد مکمل کرنا تھا۔ اُس نے اپنے شاگردوں کو کہا کہ وہ زمین پر ایسی بادشاہی قائم کرے گا جس پر موت اور عالم ارواح غالب نہیں آسکے گی۔ اپنے دُکھوں کے تناظر میں یسوع اپنے شاگردوں کو جمع کرتا ہے اور آنے والے مشکل حالات اور اپنی لعنتی موت کے بارے میں اُنہیں بتاتا ہے۔ جو شیلے پطرس کو یہ بات بالکل بھی پسند نہ آئی اور اُس نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ یسوع نے نرم انداز میں پطرس کی بے اعتقادی کی سرزنش کی اور اُسے بتایا کہ جب تک ابنِ خدا اپنی جان نہ دے گا تو پشنگوئی پوری نہیں ہوگی۔

پھر یسوع اپنے شاگردوں سے اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ میرے نام کی خاطر اُنہیں بھی دُکھ اُٹھانے پڑیں گے، اپنی صلیب اُٹھا کر اُس کے پیچھے چلنا پڑے گا اور اپنے آقا کی مانند اُنہیں بھی تذلیل، ملامت اور بے عزتی کا سامنا کرنا پڑے گا ورنہ وہ اُس کے فضل کی منادی نہیں کر سکیں گے۔ انہیں بھی ایذا رسانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور یسوع کے دُکھ اُٹھانے سے اُنہیں یہ بات سیکھنی چاہیے کہ اُنہیں بھی دُنیا وی مفاد اور خوشی کو ترک کر کے دُنیا کی طرف سے دُکھ اُٹھانا پڑیں گے۔ اس سے پہلے یسوع نے اپنے شاگردوں کو آنے والی پریشانیوں کے بارے میں بتایا تھا اور اُس نے اُن کی یہاں پر سرفرازی حاصل کرنے والی سبھی اُمیدوں پر پانی پھیر کر رکھ دیا تھا کیونکہ وہ کافی دیر سے اس بات کے منتظر تھے کہ مسیح یہاں پر اپنی عظیم سلطنت قائم کرے گا لیکن یہ سُن کر تو اُن کی سبھی توقعات مکمل طور پر ختم ہو چکی تھیں۔

لیکن اب یسوع کی باتیں بالکل واضح تھیں۔ اُسے عاجز، بے گھر زندگی بسر کرنی تھی اور مجرم کی

حیثیت سے مرنا تھا۔ یہ سُن کر شاگردوں کے دل افسردہ ہو گئے کیونکہ اُنہیں اپنے آقا سے بہت محبت تھی لیکن اُن کے شک نے بھی اُنہیں مایوس کر دیا تھا کیونکہ اُن کے لیے یہ بات ناقابلِ سمجھ تھی کہ ابنِ خدا یوں دُکھ ہے گا۔ وہ اس بات کو سمجھ نہیں پارہے تھے کہ وہ خود یروشلیم کو جا کر اپنے آپ کو اُس مصیبت میں کیوں پھنسانا چاہتا ہے جس کا اُس نے ابھی ذکر کیا ہے۔ وہ اس بات پر بھی افسردہ تھے کہ یسوع کو ایسے حالات میں خود کو بچانا چاہیے اور یوں تو وہ اُنہیں پہلے سے بھی زیادہ تاریک حالات میں چھوڑ کر چلا جائے گا۔ اُن کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ وہ اسے زبردستی کسی محفوظ مقام پر لے جائیں مگر وہ ایسا کرنے سے گھبراتے تھے کیونکہ یسوع نے اُنہیں کئی مرتبہ بتایا تھا کہ ایسے حربے شیطانی ہوتے ہیں۔ اپنی پریشانی کے عالم میں جب اُن کے ذہنوں میں یہ خیال آتا تھا کہ اُن کے خداوند پر بُرے حالات آنے والے ہیں تو وہ خود کو کسی بھی صورت میں تسلی نہیں دے پارہے تھے۔ یوں وہ چھ دنوں تک غم اور شک، اُمید اور خوف میں مبتلا رہے۔

یسوع اپنے شاگردوں کی پریشانی اور دُکھ کو جانتا تھا اور اُس نے اپنے آپ کو مسیحا ہونے کے حوالے سے اُنہیں ایک اور ثبوت دینے کا ارادہ کیا تاکہ آنے والے حالات کے دوران اُن کا ایمان جاتا نہ رہے۔ جب سورج غروب ہو رہا تھا تو اُس نے اپنے سب سے وفادار تین شاگردوں کو اپنے پاس بلایا، اور اُنہیں شہر سے باہر کھیتوں کو پار کرتے ہوئے پہاڑ پر لے گیا۔ یسوع سفر کر کے تھک ہار چکا تھا۔ اُس نے دن بھر لوگوں کو تعلیم اور بیماروں کو تندرستی دی تھی مگر وہ یہاں بھی کافی سفر کر کے اس لیے آیا تھا کیونکہ وہ لوگوں سے جُدا ہو کر عبادت اور دُعا میں وقت گزارنا چاہتا تھا۔ وہ بہت تھک ہار چکا تھا اور پہاڑ پر چڑھنے سے بھی کافی نڈھال ہو چکا تھا۔

شاگرد بھی تھک چکے تھے، اگرچہ وہ اکثر اوقات یوں تنہائی میں جا کر دُعا میں وقت گزارا کرتے تھے مگر یہ بات اُن کی سمجھ سے بالاتر تھی کہ اتنا کٹھن دن گزارنے کے بعد بھی یسوع اُنہیں اس اُونچے پہاڑ پر کیوں لایا ہے۔ مگر اُنہوں نے یسوع سے ایسا کوئی سوال نہ پوچھا اور وہ خاموشی سے یسوع کے ساتھ چلتے رہے۔ جب وہ پہاڑ پر چڑھ رہے تھے تو غروب ہوتا ہوا سورج وادیوں میں کھو گیا مگر اُس کی روشنی پہاڑ کی چوٹی پر پڑ رہی تھی اور اُن کے راستوں پر بھی اِس کی سُنہری کرنیں پڑ رہی تھی۔ لیکن بہت جلد وادی کی طرح یہاں

سے بھی یہ سُنہری کرنیں مغرب میں چھپ جانے والی تھیں اور تنہائی کی تلاش میں سفر کرنے والے مسافروں پر رات کی تاریکی چھا جائے گی۔ اُن کی پریشانی کے بادل بھی اکٹھے ہو رہے تھے اور مزید تاریک ہوتے جا رہے تھے۔

اپنی متوقع جگہ پر پہنچ کر یسوع اپنے باپ کے ساتھ دُعا میں وقت گزارتا ہے۔ اُس نے آنسوؤں اور دُکھ کے ساتھ کئی گھنٹوں تک دُعا میں وقت گزار دیا، اُس نے اپنے اوپر آنے والی پریشانیوں کے دوران قوت مانگنے اور اپنے شاگردوں کے لیے فضل کی دُعا مانگی تاکہ وہ بھی آنے والے ایذا رسانی کے حالات کو برداشت کر سکیں۔ جب وہ جھکا ہوا تھا تو اُس پر کافی اوس پڑ گئی مگر اُسے اس کا احساس ہی نہ ہوا؛ دُکھ کی حالت میں اُسے رات کی گہری تاریکی کا احساس تک نہ ہوا۔ اسی طرح سے وقت آہستہ آہستہ گزرتا جا رہا تھا۔ پہلے تو شاگردوں نے بھی دُعا میں کچھ وقت گزارا لیکن جب زیادہ دیر ہو گئی تو اُنہیں تھکن کا احساس ہوا اور وہ سو گئے، اگرچہ وہ اپنے متعلق سوچ رہے تھے کہ اب ہمارا کیا بنے گا تو بھی اُنہیں نیند آ گئی۔ یسوع نے اُن پر آنے والی ایذا رسانیوں کے متعلق اُن بتا دیا تھا، وہ اُنہیں اپنے ساتھ اس لیے لایا تھا تاکہ جب وہ دُعا میں وقت گزارے تو وہ بھی اِس کے ساتھ جاگیں اور دُعا کریں، اس کے ساتھ ساتھ وہ خود بھی اپنے شاگردوں کی قوت کے لیے دُعا مانگ رہا تھا تاکہ وہ آنے والے مصائب اور ایذا رسانیوں کو برداشت کر سکیں۔ وہ خصوصاً اِس بات کے لیے دُعا کر رہا تھا کہ اُس کے شاگرد الہی کاموں کی گواہی اس انداز میں دیں کہ اُن کی سوچوں سے ہر قسم کی بے ایمانی اور شک دُور ہو جائیں اور اُنہیں الہی کاموں کے ذریعے ہی اس پریشانی کے دوران میں تسلی ملے گی کہ یسوع واقعی ابنِ خدا تھا اور اُس کی لعنتی موت نجات سے متعلقہ الہی منصوبے کا حصہ تھی۔

خدا اپنے بیٹے کی التجا کو سُنتا ہے اور اُس کی خدمت کرنے کے لیے فرشتے تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر خدا نے موسیٰ اور ایلیاہ کو مسیح کے پاس بھیجا اور یروشلیم میں اُس پر آنے والی ایذا رسانیوں کے لیے تیار کرتے ہوئے اُسے تسلی دیں۔ جب یسوع گیلی اور سخت جگہ پر جھکا ہوا دُعا کر رہا تھا تو اچانک سے آسمان اور خدا کے شہر کے سُنہری دروازے کھل جاتے ہیں اور اُس پہاڑ پر مقدس روشنی کی کرنیں پڑتی ہیں اور گھٹنے نشین ہوئے یسوع پر پڑتی ہیں۔ یسوع اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اور باختیار طریقے سے کھڑا ہو جاتا ہے، اب اُسے کسی قسم کا دُکھ محسوس

نہیں ہوتا کیونکہ اس نُور کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہو رہی تھی اور اب اُس کے کپڑے معمولی اور عام سے دکھائی نہیں دے رہے تھے بلکہ وہ صاف شفاف ہو چکے تھے۔

اُس جلالی نُور کی وجہ سے شاگرد دینند سے بیدار ہو گئے کیونکہ اُس نور سے سارا پہاڑ ہی منور ہو گیا تھا۔ وہ خوف اور حیرانگی سے اپنے آقا کے چمکتے ہوئے کپڑوں اور روشن چہرے کی طرف دیکھتے ہیں۔ اتنی تیز روشنی سے پہلے تو اُن کی آنکھیں چُندھیا گئیں مگر جب وہ اس شاندار روشنی کو دیکھنے کے قابل ہو گئیں تو اُنہوں نے دیکھا کہ وہاں پر صرف یسوع ہی نہیں تھا۔ مزید دو جلالی ہستیاں اُس سے ہمکلام تھیں۔ اُن میں سے ایک موسیٰ تھا جس نے کوہ سینا پر گرج اور روشنی میں سے خدا کے ساتھ رُوبرُو بات کی تھی، اور دوسرا ایلیاہ تھا، وہ ایسا نبی تھا جو مرانہیں تھا بلکہ آگ کے بادل کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا تھا۔ خدا نے ان دونوں کے ذریعے جنہوں نے خود بھی اس زمین پر زندگیاں گزاری تھیں، اُنہیں باپ کی طرف سے بھیجا گیا تاکہ بیٹا آسمانی جلال پائے اور وہ یسوع کے ساتھ اُس کے مشن کے حوالے سے بات چیت کرتے ہوئے اسے تسلی دیں، خصوصاً اُنہوں نے یروشلم میں اُس پر آنے والی ایذا رسانیوں کو برداشت کرنے کے حوالے سے یسوع کو تسلی دی۔

باپ نے موسیٰ اور ایلیاہ کو اپنے پیغام رساؤں کے طور پر چُنا اور آسمانی نُور کے ذریعے اُسے جلال بخشا اور اُنہوں نے اُس کو پیش آنے والے دُکھ کے حوالے سے اُس سے بات چیت کی کیونکہ اُنہوں نے اس زمین پر بطور انسان زندگیاں گزاری تھیں؛ اُنہیں دُکھ اور پریشانیوں کا تجربہ حاصل ہوا تھا اور وہ یسوع کی زمینی زندگی کو درپیش مشکلات کے دوران اُسے تسلی دے سکتے تھے۔ ایلیاہ اسرائیل کا نبی ہوتے ہوئے یسوع کی نمائندگی کرتا ہے اور اُس کا کام ایک طرح سے نجات دہندہ جیسا ہی تھا۔ اسرائیل کے رہنما کی حیثیت سے موسیٰ بھی یسوع کی مانند تھا، اُس نے یسوع کے ساتھ بات چیت کی اور اسی کی ہدایات پر عمل کیا تھا؛ تاہم اب یہ دونوں ہستیاں جو کہ خدا کے تخت کے پاس کھڑی ہوتی ہیں، اُنہیں خدا کے بیٹے کی خدمت کے لیے بھیجنا سب سے بہترین کام ہے۔

جب موسیٰ کو بنی اسرائیل کی بے اعتقادی پر غصہ آیا تو اُس نے بڑے غصے کے ساتھ چٹان کو مارا اور اُنہیں وہاں سے پانی ملا تو اُس نے اس عمل پر اپنے آپ کو بڑھائی دی کیونکہ اُس کی سوچ اسرائیل کی ناشکری

اور گمراہی میں اس قدر اٹکی ہوئی تھی کہ وہ خدا اور اُس کے نام کو جلال دینا بھول گیا، کیونکہ یہ معجزہ اُسے خدا نے ہی کرنے کو کہا تھا۔ قادرِ مطلق خدا کا یہ منصوبہ تھا کہ وہ بنی اسرائیل کو سیدھی راہوں پر لے آئے اور پھر انہیں اپنے قدرت سے رہائی دلائے تاکہ وہ خدا کو خاص مرتبہ دیں اور اُسی کے نام کو جلال دیں۔ مگر موسیٰ پر اُس کی فطری سوچ غالب آگئی اور اُس نے خدا کی بجائے اپنی بڑھائی کی، وہ شیطان کے قابو میں آ گیا اور یوں اُسے موعودہ سر زمین میں داخل ہونے سے روک دیا گیا۔ اگر موسیٰ ثابت قدم رہتا تو خداوند اُسے موعودہ ملک میں لے جاتے اور اُسے بناموت کا مزا چکھے زندہ آسمان پر اُٹھا لیتا۔

موسیٰ مر گیا مگر ابن خدا آسمان سے اُتر اور اُس کے جسم کو برباد ہونے سے پہلے ہی اُسے زندہ کر دیا۔ اگرچہ موسیٰ کے بدن کی معرفت شیطان میکائیل سے بحث کرتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اس کا شکار ہے، وہ ابن خدا پر غالب نہ آ سکا اور موسیٰ زندہ ہو کر اور اپنے جلالی بدن میں آسمان میں پہنچ گیا اور اب اُن دو ہستیوں میں سے ایک وہی ہے جنہیں باپ اپنے بیٹے کی حوصلہ افزائی کے لیے بھیجتا ہے۔

شدید نیند کی وجہ سے شاگردوں کو یہ سمجھ نہ آئی کہ اُن آسمانی پیغام رساؤں اور جلالی نجات دہندہ کے مابین کیا گفتگو ہوئی۔ لیکن جو نبی وہ نیند سے بیدار ہوئے تو انہوں نے یہ سارا منظر دیکھا، وہ حیران اور دنگ رہ گئے۔ جب انہوں نے اپنے پیارے آقا پر نور چمکتا ہوا دیکھا تو انہوں نے اپنی آنکھیں ملنا شروع کر دیں کیونکہ وہ اس جلالی ہستی کو دیکھ نہ سکے، کیونکہ اُس کا لباس منور ہو گیا اور اُس سے سورج کی مانند روشنی نکل رہی تھی۔ کچھ دیر تک شاگردوں نے اپنی آنکھوں سے اپنے جلالی اور عظیم خداوند کو دیکھا اور انہیں خدا کی پاک ہستیاں دیکھنے کا اعزاز حاصل ہوا۔

انہوں نے سمجھا کہ پشنگوئی کے مطابق ایلیاہ آیا ہے اور یہ کہ مسیح کی بادشاہی زمین پر قائم ہوگی۔ عجیب حیرانگی کے ساتھ پطرس یسوع اور اُن قدیم ہستیوں کے لیے مذبح بنانے کا منصوبہ بناتا ہے۔ جب یسوع ابھی اُن سے ہمکلام نہیں ہوا تھا تو وہ یسوع سے مخاطب ہو کر یوں کہتا ہے ”ربی! ہمارا یہاں رہنا اچھا ہے۔ پس ہم تین ڈیرے بنائیں۔ ایک تیرے لئے۔ ایک موسیٰ کے لئے۔ ایک ایلیاہ کے لیے۔“ خوشی کے ساتھ پطرس کو محسوس کیا کہ یہ دونوں آسمانی پیغام رساں ہستیاں یروشلم میں درپیش یسوع کی زندگی کو خطرے

سے بچانے آئی ہیں۔ وہ یہ سوچ کر خوشی سے نہال ہو گیا کہ یہ جلالی ہستیاں جو نورا اور قدرت سے ملبس ہیں وہ ابنِ خدا کو بچانے اور زمین پر اُس کی بادشاہی کو قائم کرنے کے لیے آئی ہیں۔ وہ کچھ لحاظ کے لیے اس بات کو بھول گیا تھا کہ اُسے تھوڑی دیر پہلے ہی یسوع نے نجات کا منصوبہ بتایا تھا جو کہ یسوع کے دکھوں اور موت کے ذریعے ہی پایہ تکمیل تک پہنچے گا۔

جب شاگرد بے ہوشی اور حیرانی میں تھے تو ”ایک بادل نے اُن پر سایہ کر لیا اور اُس بادل میں سے آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ اس کی سُنو۔“ جب شاگردوں نے اُس جلالی بادل کی طرف دیکھا تو وہ بیابان میں اسرائیل کے قبیلے کے آگے رہنمائی کرنے والے بادل سے کہیں زیادہ چمکدار تھا اور جب اُنہوں نے بادل میں سے آنے والی خدا کی آواز کو سنا تو اس آواز سے پہاڑ لرز بلکہ وہ ہل گیا، وہ اس سارے منظر کو برداشت نہ کر سکے اور زمین پر گر پڑے۔

تب وہ منہ کے بل گر گئے اور اوپر دیکھنے کی جرات نہ کی پھر یسوع اُن کے پاس آیا اور اُنہیں زمین سے اٹھایا اور اپنی جانی مانی آواز کے ذریعے اُن کا خوف یوں دُور کیا ”اُٹھو۔ ڈرو مت۔“ جب اُنہوں نے آنکھیں اٹھائی تو دیکھا کہ آسمانی جلال اب نہیں رہا تھا، موسیٰ اور ایلیاہ کی روشن موجودگی غائب ہو چکی تھی، اب ابنِ خدا اُس الہی جلال سے ملبس نہیں تھا جسے انسانی آنکھ دیکھنے سے قاصر ہے، یسوع کے ساتھ صرف وہی اُس پہاڑ پر موجود تھے۔ وہ پوری رات پہاڑ پر ہی گزر گئی اور جنوبی صبح سویرے سورج طلوع ہوا اور اُس کی نورانی کرنوں سے تاریکی جاتی رہی تو یسوع اور اُس کے شاگرد پہاڑ سے نیچے اُترے۔ وہ اُس مقدس مقام سے بڑی خوشی سے نیچے اُترے کیونکہ وہاں پر آسمانی جلال ظہور پذیر ہوا تھا اور وہاں پر یسوع کے شاگردوں کی آنکھوں کے سامنے ابنِ خدا کی صورت بدل گئی تھی لیکن یسوع کو ابھی اُن لوگوں میں کام کرنا باقی تھا جو اُسے ہر جگہ بے تابی سے ڈھونڈ رہے تھے۔

اُس پہاڑ کے نیچے بڑی بھیڑ جمع تھی جو یسوع کے باقی شاگردوں کے ساتھ وہاں آئی تھی اور یسوع کے شاگردوں کو معلوم تھا کہ یسوع عبادت اور دُعا کرنے کے لیے کن مقامات پر جاتا ہے۔ جب یسوع انتظار کرتی ہوئی بھیڑ کے پاس پہنچا تو یسوع نے اپنے ساتھ موجودہ شاگردوں کو کہا کہ ”جب تک ابنِ آدم مُردوں

میں سے نہ جی اُٹھے جو کچھ تم نے دیکھا ہے کسی سے اُس کا ذکر نہ کرنا۔“ یسوع جانتا تھا کہ وہاں پر موجود لوگ بلکہ اُس کے بقیہ شاگرد بھی پہاڑ پر اُس کی صورت کے بدلنے والے شاندار واقعے کو سمجھ نہیں سکیں گے۔ مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد یہ گواہی اس لیے دی جانی تھی تاکہ یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ بے شک یسوع ابنِ خدا تھا۔

اب اُن تینوں شاگردوں کے پاس ایسا ثبوت تھا جس کی بنا پر انہیں انہیں یقین ہو گیا تھا کہ یسوع ہی موعود مسیحا ہے۔ جلالی آواز نے اُس کی الوہیت کا اعلان کیا۔ اب وہ اپنے خداوند کی خاطر دُکھ اور پریشانی کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہو چکے تھے۔ ایک صابر، عاجز اور حلیم اُستاد، جو تقریباً تین سالوں تک ادھر ادھر ایک شہر سے دوسرے شہر میں پھرتا رہا، جو مردِ غمناک، بے گھر تھا، جس کے پاس آرام کی بھی جگہ نہ تھی، جس کے پاس آرام کرنے کو چار پائی بھی نہ تھی، اُسے خدائی آواز نے بیٹا مانا اور موسیٰ اور ایلیاہ جنہیں آسمان میں اعلیٰ مقام حاصل ہے انہوں نے اُسے تسلی دی۔ اب اُن شاگردوں کو کسی قسم کا کوئی شک نہیں رہا تھا۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے وہ سب کچھ دیکھ اور اپنے کانوں سے سُن لیا تھا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہیں۔

یسوع اب لوگوں کی خدمت والے کام کا سلسلہ جاری رکھتا ہے۔ جب بڑی بھیڑ نے نجات دہندہ کو دیکھا تو وہ ملنے کو بھاگے، اُسے بڑے احترام سے سلام کہا۔ لیکن یسوع نے محسوس کیا کہ وہ کسی پریشانی میں مبتلا ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک شخص اپنا بد رُوح گرفتہ بیٹا شاگردوں کے پاس لایا تھا تاکہ وہ اُس میں سے بد رُوح کو نکال دیں جو کہ اُس کے بیٹے کو بہت ستاتی تھی۔ لیکن اُسے ٹھیک نہ کر سکے اور اسی وجہ سے فقہیوں کو اُن کی معجزانہ قوت پر بحث کرنے کا موقع مل گیا۔ وہ لوگ بڑے فخر کے ساتھ یہ کہہ رہے تھے کہ اب اُن کے سامنے ایسی ابلیسی قوت ہے جس پر نہ شاگرد اور نہ ہی اُن کا آقا غلبہ پاسکتا ہے۔

جب یسوع وہاں پہنچا تو اُس نے اُن کی پریشانی کی وجہ پوچھی، پریشان باپ نے یوں جواب دیا ”اے اُستاد میں اپنے بیٹے کو جس میں گونگی رُوح ہے تیرے پاس لایا تھا۔ وہ جہاں اُسے پکڑتی ہے پٹک دیتی ہے ورنہ کف بھرتا ہے اور دانت پیتا اور سوکھتا جاتا ہے اور میں نے تیرے شاگردوں سے کہا تھا کہ وہ اُسے نکال دیں مگر وہ نہ نکال سکے۔“ یسوع نے وہ سارا ماجرا بڑی توجہ سے سُنا اور پھر وہ اپنے شاگردوں کی

ناکامی، لوگوں کے شک اور فقیہوں کے اعتراض کا جواب ان الفاظ میں دیتا ہے ’اے بے اعتقاد قوم میں کب تک تمہارے ساتھ رہوں گا؟ کب تک تمہاری برداشت کروں گا؟ اُسے میرے پاس لاؤ۔‘

لڑکے کے باپ نے یسوع کے حکم کی تعمیل کی لیکن جیسے اُس کا بیٹا الہی حضوری میں پہنچا تو فی الفور رُوح نے اُسے مروڑا اور زمین پر گرا دیا اور وہ کف بھر لاکر لوٹنے لگا۔ یسوع نے شیطان کو اُس لڑکے پر زور آزمائی کرنے دی تاکہ دیکھنے والے لوگ اس معجزے کی نوعیت کو بہتر طور پر سمجھ سکیں اور الہی قدرت سے بہتر طور پر جان سکیں۔ یسوع اُس کے باپ سے پوچھتا ہے کہ یہ لڑکا کب سے بد رُوح گرفتہ ہے۔ اُس لڑکے کا باپ یوں جواب دیتا ہے:-

”اُس نے کہا بچپن ہی سے۔ اور اُس نے اکثر اُسے آگ اور پانی میں ڈالا تاکہ اُسے ہلاک کرے لیکن اگر تُو کچھ کر سکتا ہے تو ہم پر ترس کھا کر ہماری مدد کر۔“ اس لڑکے کو شفا دینے میں شاگردوں کے ناکام ہونے کی وجہ سے لڑکے کا باپ بہت پس ہمت ہو چکا تھا اور اپنے بیٹے کی حالت کو دیکھ کر بہت پریشان تھا۔ یسوع کی طرف سے یہ سوال پوچھنے سے اُس کے ذہن میں وہ سارے وقت آیا جب سے اُس کا بیٹا اس پریشانی میں مبتلا ہے اور یہ سوچ کر اُس کا دل بیٹھ گیا۔ اُسے اس بات کا خوف تھا جو کچھ فقہی کہتے ہیں کہیں وہ سچ نہ ہو کہ یسوع بھی اس ابلیسی قوت پر غلبہ نہیں پاسکتا۔ یسوع اُس کی پریشان گُن حالت کا انداز لگا سکتا تھا اور اُس نے اُسے بھروسہ رکھنے کو کہا۔ وہ اُس سے ان الفاظ میں مخاطب ہوتا ہے ”جو اعتقاد رکھتا ہے اُس کے لئے سب کچھ ہو سکتا ہے۔“ اُس باپ کے دل میں فوری طور پر اُمید پیدا ہو جاتی ہے اور وہ یوں پکار اُٹھتا ہے ”میں اعتقاد رکھتا ہوں۔ تُو میری بے اعتقادی کا علاج کر۔“

اُس پریشان باپ کو اپنی اشد ضرورت کا احساس ہوا اور اُس نے یہ بھی محسوس کیا کہ رحم دل نجات دہندہ کے علاوہ اور کوئی بھی اُس کی مدد نہیں کر سکتا اور اُس نے یسوع پر بھروسہ کیا۔ اُس کا ایمان فضول نہیں تھا، اس لیے یسوع نے اُس ساری بھیڑ کے سامنے ”اُس ناپاک رُوح کو جھڑک کر اُس سے کہا اے گونگی بہری رُوح! میں تجھے حکم کرتا ہوں۔ اس میں سے نکل آ اور اس میں پھر کبھی داخل نہ ہو۔“ کیونکہ اُس ساری بھیڑ نے اس واقعے کی گواہی دینی تھی۔ اور وہ بد رُوح فی الفور اُس میں سے نکل گئی اور وہ لڑکا مردہ سا ہو گیا۔ اُس بُری

رُوح نے اُسے اتنا مروڑا کہ وہ ادھمو اسہو گیا اور جب وہ اُس میں نکل گئی تو وہ بے ہوش ہو گیا۔ جو لوگ وہاں پر بڑے حیران کھڑے ہوئے تھے انہوں نے ایک دوسرے سے یہ کہا ”وہ مر گیا“ ہے۔ مگر یسوع نے ”اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے اُٹھایا اور وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔“

اُس کا باپ یہ دیکھ کر بے حد خوش ہوا اور اُس کا بیٹا بھی اُس ظالم بد رُوح سے جو کافی عرصے سے اُسے اذیت دے رہی تھی، رہائی پا کر بہت خوش ہوا۔ باپ اور بیٹے دونوں نے اپنے نجات دہندہ کی شکر گزاری اور تعجید کی جب کہ لوگ بڑی حیرانگی سے اُن کی طرف دیکھ رہے تھے اور فقہی پس ہمت ہو کر خاموشی کے ساتھ وہاں سے کھسک گئے۔

یسوع نے اپنے شاگردوں کو معجزات کرنے کی قدرت مہیا کی تھی مگر لوگوں کے سامنے اُن کا یوں ناکام ہونا بہت بُری بات تھی۔ جب وہ تنہائی میں یسوع کے ساتھ تھے تو انہوں نے اُس سے پوچھا کہ ہم اُسے کیوں نہ نکال سکے؟ یسوع نے انہیں جواب دیا کہ اُن کی بے اعتقادی اور اس مقدس کام کو لا پرواہی کے ساتھ کرنے کی وجہ وہ ایسا نہ کر سکے۔ انہوں نے روزہ رکھنے اور دُعا کرنے کے ذریعے خود کو اس مقدس کام کے لیے تیار نہیں کیا تھا۔ جب تک انہیں خدا کی طرف سے قوت نہیں ملتی وہ شیطان پر غلبہ نہیں پاسکتے لہذا انہیں عاجزی اور خود ایثاری کے ساتھ اُس کے حضور جانا چاہیے اور رُوحوں کے دشمن پر فتح پانے کے لیے اُسی سے قوت مانگنی چاہیے۔ اگر وہ مکمل طور پر خدا پر بھروسہ رکھیں اور اُس کے کام کے لیے خود کو مکمل طور پر تیار کریں تو اُن کی فتح یقینی ہوگی۔ یسوع اپنے مایوس پیروکاروں کی حوصلہ افزائی ان الفاظ میں کرتا ہے ”اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کرو ہاں چلا جا اور وہ چلا جائے گا اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی۔“

کچھ دیر کے لیے اُن عزیز شاگردوں نے یسوع کے بے انتہا جلال اور دُکھ کا مظاہرہ کیا تھا۔ خدا کے جلال سے جس پہاڑ پر یسوع کی صورت بدل گئی، جہاں پر اُس نے آسمانی پیغام رساؤں سے بات چیت کی اور جہاں پر خدا نے اُسے بیٹا قرار دیا تھا، وہاں سے نیچے اُترتے ہوئے اُسے عجیب سے واقعے کا سامنا کرنا پڑا، یعنی اُس کا سامنا ایک بد رُوح گرفتہ لڑکے سے ہوا جو بڑی اذیت میں تھا، وہ تکلیف کے ساتھ اپنے دانت

پیتا تھا اور اُسے کوئی بھی ٹھیک نہ کر سکا تھا۔ اور اُسی عظیم نجات دہندہ نے جو ابھی کچھ دیر پہلے شاگردوں کی موجودگی میں جلالی صورت میں کھڑا ہوا تھا، وہ شیطان کے اس شکار کو جو زمین پر مٹی میں لت پت پڑا تھا اُس کو اپنا ہاتھ بڑھا کر اٹھاتا ہے اور اُسے ابلیسی قوت سے ہمیشہ کے لیے آزاد کر کے اُس کے باپ کے حوالے کر دیتا ہے۔

صورت بدلنے سے قبل یسوع نے اپنے شاگردوں کو بتایا تھا کہ اُن میں کچھ ایسے بھی ہیں کہ جب تک خدا کی بادشاہی کو دیکھ نہ لیں، نہیں مرے گے۔ پہاڑ پر صورت بدلنے کے موقع پر یہ وعدہ پورا ہو گیا کیونکہ اُنہوں نے مسیح کی بادشاہی کو مختصر اُدیکھ لیا تھا۔ یسوع آسمان کے جلالی لباس سے ملبس ہو گیا اور باپ نے یہ اعلان کیا کہ یسوع ابنِ خدا ہے۔ وہاں پر موسیٰ کی موجودگی سے اُن لوگوں کی نمائندگی ہوتی تھی جو مسیح کی آمدِ ثانی پر مُردوں میں سے جی اُٹھیں گے اور آسمان پر زندہ اُٹھائے جانے والے ایلیاہ کی موجودگی سے اُن لوگوں کی نمائندگی ہوتی تھی جو مسیح کی آمدِ ثانی کے موقع پر اس زمین پر زندہ باقی ہوں گے اور جو فانی سے غیر فانی حالت میں بدل جائیں گے اور موت کا مزہ چکھے بغیر آسمان پر اُٹھائے جائیں گے۔





INTERNET:

ONLINE-BIBLE:

wordproject.org

RADIO:

awr.org (Urdu, Hindi)

ELLEN G. WHITE BOOKS:

egwwritings.org (Urdu, Hindi)

ONLINE-TV & VIDEOS:

GOD IS LIFE: god-is-life.org

Amazing Facts India: aftv.in (Hindi)

YouTube channel: [Hope TV India \(Hindi\)](#)



A photograph of a clear glass jar lying on its side on a wooden surface. The jar is tilted, and a large number of coins, including copper and silver ones, are spilling out of its opening. To the right of the jar, a portion of a dark red, textured wallet is visible. The background is softly blurred, showing what appears to be a window with light coming through.

YOU CAN SUPPORT US:

ADVEDIA VISION e. V.

REASON FOR TRANSFER: Spende Nahost Projekt

BANK: Postbank

IBAN: DE48600100700838068701

BIC: PBNKDEFF

PayPal ACCOUNT: advedia-vision@gmx.net

REASON FOR TRANSFER: Nahost Projekt

کہ اندھے دیکھتے اور لنگڑے چلتے پھرتے ہیں۔ کوڑھی
پاک صاف کئے جاتے اور بہرے سنتے ہیں اور مردے
زندہ کئے جاتے ہیں اور غریبوں کو خوشخبری سنائی جاتی
ہے۔

متی 5:11



www.god-is-life.org